عالم عربی کی صورتحال

اور

سعودی حکومت کا سازشی کردار

دلائل، واقعات، اور دستاویزی تحریروں کی روشنی میں

مولانا محمد عبد الرشید ندوی

دفتر اتحاد فرنٹ

حضرت گنج لکھنؤ

عالم عربی کی صورتحال
اور
سعودی حکومت کا سازشی کردار

دلائل، واقعات، اور دستاویزی تحریروں کی روشنی میں

مرتب

مولانا محمد عبدالرشید ندوی

ناشر

دفتر اتحاد فرنٹ

ڈالی باغ، لکھنؤ

تفصیلات کتاب

نام کتاب: عالم عربی کی صورتحال اوور سعودی حکومت کا سازشی کردار

نام مرتب: مولانا محمد عبدالرشید ندوی

کمپوزنگ وطباعت: باہتمام محمد عبدالرشید ندوی

ندوہ کمپیوٹر سینٹر دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

طابع وناشر: دفتر اتحاد فرنٹ، ڈالی باغ، لکھنؤ

اشاعت: مارچ ۲۰۱۴ء

تعداد: ۱۰۰۰ / ایک ہزار

قیمت: ۶۰ / روپئے

ملنے کے پتے

۱- مکتبۃ الشباب العلمیۃ، بروليا، ٹیگور مارگ، لکھنؤ -۲۰

۲- مجلس تحقیقات ونشریات، پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء، لکھنؤ -۷

۳- مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

فہرست

☆☆☆☆

☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمِ اسلام کا قبلہ مکہ مکرمہ اور بیت اللہ
مگر سعودی عرب کا قبلہ امریکہ؟؟

[حضرت مولانا علی میاںؒ کا اپنے برادر معظم کے نام مکتوب گرامی سے ایک اقتباس]

حجاز کے قیام کے دوران اس کا بشدت احساس ہوا کہ مغربی تہذیب عرب ممالک کو پورے طور پر متاثر بلکہ مفلوج کر چکی ہے اور جزیرۃ العرب اور حجاز مقدس کے (جس سے دنیا کو ایمان واسلام کی روشنی ملی اور ایک ایسی امت کا ظہور ہوا جو زمانہ کی امامت کے لئے پیدا کی گئی تھی) تعلیم یافتہ نوجوان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں، اقبال نے گویا ان ممالک کو دیکھ کر کہا تھا ع

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہوگئے پانی

میں نے ستمبر ۱۹۵۰ء کی کسی تاریخ کو بھائی صاحب کو حجاز سے ایک خط لکھا تھا جس میں اس انقلاب حال اور اپنے رنج وتاثر کا اظہار کیا تھا، اس خط کو آج بھی پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ حقیقت حال کی ایسی سچی تصویر اس وقت موئے قلم سے کیسے کھینچ سکا جبکہ وہاں بار بار حاضر ہونے اور طویل قیام کی ابھی نوبت نہیں آئی تھی اس کا ایک اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

"۴۷ء میں ہم پہلی بار یہاں آئے تھے اب ۵۰ء میں آئے ہیں، تین برسوں میں کھلا ہوا تغیر محسوس ہوتا ہے، بازار سے لے کر لوگوں کے دماغوں تک مغربی تمدن، تجارت، معاشیات اور افکار وخیالات کے پنجے اور زیادہ گڑ چکے ہیں۔ جدہ اترتے ہی اس کا احساس ہوتا ہے اور جس قدر حالات سے واقفیت ہوتی ہے اتنا ہی اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے، کوئی نہیں جانتا خوبصورت عربی لباس میں کتنے دل ودماغ خالص

مغربی بن چکے ہیں اور قرآنی زبان کتنے مغربی خیالات اور خالص مادی تخیلات کا ذریعہ اظہار بن گئی ہے، معاش کا انہماک، دولت آفرینی کی عادت بحرانی حد تک پہنچ چکی ہے، زندگی کا تصور اس کے بغیر ان کے نزدیک ممکن نہیں کہ اس کے سایہ میں پناہ لی جائے اور ترقی کی جائے، عالمِ اسلام کا قبلہ مکہ معظّمہ اور بیت اللہ ہے اور مرکزِ اسلام کا قبلہ سر دست امریکہ ہے، وبائے عام کی طرح اس کا اثر فضا اور ہوا میں ہے، اس کے مقابلہ میں ہماری حقیر کوشش چند کتابیں، چند ملاقاتیں، جماعتوں کے گشت اور نقل وحرکت بالکل وہ حیثیت رکھتی ہے، جو کسی سمندر میں ٹھیکریاں پھینکنے سے ہلکے تموج کی حیثیت ہوتی ہے، ادھر ملاقاتوں اجتماعات اور چند شخصیتوں کے اتفاق واستحسان سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، حقیقت میں ان کی حیثیت تلاش وجستجو سے زیادہ نہیں۔"

(کاروان زندگی ج ۱، ص: ۵۸۱)

[حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا مکتوب (اس وقت کے) ولی عہد و نائب وزیر اعظم فہد بن عبدالعزیز کے نام]

جزیرۃ العرب خودکشی کی راہ پر

جناب عالی! میرا پختہ یقین ہے کہ یہ ملک اپنی طویل تاریخ کے نازک ترین سے گزر رہا ہے ،اور اس خطہ ارضی میں مرکز اسلام کے وقوع اور اسلام اور مسلمانوں کی اس سے وابستگی کے سبب اس معاملہ کی نزاکت واہمیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، یہ ملک اسلامی محاذ کی آخری دفاعی لائن ہے، کہ اگر اسے بھی دشمن پار کرلیتا ہے، اور ہم اس سے پیچھے ہٹ آتے ہیں تو اسلام کی بقا اور مسلمانوں کے مستقبل کی کوئی امید نہیں رہ جاتی۔

میرا احساس یہ ہے کہ یہ ملک دو خطروں کے درمیان یا کسی درندے کے خونی جبڑوں کے درمیان گھرا ہوا ہے، بیرونی خطروں کے بارے میں مجھے زیادہ نہیں کہنا ہے، کیوں کہ یہ واضح ہے کہ کمیونزم مختلف سمتوں سے اس ملک کے سر پر منڈلا رہا ہے، اور ہمارے دشمن تاک لگائے ہوئے ہیں اور موقع کے انتظار میں ہیں، اس کے اسباب ووجوہ بھی ظاہر ہیں، اس لئے وہ زیادہ وضاحت طلب نہیں، ایک کھلا سبب تو مخالفوں کا اس مرکز کی اہمیت کا علم ہے، اور یہ کہ اس ملک میں وہ دولت فراوانی کے ساتھ موجود ہے، جو موجودہ تمدن وٹکنالوجی اور جنگی طاقت کی شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے، جس کا نام پٹرول ہے، اس کے ذریعہ آپ لوگوں کو اللہ نے جس خوشحالی سے نوازا ہے، اسے دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے، اللہ سے دعا ہے، کہ وہ آپ کو ان کے شر سے بچائے اور بحمد اللہ آپ حضرات بھی گرد وپیش کے خطرات سے غافل نہیں ہیں، کیونکہ وہ ڈھکے چھپے نہیں ہیں، نہ کسی تفصیل وتمثیل کے محتاج ہیں۔

اسرائیل......اور جزیرۃ العرب کے اردگرد کے ممالک کے رجحانات اور پھر لبنان میں ہونے والے تازہ واقعات کے پیش نظر اس بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، رہا داخلی خطرہ تو وہ میرے نزدیک پہلے سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

امیر معظم! صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ملک اس وقت تیزی سے خودکشی کے راستہ پر جا رہا ہے، اور قوم کو دو طوفانی موجیں گھیرے ہوئے ہیں، ایک موج مال کی ہوس، اس میں اضافہ کی حرص، جائز وناجائز ہر طریقہ سے اس کے حصول کی کوشش ہے، جس کے سبب تمام

دینی واخلاقی قدریں، احترام انسانی، اور عالم اسلام سے آنے والوں اور یہاں بسنے والوں کے مفاد بھلا دیئے گئے ہیں، اس رجحان کو ہم مادیت اور ہوس کے ''ہسٹیریا'' سے تعبیر کرسکتے ہیں، جس کے سبب عجیب وغریب اور پیچیدہ مشکلات سامنے آرہی ہیں۔

دوسری سرکش موج آرام طلبی وتفریح کا حد سے بڑھا ہوا شوق وشغف ہے، ملک اس وقت نغمہ وموسیقی اور لہو ولعب کے سیلاب میں تیر رہا ہے، اور ہر قسم کی سخت کوشی وجفاکشی اور صبر وضبط سے فرار اختیار کرنے کے موڈ میں ہے، اور اس کے سبب وہ عرب مسلم قوم (جو تاریخ میں جفاکشی، سادگی اور 'فروسیت'' (شہ سواری) کے لئے مشہور عالم رہی ہے، اور جس کے ذریعہ اسلام کی امانت کی حامل رہ کر اس نے دنیا کی متمدن مریض قوموں پر غلبہ پایا تھا) مردانگی اور بہادری کے تمام اوصاف سے خالی ہوتی جارہی ہے، اور اگر کچھ دنوں یہی حال رہا تو ایک ایسی نازک نسوانیت کی حامل نسل آئے گی جو کسی بھی خارجی یا داخلی چیلنج کا مقابلہ اور ملک کی سالمیت کو برقرار نہیں رکھ سکے گی، چہ جائے کہ وہ اسلامی دعوت کی تبلیغ کرسکے اور عالم اسلام سے آنے والے حجاج کے لئے صالح نمونہ اور رہنما بنے۔

جیسا کہ میں نے شاہ فیصل مرحوم کے نام اپنے خط میں لکھا تھا کہ اقوام وملل اور تہذیبوں کی تاریخ نے ہمیں بتایا ہے کہ حکومتوں کے لئے یہی طبقہ خطرے کا سبب بنا ہے۔ اور اتراہٹ، احسان فراموشی، مال کی زائد محبت، اس کے وسائل وذرائع سے شغف، دنیوی راحت ونعمت کے عشق اور اخلاق وشرافت سے محرومی نے اسے بغاوت وانقلاب پر آمادہ کیا ہے، اور تاریخ میں یہ تجربہ اتنی بار پیش آیا ہے کہ وہ اس طبقہ پر سے اعتماد ختم کرنے کے لئے کافی ہے، اور خوشحالی اور تفریح وتعیش کی مانگوں کو پورا کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑتا، بنوامیہ اور بنوعباس نے یہی غلطی کی تھی، جس کے آثار ومظاہر ہم "الأغانی" "کتاب الحیوان" اور ألف لیلة ولیلة ''کے صفحات میں دیکھتے ہیں۔

عزت مآب! واحد طبقہ جس کے اخلاص، احسان مندی، ملک اور مقدسات اسلامیہ کی عزت وحرمت کی حفاظت کی صلاحیت، اور دشمن سے مقابلہ کی طاقت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، وہ طبقہ دینی واخلاقی تربیت پایا ہوا طبقہ ہے، جس کا نشو ونما صحیح عقیدہ، پاکیزہ اخلاق، جرأت واستقامت، زہد وقناعت، دین کو دنیا پر ترجیح، دینی حمیت واسلامی غیرت کے ماحول میں ہوئی ہے، یہ بات تعلیم وثقافت اور نشر واشاعت کو اس رخ پر لگانے اور ایسی مومن نسل کی تیاری کی متقاضی ہے، جو اسلامی اخلاق اور اگلے عربوں کی خصوصیات کی حامل ہو، جنہوں نے چاردانگ عالم میں اسلام کا

صور پھونک دیا تھا، اور وہ عظیم اسلامی سلطنت قائم کی تھی، جس کا ایک سرا مغرب اور دوسرا سرا مشرق میں تھا، جو اپنے پیغام سے آشنا ہو، اور اسے ہر دوسرے پیغام پر ترجیح دیتی اور اس کی راہ میں جان دے سکتی ہو، مگر یہ چیز بڑے جری اور فیصلہ کن اقدام کی طالب ہے، جو مجتہدانہ و آزادانہ طریقہ پر کیا جائے، اس ملک اور عالم اسلام کے لئے ہمیں سب سے بڑا خطرہ یہ نظر آتا ہے کہ یہ بلاد مقدسہ، سعودی عرب کے سادہ دل شریف الطبع عوام، خاص طور پر حرم و مسجد نبوی کے پڑوسی اپنی مثالی شخصیت، قائدانہ حیثیت، بلکہ اسلامی تشخص نہ کھو بیٹھیں اور اس سے شرمندہ نہ ہونے لگیں، اور کہیں ان کے اور حرم شریف اور مقاصد حرم کے درمیان ایسی بڑی خلیج نہ پیدا ہو جائے، جو پاٹی نہ جا سکے اور دونوں ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہو جائیں، اور عجمی و غیر ملکی مسلمانوں کا تعلق کعبہ کے سایہ میں رہنے والوں کے تعلق سے زیادہ قوی اور عمیق نہ ثابت ہونے لگے، اس خطرہ کے آثار نشر واشاعت اور تعلیم وتربیت کے اداروں کی سیاست، دولت کی بہتات، تفریح وخوش باشی کے اسباب کی ایسی فراوانی (جس کی دوسرے اسلامی ممالک میں نظیر نہیں ملتی) صالح نمونہ اور ضبط وقناعت اور بلند نظری کی مثالوں کے فقدان اور امر ونہی سے غفلت کے سبب ظاہر ہونے لگے ہیں، اس کے مزید اسباب میں سے مغربی تمدن واقدار کا بے چون وچرا قبول کرنا، فحش اخبار ورسائل کا پھیلنا اور ہیجان خیز ادب کی اشاعت ہے، ذمہ داروں کی اصلاحی کاوشوں اور آپ کی ناپسندیدگی کے باوجود ایک مدت سے یہ سیلاب بڑھتا چلا آرہا ہے، حالانکہ فیصلہ الٰہی تو یہ تھا، اور ہے کہ یہ جزیرۃ العرب اسلام کا حرم اور پناہ گاہ بنے، اور اخیر وقت میں رسول اللہ ﷺ نے اس کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا ''جزیرۂ عرب میں دو دین نہ رہیں'' اور فرمایا تھا ''جزیرۂ عرب سے یہود ونصاریٰ کو نکال دو'' اس جزیرہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد لفظی مطلب کے علاوہ اپنے اندر بڑے دور رس معانی رکھتا ہے، وہ ان کے اثرات، ان کی ثقافت واقدار سے بھی اس جزیرہ کو پاک رکھنے کا اشارہ کر رہا ہے، اور اس خطرہ کی نشاندہی کرتا ہے کہ کوئی ایسی نسل نہ پیدا ہو جائے جس کے اور حرم اور مسجد رسولؐ کے درمیان کوئی ہم آہنگی، مفاہمت واتفاق نہ ہو، یہ ایسا خطرہ ہے، جس کی گزشتہ تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی، اور اس کا وجود (اللہ وہ دن نہ لائے) اس ملک کی عزت وسلامتی کیلئے بڑا ہی منحوس ہے، اور غیرت الٰہی کو جوش میں لا سکتا ہے، جیسا کہ تاریخ میں بار ہا ہوا ہے، خدا کا شکر ہے کہ اس ملک کا سربراہ وہ سعودی خاندان ہے جو توحید ودین خالص، اور صدر اسلام و کتاب سنت کی طرف رجوع کی دعوت کا علمبردار بن کر اٹھا تھا، اس لئے ہمیں یہ

امید کرنے کا حق ہے کہ وہ اس ملک کو اس خطرہ سے بچانے کی امکانی کوشش میں کوتاہی نہ کرے گا، اس عزیز مملکت کو ایسا ہی شخص بچا سکتا ہے، جو اس خطرہ کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو جائے، اور اس کی راہ میں اپنی لذت وراحت اور نفس کی مرغوبات کو قربان کردے، ایمان وجہاد کی سعادت اللہ کی رضا وخوشنودی کے حصول اور مجاہدین ومجددین کے طلائی سلسلہ میں شمولیت سے بڑھ کر کون سی لذت ومسرت ہو سکتی ہے، آں جناب کیلئے اگلوں میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اور پچھلوں میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی ذات ایک مثالی نمونہ ہے، یہ دونوں حضرات اسلام پر جب مشکل ونازک وقت آیا تو وہ اپنی قائدانہ صلاحیت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، اور ان کے کردار نے دو زمانوں کے درمیان خط فاصل بن کر تاریخ کا دھارا موڑ دیا، اور وقت کے معاشرہ کو ایک نیا رخ عطا کیا، یہ ایسے اقدامات تھے، جن پر جن وملک نے مبارک باد کہی اور اللہ نے انہیں بقائے دوام سے نوازا، اور آنے والی نسلوں نے ان کے کارنامے یاد رکھے۔

مشرق ومغرب کے مسلمان آج بڑی بے صبری اور بے چینی سے اس جزیرہ کے افق پر ایک نئے ستارہ کے طلوع کا انتظار کر رہے ہیں، کیونکہ یہاں جب کوئی ستارہ ڈوبا تو دوسرا منظر عام پر آگیا، بلاد مقدسہ اور یہ ملک جس دور سے گزر رہا ہے، وہ اس دور کی نزاکت اور خطرناکی سے کم نہیں، جس میں شاہ فیصل نے قائدانہ رول ادا کیا تھا، بلکہ اس سے کچھ بڑھا ہی ہوا ہے، اللہ سے ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو ایسا قائد عطا کرے گا جو نہ صرف خطرات سے اس کی حفاظت کرے بلکہ داخلی فتنوں سے بھی اسے بچائے، اور اللہ کی طرف سے اس ملک کو بخشے گئے تمام وسائل کو اس ملک کے عوام کی تربیت میں یہ سمجھ کر لگادے کہ یہ جزیرہ اسلام اور دعوت ونبوت محمدی اور ان کی کوشش وتربیت کا گہوارہ ہے، اور اللہ نے جن کو اسکی قیادت کا شرف بخشا ہے، ان کے ہاتھوں میں یہاں کے عوام ایک عزیز ومقدس امانت ہیں، اس لئے ان کی تربیت اس نہج پر کریں جو اسلام کا تقاضا ہے، اور جو مرکز اسلام کے رہنے والوں کے شایان شان ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اگر زندہ ہوتے تو کرتے، اس کے ساتھ وہ سربراہ اس کی بھی پوری کوشش کرے کہ یہاں حج یا عمرہ یا زیارت کیلئے آنے والوں کیلئے یہ ملک ایک مثالی ملک ثابت ہو اور وہ یہاں سے ایمان وذوق وشوق کی دولت لے کر جائیں اور عقل وقلب کو ایک نئی طاقت اور برقی رو سے آشنا کر کے لوٹیں اور اس طرح تمام منصوبہ بندیاں اس جزیرہ کی شخصیت وپیغام کے مطابق اور اس کے مقصد کے تابع ہوں۔

(ماخوذ از: حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب، امیدوں اور اندیشوں کے درمیان ص: ۵۵،۰۵)

جزیرۃ العرب کا عملی تضاد جس کی کوئی توجیہ ممکن نہیں

مولانا محمد الحسنیؒ

آج اگر کوئی سوال کرے کہ امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی انقلاب کی سب سے اہم اور اول شرط کیا ہے؟ تو ہم پورے اعتماد و یقین کے ساتھ بلاتوقف کہیں گے کہ اس تضاد وتناقض کو ختم کرنا جو ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں اور دائروں میں پایا جاتا ہے، اور جس نے ہماری حکومتوں، ہماری تنظیموں اور ہمارے دینی مراکز، نیز ہمارے علماء وقائدین، ہمارے جوانوں اور بوڑھوں، عوام وخواص حتی کہ ہمارے وسائل وذرائع سب کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا ہے، اور اب گویا وہ تضاد وتناقض ہماری زندگی کا لازمہ اور طبیعت ثانیہ بن گیا ہے، اس "تضاد" اور "دوعملی" نے ساری فکری واجتماعی اور اصلاحی کوششوں کا دروازہ بند کر دیا ہے اور ان کو لاحاصل وبے اثر بنا دیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کے متقابل ومتضاد وعناصر نے "بقائے باہم" کے عصری اور ترقی یافتہ اصول پر ایک دوسرے سے سمجھوتا کر لیا ہے، اور دونوں دوش بدوش زندگی گزار رہے ہیں، نہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں کا قرآن مجید کی تلاوت سے آغاز، عریاں ناچ، بے حیائی کے مناظر، اور ہیجان انگیز گانوں سے نبرد آزما ہے، نہ یہ انتشار انگیز، ہیجان خیز پروگرام تلاوت سے الجھتے ہیں، نہ رقص وسرود کے ان پروگراموں کے آیات قرآنی کی تلاوت سے افتتاح کرنے میں لوگوں کو کوئی تضاد، بوالعجبی بلکہ ستم ظریفی محسوس ہوتی ہے، جو سراپا گوش اور محو دید افراد خاندان کے درمیان (جن میں باپ بھی ہوتے ہیں، اور بیٹے بھی، مائیں بھی ہوتی ہیں، اور بیٹیاں بھی) کیف وطرب اور داد وتحسین کی ایک فضا پیدا کر دیتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان متضاد وعناصر نے آپس میں "ناجنگ معاہدہ" کر لیا ہے، اور یہ بھی آیت قرآنی ﴿مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان﴾ کی گویا ایک تفسیر وتصویر ہے۔

پھر یہ دیکھ کر انتہائی رنج وافسوس ہوتا ہے کہ یہ تضاد ہمارے اس دور میں اپنی بدترین شکل میں ان ملکوں اور علاقوں میں زیادہ نمایاں ہے، اور حد کو پار کر رہا ہے، جو اسلام کے مقدس، مضبوط اور آہنی قلعے سمجھے جاتے تھے، اور جن سے مسلمانان عالم ہی کو نہیں بلکہ پورے عالم انسانیت کو اخلاق وکردار کی رہنمائی ملتی تھی، اور جو توحید وسنت کے داعی وعلمبردار اور شعائر اسلام کے محافظ

وپاسبان تھے، میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس موقع پر خاص طور سے اس ملک اور اس حکومت کا نام لوں جس میں اس طرح کے تضاد کا وجود ضمیر وایمان کیلئے سب سے زیادہ باعث تکلیف وآزمائش ہے، یہ وہی ملک ہے جس کا ہم مسلمانان عالم پر یہ احسان ہے کہ اسی کے طفیل ہم نے فرعونیت، فنیقیت، آشوریت، برہمنیت، کسرویت اور قیصریت کی تاریکیوں سے نجات پائی۔

اے در رودشت تو باقی تا ابد
نعرۂ لاقیصر وکسریٰ کہ زد؟

جس سے دنیا کو ایمان وتوحید، اور عدل ومساوات کی دولت نصیب ہوئی، کون نہیں جانتا کہ مصر اپنے اس فرسودہ تمدن ومردہ تہذیب میں جس کی بنیاد ظلم وبربریت، طغیان وسرکشی، اور انسانیت کی تذلیل پر تھی، اور جس کا خمیر کبر وانانیت پر اٹھا، جس نے فرعون سے انا ربکم الاعلی کا نعرہ لگوایا، اور جس نے اپنی ہی بنی نوع بنی اسرائیل کی گردن میں طوق وسلاسل ڈال کر غلامی کے پھندوں میں جکڑ کر زندہ درگور کر دیا، اس مصر کو ایمان ویقین، توحید وسنت، خداشناسی وخودشناسی کی دولت جزیرۃ العرب ہی سے ملی تھی، اسی طرح عراق وشام، فلسطین وہندوستان، اور پاکستان وغیرہ تمام ممالک اس بارے میں جزیرۃ العرب کے زیر بار احسان اور اس کے خوان کرم کے ریزہ چیں ہیں، سب کو ہدایت کا نور، اور یقین کی کرن وہیں سے ملی۔

تمام مسلم وعرب ممالک میں یہ تضاد اپنی بدترین صورت اور ہولناک شکل میں موجود ہے لیکن جزیرۃ العرب اور گہوارۂ اسلام کا معاملہ سارے ملکوں سے بالکل جداگانہ اور مختلف ہے، کیونکہ جو کچھ مصر وشام میں برداشت کیا جا سکتا ہے، اس قطعہ ارضی میں نہیں برداشت کیا جا سکتا، اور جو کچھ ہم لبنان میں دیکھ اور سن سکتے ہیں وہ مصر میں دیکھ اور سن نہیں سکتے اس لئے کہ ہر ایک کی تاریخ الگ ہے، اور ہر ایک کا منصب ومقام جدا، اسی طرح ہر ملک دوسرے ملک سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ جس شدّ ومد کے ساتھ اس مقدس سرزمین سے دنیا کو کتاب وسنت کی دعوت دی جاتی ہے، اور جس بلند آہنگی اور جوش وخروش سے ہر موقع پر وہاں اسلام کا نام لیا جاتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے اس کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے، وہ کسی اور ملک میں موجود نہیں، مجھے خوب یاد ہے کہ چند سال پہلے میں ایک مرتبہ سعودی ریڈیو سے ایک تقریر سن رہا تھا، تقریر نہایت جاندار، روح پرور اور ایمان افروز تھی، اور ریڈیو سے پہلی مرتبہ میں اس مقرر کو سن رہا تھا،

فوراً میرا ذہن اس بات کی طرف منتقل ہوا کہ ہو نہ ہو یہ ایک زبردست روحانی پیشوا اور بڑا دینی واعظ ہے، جو اسلام کی اس قدر حسین وجمیل تصویر اپنی تقریر میں پیش کر رہا ہے، جو دلوں کو کھینچ رہی ہے، اور ذہنوں کو گرویدہ بنا رہی ہے، وہ اسی مملکت کے سربراہ تھے، اسی طرح مجھے یہ بھی یاد ہے کہ میں نے ایک وزیر مملکت اور شاہی خاندان کے ایک عالی مرتبہ فرد کی ایک گفتگو (Talk) سنی تھی جو اول الذکر سے ان تمام صفات سے کسی طرح کم نہ تھی، آپ کانفرنسوں کے اس طویل وعریض سلسلہ کو چھوڑ دیں جو عالم اسلام پر بادلوں کی طرح چھایا ہوا ہے، اور جو علماء ومفکرین کی اندرون وبیرون ملک میں آمدورفت کا ذریعہ اور تمام دوسرے عربی ممالک سے (جن کے دروازے اسلام کے لئے بند ہیں) اسلامی عناصر کے ایک جگہ جمع ہوجانے کی تقریب بنتی رہتی ہیں، اب اگر کوئی اس موقف سے ذرا بھی ٹکراتا ہے، اور اس صدا سے ذرا بھی الجھتا ہے، جو مسجد کے منبر ومحراب اور تخت شاہی سے یکساں طور سے دی جارہی ہے، تو قدرتی طور پر لوگوں کو اس سے استعجاب وحیرانی ہوتی ہے، ان دوسرے مسلم وعرب ملکوں کا یہ مسئلہ نہیں ہے جن کو یا تو اسلامی دعوت وتحریکات سے کوئی سروکار نہیں، یا وہ کھلے طور پر علانیہ اسلامی تعلیمات اور ان کے احیاء وترویج کی کوششوں سے برسر پیکار اور ہر وقت آمادۂ جنگ نظر آتے ہیں، اور ان کے خلاف سازش اور منصوبہ بندی میں مصروف رہتے ہیں، ان کی صورت حال واضح ہے۔

لیکن جب ہم اس مقدس ملک میں تضاد وتناقض کے حیرت انگیز مناظر دیکھتے ہیں، ایک ایسے ملک کو جس نے دنیا کو زہد وایثار، سادگی وجفاکشی کا سبق دیا تن آسانی عافیت کوشی، راحت طلبی تن پروری بلکہ عیش پرستی کے پیچھے دیوانہ وار دوڑتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور وہ ایسے داخلی امراض میں مبتلا ہے، جس سے پورا معاشرہ بلکہ پورا اسلامی وجود خطرہ میں پڑ گیا ہے تو ہم سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، اور کہنے لگتے ہیں ؎

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اے جزیرۃ العرب کے پاسبانو! اس کی نئی نسل کے سرپرستو اور نگہبانو! اے تاریخ نو کے معمارو! جب تک تم کو دین اسلام کی دعوت کا دعوی رہے گا، جب تک تم کتاب وسنت کے علمبردار بنے رہو گے، اور جب تک تم اسلام کو دستورِ حیات، نظام زندگی اور اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے رہو گے، دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ہمارا احتساب تم سے سخت تر ہوگا، اور جس قدر اس میدان

میں تمہاری دعوت اور سرگرمیاں تیز رہیں گی اسی قدر ہمارا احتساب اور گرفت سخت ہوگی، ہم بار بار بغیر کسی حجاب اور جھجک کے کہتے رہیں گے کہ تمہارے قول وفعل میں تضاد نہ ہونا چاہئے، شہر کی عام زندگی ہو یا گھر کی خانگی زندگی، اس میں اور تمہارے اقوال میں کوئی تضاد، کوئی ٹکراؤ نہیں ہونا چاہئے، سنیما ہالوں، تھیٹر، اور ٹیلی ویژن میں جو چیزیں تمہارے نونہالوں اور جگر گوشوں کو دکھائی جاتی ہیں، نہ وہ تمہارے اقوال کے برعکس ہوں نہ اسلامی اقدار کے مخالف۔

آج اسلام کی جس پُرجوش طریقہ پر وکالت کی جارہی ہے، اور جس اچھوتے انداز سے اس کی طرف دعوت دی جارہی ہے اور بانگ دہل جس طرح اسلام بلکہ توحید وکتاب وسنت کی طرف بلایا جارہا ہے، جس طرح اسلامی سرگرمیوں، اور اسلامی تحریکات کی سرپرستی اور پشت پناہی کی جارہی ہے، جس فراخ دلی اور فراخ دامانی سے اسلامی لٹریچر دنیا میں پھیلایا جارہا ہے، جس فیاضی اور دریا دلی سے ملکوں کو وفود بھیجنے، قرآن مجید کے طبع کرانے پر، اور حفظ قرآن کے مدارس قائم کرنے پر دولت صرف کی جارہی ہے، کیا یہ ہماری موجودہ عیش پرستانہ زندگی سے ہم آہنگ ہے؟ جو عقیدہ وعزم کو کمزور اور جسم وجان کو بے روح کردے، کیا یہ ہماری پرتعیش زندگی، بے قابو کردینے والے گانے، ہیجان پیدا کرنے والے پوسٹر اور تصویریں، ٹیلی ویژن پر عریاں مظاہر اور برہنگی وفواحش کی دعوت دینے والے مناظر ہمارے ان اقوال زرین سے میل کھاتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، ان میں پورا تضاد وتفاوت پایا جاتا ہے، ویسا ہی تضاد وتفاوت جو گلزار اور ترقی یافتہ شہر، اور غریب وپسماندہ دیہات میں ہوتا ہے، دولت کے جھولے میں جھولنے والے مالداروں اور ٹکڑے ٹکڑے کے محتاج فقیروں میں ہوتا ہے، ان اقوال میں اور اس زندگی میں مکمل تضاد پایا جاتا ہے، مغرب کی تقلید کی یہ امیرانہ زندگی، ہر طرح کے قیود اور پابندیوں سے گریزاں زندگی، عیش کی دلدادہ زندگی، لذتوں، لہو ولعب کی شیدا زندگی (جس سے آپ حضرات خود بھی واقف ہیں، اور محسوس کرتے ہیں) اس دعوت اور دعوے سے کوئی مطابقت بلکہ مناسبت نہیں رکھتی جس کے آپ حامل ہیں۔

آج جزیرۃ العرب میں دو دھارے بہہ رہے ہیں، ایک اسلامی دھارا، اور ایک سیکولر دھارا، یا دوسری تعبیر میں یوں کہہ لیجئے کہ ایک دھارا جس کی بنیاد اسلامی عقائد وحقائق پر ہے، دوسرا دھارا جس کی بنیاد مغربی تہذیب کے اقدار اور موجودہ ترقیات کی پرستش پر ہے، ایک دھارا منبر اور اسٹیج سے بہتا

ہے، اور کتابوں، مقالات، کانفرنسوں ومجلسوں اور اخبارات ومجلّات کی شکل میں گرتا ہے، دوسرے کا تعلق کارزارِ حیات، سوسائٹی کے قلب وجگر، تہذیب وتمدن کی گہرائیوں، اور انسان کے پسندیدہ مشغلہ وذوق (HOBBY) اور جذبات واحساسات سے ہے۔

جب کوئی شخص اس ملک کے کسی منبر سے جمعہ کا خطبہ یا وعظ سنتا ہے تو اس کے ذہن میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، یا وہ حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں ان کی سحر بیانی سے انگشت بدندان اور دم بخود، دل کے کانوں سے ان کی باتوں کو قلب وجگر میں اتارتا ہوا نظر آتا ہے، لیکن جب وہ ذرا آگے بڑھ کر کسی سنیما ہال میں داخل ہوتا ہے، یا کسی قریب کی دکان پر فحش وعریاں لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہے، یا پھر دوستوں اور احباب کے ساتھ ان تھیٹر میں آتا ہے، جو خالص طور سے اسی لئے تیار کئے گئے ہیں، یا کسی تجارتی مرکز سے گذرتا ہے، اور آرائش وزیبائش کے سامان پر نظر پڑتی ہے، بناؤ سنگار (MAKEUP) کے طریقے اور آلات دیکھتا ہے یا پھر ان فلیٹوں پر نظر جماتا ہے، جو جنت ارضی کا سماں دکھارہے ہیں، اور پھولوں کا گلدان بنے ہوئے ہیں، اور ان کے نوجوانوں میں حلت وحرمت سے لاپروائی وبے اعتنائی کا مشاہدہ کرتا ہے، نئے نئے فیشنوں کے پیچھے مرمٹنے والے نوجوانوں کا بغور مطالعہ کرتا ہے جو بغیر کسی عقل ودانش اور صبر وتحمل اور ضبط نفس اور قناعت کے اس کے پیچھے دیوانہ وار بھاگے چلے جارہے ہیں، تو اس کو امریکہ کے شہروں میں سے کسی شہر کا گمان ہونے لگتا ہے، گویا وہ عیش وعشرت میں ڈوبی ہوئی تہذیب کے سایہ میں زندگی بسر کرتا ہے۔

میں نہیں کہتا ہوں کہ اس حمام میں آپ تنہا اور اکیلے ہیں، دوسرے ممالک میں مصر ولبنان میں اس سے کہیں زیادہ سخت کہیں زیادہ مضر، کہیں زیادہ مہلک چیزیں پائی جاتی ہیں، لیکن دنیا کے نقشہ میں اے بلدامین! تیرا جو مقام ہے وہ کسی کو حاصل نہیں، اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں جس کے آثار پاکستان وافغانستان اور ایران وترکی (اور یہ سب عجمی ممالک ہیں) میں نمایاں ہو چلے ہیں، جو جگہ اور مرتبہ تجھ کو حاصل ہے اس میں تیرا کوئی حریف نہیں، اس لحاظ سے واجب ہوجاتا ہے کہ تو انقلاب اسلامی اور اسلامی نشاۃ ثانیہ کیلئے دروازے کھول دے، صرف کھول ہی نہ دے، یہ بڑا ظلم ہوگا اگر میں صرف اس قدر تمنا رکھوں) بلکہ اب تجھ کو آگے بڑھ کر اس کی قیادت کرنی چاہئے، اور اس مبارک قافلہ کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لینی چاہئے ع

جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

لیکن یہ کام اس ثقافتی وتہذیبی تضاد کو دور کئے بغیر ممکن نہیں، اس تضاد کا دور کرنا اور اس کا ازالہ کرنا ان رکاوٹوں کے دور کرنے سے (جو سڑکوں اور پلوں کی تعمیر میں دیوپیکر پہاڑوں اور قوی ہیکل چٹانوں کی شکل میں آتی ہیں) زیادہ اہم ہے، اس کے مقابلہ میں ان بوسیدہ عمارتوں اور کھنڈرات کی صفائی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، جو عالیشان عمارتوں کی تعمیر اور نئے طرز کے ہوٹل کے قیام کیلئے ضروری ہے، مسئلہ صرف اس تضاد کے دور کرنے اور ختم کرنے کا ہے، یہ مبارک کوشش اس وقت تک نفع بخش اور سودمند نہیں ہوسکتی، جب تک تیرے اندر امراء وحکام اور وہاں کے باشندوں اور فرزندوں میں ایسے لوگ موجود رہیں گے جو قول وعمل کے تضاد اور اندروباہر کے اختلاف کے مہلک اثرات سے ان کوششوں کو بربادورائیگاں کرتے رہیں گے، اگر قول وعمل میں تطابق ہو، اور اندروباہر یکساں ہوجائے اور خون وآنسو کی آمیزش سے یہ سرزمین مبارک سیراب ہوجائے، تو تھوڑی محنت وہ نتائج برآمد کرسکتی ہے، جو وہم گمان میں بھی نہ آسکتے تھے ع

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!

اسلامی انقلاب اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو کبھی کسی چیز کی اتنی شدید ضرورت نہیں پڑی جتنی آج اس کو تضاد وتناقض کے ملبے کو دور کرنے کی ہے، اور دونوں سطحوں سے دور کرنے کی ہے، حکومتی سطح سے بھی، اور قومی سطح سے بھی، یہی تشکیل اسلامی کی پہلی شرط ہے، جس کو انقلاب اسلامی سے پہلے آنا چاہئے، کم ازکم اس کو انقلاب کے شانہ بہ شانہ چلنا چاہئے، ہماری امیدیں سعودی عرب اور جزیرۃ العرب سے تو یہ ہیں کہ وہ اس میدان میں قائدانہ کردار ادا کرے، اور اس مبارک قافلہ کا (جس میں ایمانی روح بیدار ہوچلی ہے، اور دین کی بادِ بہاری کے دلنوازی جھونکے دنیا کے مشام جاں کو معطر کرنے لگے ہیں) شریک سفر ہو، اور اس میں بھی اپنی اولیت وفوقیت ثابت کردے، اور پھر دوسرے ممالک یکے بعد دیگرے آگے بڑھ کر اپنی حیثیت وکردار کے مطابق اس سے حصہ پائیں۔

زبانِ غیب پکار پکار کر کہہ رہی ہے: **﴿یا أیها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة﴾** (البقرۃ:۲۰۸)
مومنو: اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔

﴿ومن أحسن دیناً ممن أسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهیم حنیفاً واتخذ الله ابراهیم خلیلا﴾ (النساء آیت:۱۲۵) اور اس شخص سے کس کا دین اچھا

ہوسکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا، اور نیکوکار بھی ہے، اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے، جو یکسو مسلمان تھے اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا)۔

آج زخموں سے چور، غموں سے نڈھال، افغانستان چیخ چیخ کر آواز دے رہا ہے کہ اے جزیرۃ العرب کے شاہین و شہباز، اے نیستانِ عرب کے شیرو، آگے بڑھو! آج پاکستان جو اندرونی و بیرونی (مغربی) دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور دلدل میں پھنسا ہوا ہے، اس کا لاغر اور نڈھال جسم زبان حال سے فریاد کناں ہے، کہ تمہارے دل و جان اسکی اعانت و فریاد رسانی میں شامل ہوں، اور قول و عمل کی یکسانی کے ساتھ ایک ہو کر اس کی پشت پناہی کی جائے، اس کو دلدل سے نکالا جائے، اور دشمنوں کے نرغہ سے نجات دلائی جائے۔

اے قائدین عرب! آج کا نوجوان منتظر ہے، تمہاری فاتحانہ یلغار اور شوخیٔ کردار کا، اور اس سوز و عشق کا جو اس نار نمرود میں (جو جزیرۃ العرب کو خاکستر کرنے کے لئے بیتاب و بے قرار ہے) بے خطر کود پڑے، اور اس کو گل و گلزار بنادے، اور اس کو دنیا کے نقشہ میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہو، جو اسے کسی زمانہ میں حاصل تھا۔ لیکن اے جزیرۃ العرب، کیا یہ مقام و مرتبہ اس کھلے ہوئے تضاد و تناقض سے حاصل ہوسکتا ہے، کیا آج تیرے امکان میں ہے کہ دنیا کو مخاطب کر کے کہہ سکے۔

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

کیا آج بھی ممکن ہے کہ تو اپنے کو جان جوکھوں میں ڈال کر خطروں میں کود پڑے اور مصائب و آلام کے گھٹا ٹوپ بادلوں کے سایہ میں دوڑ جائے، اور ہر اس آواز پر لبیک کہے جو اسلام کی حمایت اور دین کی حمیت کیلئے دی جائے اور مستانہ وار اس کیلئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردے؟ حالانکہ تیرا حال یہ ہے کہ تجھے عشرت کدوں میں دادِ عیش دینے سے فرصت نہیں، غم و آلام کا تیرے پاس گزر نہیں، عمدہ و لذیذ کھانوں کو چھوڑنا گوارا نہیں، پرتکلف اور شاہانہ دعوتوں کو ترک کرنا قبول نہیں، بڑے بڑے ٹھیکوں، تجارتوں، جائدادوں، اور کمپنیوں سے بے نیاز ہونا ممکن نہیں، نغمہ و ساز اور عود و بخور سے دوری ناقابل عمل، جنسِ نازک اور عقلِ ناقص کے تابع و غلام بن کر رہنا قبول، اور اس پر علماء کا سکوت (الا ماشاءاللہ) یا صحیح تعبیر میں اونچی اونچی بلڈنگوں، بڑی بڑی تنخواہوں، عمدہ عمدہ نرم گدوں پر آرام کی عادت، ایسے شب و روز جو ہر ذمہ داری اور الجھن سے

دور اور ہر پریشانی اور مصیبت سے آزاد ہیں، وفود کی آمد و رفت میں مشغولیت اور مسلسل اسفار نے کسی مردانہ و قلندرانہ کام کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

کام صرف ایک کانفرنس سے دوسری کانفرنس، ایک مجلس سے دوسری مجلس، ایک موضوع سے دوسرے موضوع، ایک گفتگو سے دوسری گفتگو، ایک ہوٹل سے دوسرے ہوٹل، انٹر کانٹینینٹل سے مریڈیان اور مریڈیان سے لندن و سوئزرلینڈ اور لبنان کے عشرت کدوں میں منتقل ہونا رہ گیا ہے، تاکہ نہ غور و فکر کی فرصت ملے اور نہ اپنی کمزوریوں پر نظر پڑے، نہ طرز معیشت بدلنے کی فکر ہو اور نہ ان چیلنجوں کی طرف رخ ہو جو ہمارے دروازوں کو بڑی درشتی اور سختی سے کھٹکھٹا رہے ہیں، تم نے اپنے نونہالوں اور جگر گوشوں کو نئے نئے فیشنوں کا ایسا دلدادہ بنا دیا ہے کہ ان کو عمدہ عمدہ کھانے اور جدید لباس کو زیب تن کرنے کے علاوہ کوئی فکر دامن گیر نہیں، نہ ان کو ان انقلابات و حوادث کی کوئی خبر ہے، اور نہ خدا کی بھیجی ہوئی نشانی و آیات سے کوئی دلچسپی۔

یہ ایک ایسا تکلیف دہ اور خطرناک تضاد ہے، جس کو میں کسی لفظ سے تعبیر نہیں کرسکتا، اس کی حیثیت ایک ایسے، اسپنج کی ہے جو اب اسلامی کوششوں اور سرگرمیوں کو چوسے لے رہے ہیں، جس سخت و مہیب زمانہ سے دنیا گذر رہی ہے، اس کو دیکھتے ہوئے مجھے امید ہے کہ اسلام کے قائدین اس خطرناک اسپنج سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے، اس دشوار و نازک وقفہ میں (جس سے عالم عربی گزر رہا ہے، اور جس کو مصر کی جدید سیاست اور اس کے نئے رخ نے اور نازک و پیچیدہ بنا دیا ہے) وہ ایک ایسی چھلانگ لگائیں گے جس سے وہ تمام خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائیں جو ان کے فاتح و غازی آباء واجداد اور سلطان صلاح الدین ایوبی اپنے سینوں میں لئے ہوئے اپنے مقبروں میں محو خواب ہیں، اور جس سے بدر و حنین، احد و قادسیہ، اور یرموک و اجنادین کے شہیدوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دل راحت پائیں۔ اگر اسلام کی عزت و ناموس ہمیں عزیز نہ ہوتا، اور عربی شہسواروں کی صلاحیت و فطرت پر اعتماد و یقین نہ ہوتا تو نہ قلم میں یہ جولانی آتی اور نہ زبان میں یہ روانی ہوتی، میں اپنی اس تلخ نوائی پر معذرت خواہ ہوں کہ ۔

نوارا تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمی خواہ چو محمل راگراں بینی

(ماخوذ از: حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب امیدوں اور اندیشوں کے درمیان صفحہ: ۵۰-۵۵)

عالم عربی کی صورتحال کے بارے میں اعلان حق

سید سلمان حسینی ندوی

عالم عربی اور عالم اسلامی کے حالات آج جس دور سے گذر رہے ہیں وہ سخت کش مکش، ٹکراؤ اور ہیجان کا دور ہے، تقریباً چالیس پچاس سال سے عراق وشام سے لے کر الجزائر ومراکش تک پورا عالم عربی، عالمی صہیونی اور صلیبی طاقتوں کے زیر اثر اور ان کی نگرانی میں اور ان کی ہدایت اور مدد کے ساتھ -فوجوں، پولیس اور عدلیہ کی -صہیونی مقاصد کی تکمیل- کے لئے خفیہ سازشوں اور اعلانیہ کاروائیوں کے ذریعہ تیاری میں لگا رہا، اور مسلمانوں کے سینوں پر شہ زوری کرتا رہا۔

ان تمام ملکوں میں سب سے بڑا ''جرم'' یہ قرار دیا گیا کہ شریعت اسلامیہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا جائے۔ جن جماعتوں اور تنظیموں یا شخصیات نے اسلامی بنیادوں پر عوام اور نوجوانوں کی تربیت کا کام کیا اور معاشرہ کو اسلامی بنیادوں پر منظم کرنے اور نظام حکومت کو اسلامی بنانے کی کوشش کی وہ سب سے بڑے مجرم، دہشت گرد اور باغی قرار دیئے گئے۔ ان کے بڑوں کو شہید کر دیا گیا۔ اور دیگر افراد کو جیل کی کوٹھریوں میں ڈال کر بدترین مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔

یہ سارے ممالک فلسطین کی اسلامی تحریکات کے مخالف رہے اور ہر کمیونسٹ، بددین، ملحد تحریک کے ساتھی اور معاون بنے رہے، لاکھوں فلسطینیوں کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا، یہ اس کے تماشائی بنے رہے۔ اندرون خانہ اسرائیل کے ساتھ امریکہ اور روس کے توسط سے سازشوں میں شریک رہے، کوئی امریکہ کی گود میں بیٹھا تھا، کوئی روس کی گود میں۔ جب روس کی عالمی طاقت افغانستان کے میدانوں میں طویل جنگ کے بعد بکھر گئی تو یہ دوہری ذمہ داری یک قطبی دنیا کے مالک امریکا کے سر آ گئی۔ ۱۹۴۸-۶۷ سے مسلسل مظالم کا جو دور ان ملکوں میں چلتا رہا، وہ ظاہر ہے کہ ہمیشہ ان کے کالے کرتوتوں میں لکھا جائے گا۔ اور بے شمار کتابیں اس کی گواہ ہیں۔

۱۹۸۰-۸۲ء میں شام کی ملحد وحشی اور ظالمانہ حکومت نے جس طرح شہر ''حماۃ'' کو بلڈوزروں سے ملبہ میں تبدیل کیا اور ۸۰ ہزار اخوانیوں کو شہید کیا، وہ انسانیت کے ساتھ چنگیز وہلاکو سے بڑھ کر ظلم کی وہ سیاہ تاریخ ہے جسے مسلمانوں کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

زوال روس کے بعد سے امریکہ نے اسلام اور مسلمانوں کی طاقتوں کو تہس نہس کرنے کا جو عالمی صہیونی ٹھیکہ لے رکھا ہے، اسی کی خاطر افغانستان کو کھنڈر بنایا گیا۔ اور اس سرزمین پر تقریبا

دس لاکھ انسان شہید کئے گئے۔ پھر عراق پر الزام تراشیاں کر کے اس کے ۹-۱۰ لاکھ فوجیوں اور عوام پر بموں کی آزمائش کی گئی۔ اور عراق کو ننگا بُچا کر کے چھوڑا گیا۔

یاد رہے کہ ان تمام مظالم میں آل سعود نے صلیبی اور صیہونی طاقتوں کا ساتھ دیا، انہوں نے ہی -حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جزیرۃ العرب کو- جس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے صاف طور پر حکم فرمادیا تھا کہ ''اخرجوا الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب''۔ ''یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو''۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جس کا مکمل نفاذ کیا تھا، یہود و نصارا کے پنجہ وشکنجہ میں کسنے کا کام کیا، اور اس کو ایک سازش کے تحت جزیرۃ العرب کے تشخص کو اغوا کرنے، اور اسکے تقدس کے تصور کو ذہنوں سے نکالنے، اور حدیثوں کے پس منظر سے اسے دور کرنے کے لئے- اپنے خاندان کے بزور طاقت غالب آنے والے ایک حاکم ''سعود'' کے نام پر ''سعودی عرب'' کا نام دے دیا جس سے اس کا اصل تشخص فراموش ہو گیا- اور ناسمجھ مسلمانوں نے اپنی ابلہی میں اسے قبول کر لیا، اور اس گہری سازش کو سمجھ نہ سکے۔

جی ہاں! آل سعود کے مجرموں نے جزیرۃ العرب کو خفیہ معاہدات کی بنیاد پر امریکا کی فوجوں اور صہیونی سازشوں کے حوالہ کر دیا۔ اور جن طالبان کی ابتدا میں ریاکارانہ مدد کی تھی ان کو دہشت گرد قرار دے کر پورے افغانستان کو نیست و نابود کرنے میں امریکا کا خادمانہ وغلامانہ ساتھ دیا۔ یہی کردار ان کا عراق کے بارے میں رہا۔ جب ایران میں خمینی کا انقلاب آیا تو صدام ان کا سب سے بڑا حامی تھا۔ اور اس کو خمینی سے لڑانے کے لئے اربہا ارب ریال دیئے گیے۔ پھر جب وہ اس جنگ سے فارغ ہوا تو اس کے خلاف امریکا کی مدد کر کے عراق میں شیعہ حکومت قائم کروائی گئی، دوغلی پالیسی کے ماہروں نے ایک طرف احمدی نژاد کا ریاض میں پرجوش استقبال کیا اور جب شیعوں کے ایک وفد نے مسجد نبوی اور روضہ اطہر پر آخری درجہ کی بدمعاشیوں اور بے ہودگیوں کا مظاہرہ کیا جس پر امام مسجد نبوی شیخ حذیفی نے اعتراض کیا، تو انہیں امامت وخطابت سے ہٹا دیا۔ مسجد نبوی کے سامنے شیعوں کو تبرا کی اجازت دی۔ دوسری طرف ذرائع ابلاغ میں شیعیت اور سنیت کی مصنوعی جنگ بھی چھیڑی۔

عالم عربی کے انقلابات میں بگڑے ہوئے بدمعاش حکمرانوں کا ساتھ دیا- تونس میں سب سے پہلے انقلاب آیا، تو تونس کے ظالم وبدکردار حاکم بن علی کو اپنے ہاں پناہ دی، حسنی مبارک کے

استقبال کی تیاریاں بھی تھیں لیکن ایسا نہ ہوسکا۔

مصر کا انقلاب کامیاب ہوا اور تمام اسلامی پارٹیوں کے تعاون سے ڈاکٹر محمد مرسی صدر جمہوریہ منتخب ہوئے، پوری دنیائے اسلام کے مسلم عوام نے خوشیاں منائیں، مبارکبادیں دیں۔ ایک صاحب علم، حافظ، متقی، صالح انسان، جدید وقدیم کا سنگم، منصف وعادل، رحم دل وشفیق قائد مصر کی صدارت کی کرسی پر بیٹھا، اور اس نے اسلامی اخلاق، بے انتہا نرمی اور رواداری کے ساتھ ایک سویلین حکومت کے عنوان سے- کیونکہ اسلامی حکومت تو ایک ڈراؤنا خواب ہے جس سے دشمن اتنا نہیں ڈرتے جتنے آستین کے سانپ اور چھپے دشمن ڈرتے ہیں- اصلاحات شروع کیں، قوم کی اصلاح، پولیس کی اصلاح، عدلیہ کی اصلاح، معاشرہ کی اصلاح، ذرائع ابلاغ کی اصلاح کے کام کا آغاز کیا، اور ملک کی ترقی، اور لوگوں کی حقیقی آزادی کے لئے کامیابی کے ساتھ بڑھنا شروع کیا تو ان کے خلاف سازشوں کا جال بچھانے میں آل سعود سب سے آگے رہے۔

وہ فوج جو چالیس پچاس سال سے صہیونی مقاصد کے لئے تیار کی گئی تھی، اور جس نے ہمیشہ مظلوم فلسطینیوں کو مارا، جیلوں میں ٹارچر کیا، جس نے اسلامی تحریکوں کو کچلا، اور ان سے انتقام لیا، اور پولیس کا گندہ، کمینہ محکمہ جو ایک حقیر ایجنسی کی طرح جلادوں کا کام کرتا رہا، اور ملحدانہ عدلیہ کے ذمہ دار جو شریعت اسلامی کے سب سے بڑے دشمن رہے، اور مسخ شدہ، اباحیت زدہ، مجرمانہ، شراب وکباب میں دھت ابلاغ جس نے اخلاق وحیا اور دین وایمان کی تمام حدوں کو پار کرلیا اور کھلے بندوں اللہ، رسول، قرآن، اور شریعت کا مذاق اڑایا، اور اب اور زیادہ زور وشور سے، انتقامی جذبات اور فاتحانہ نشہ کے ساتھ اس بدبختانہ کام میں مشغول ہے۔ اس کی امداد اور اس کو مصر میں دوبارہ طاقت فراہم کرنے میں سب سے زیادہ ناپاک کردار آل سعود کا ہے۔

سابقہ حکومت کے پورے ٹولہ نے -جس کو صدر مرسی نے بلند اخلاقی کے ساتھ گوارا کیا تھا- مرسی کے ایک سالہ دور میں ایک دن بھی چین سے نہیں گذارا، اس کے نزدیک مرسی کا کھلا جرم یہ تھا کہ وہ اسرائیل کے ساتھ برابر کی سطح پر بات کرتے ہیں، وہ فلسطین کے مظلوموں کی مدد کے لئے ہمت بلند رکھتے ہیں، انہوں نے سوڈان اور دیگر افریقی ممالک، اور تونس، لیبیا، الجزائر اور مراکش سے اچھے تعلقات قائم کئے ہیں، انہوں نے ترکی سے ملک کی ترقی کے زبردست معاہدات کئے ہیں۔ وہ شام کے مظالم کے خلاف محاذ بنا رہے ہیں اور آخری سب سے بڑا جرم ان کا وہ تھا کہ انہوں

نے تمام اسلامی تحریکات اور تنظیموں کے اجلاس قاھرہ میں، شام میں اسلامی جہاد کی دعوت دی۔ اور شامی حکومت کے مظالم کے خلاف سب سے طاقتور محاذ کھولنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

بس یہ وہ فیصلہ تھا جس سے صیہونیت وصلیبیت کے کیمپ میں آگ لگ گئی جس کی خدمت کے لئے مصری فوج اور پولیس اور عدلیہ کو چالیس پچاس سال سے تیار کیا گیا تھا، ایک سال میں صدر مرسی اسکی اصلاح کیا کرتے، اس کی سازشوں کے شکار ہوتے رہے، اور انھوں نے اپنے حسن ظن کی بنیاد پر ''عبدالفتاح سیسی'' کو فوج کا کمانڈر اعلیٰ اور وزیر دفاع بنایا تھا۔

امریکا، سعودیہ، اور امارات کے سازشیوں، اور اللہ ورسول کی عدالت کے مجرموں نے اسی وزیر دفاع کو اسلامی حکومت کے خاتمہ، صدر جمھوریہ کے اغوا، عیسائیوں، صہیونیوں، ملحدوں اور اباحیت پرست افراد کے میدان تحریر میں جمع کرنے، اور اباحیت پرست ملحد ذرائع ابلاغ کو پوری طرح ان کے خلاف جھونک دینے، اور پھر اسلامی تحریکات کو ہر قیمت پر کچل دینے، اور ہر بے حیائی، ڈھٹائی، اور ظلم وبربریت کو روا رکھنے کے لئے آمادہ کیا۔

پانچ ہزار ملین ڈالر سعودی عرب نے، تقریبا اتنی ہی رقم امارات نے اور امریکا جو مصری فوج کا پالن ہار ہے، اور جس نے اسی دن کے لئے اس کو تیار کر رکھا تھا، سب نے مل کر صدر مرسی کی حکومت کو لادینوں، ملحدوں اور اباحیت پرستوں کے ذریعہ گرادیا، اور سرکار کا زرخرید غلام شیخ الازہر، اور قبطی چرچ کا پوپ، اور سلفیوں کا ایک دنیادار اور بدکردار دھڑا، حزب النور، اس جرم میں شریک ہوئے۔

جمہوریت میں عوام اصل ہوتے ہیں، لاکھوں کروڑوں مصری مسلمان صدر مرسی کے حق میں سڑکوں پر آگئے، انہوں نے میدان بھر دیئے، اور صبر واستقامت کا وہ مظاہرہ کیا، تاریخ جس کے ریکارڈ سے خالی ہے، دنیا میں کبھی ۴۵ دن تک جس میں پورا رمضان کا مہینہ بھی گذرا، لاکھوں انسانوں کو ایک میدان میں دین کی نصرت کے لئے، اللہ سے لو لگاتے ہوئے، روزہ رکھتے، تراویح پڑھتے، قرآن کی تلاوت کرتے، دعائیں مانگتے، اور نعرہ حق بلند کرتے، اور اسلامی نظام حکومت کی دہائی دیتے، اور اللہ کی شریعت کا مطالبہ کرتے، کبھی نہیں دیکھا گیا۔

سعودی عرب کا سیاسی نظام، معاشی نظام، مالیاتی نظام، سرتاسر باطل پرستانہ، مغرب زدہ، اور سود اور حرام پر مبنی ہے، حج اکبر کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں کے خاتمہ کے اعلان کے لئے تشریف لائے تھے وہ ساری چیزیں تقریبا دوبارہ جزیرۃ العرب میں قائم کردی گئیں ہیں، گندے چینل، صہیونی اڈے، ملحدانہ کمپنیاں، سودی نظام، جابرانہ شاہی

تسلط، کیا نہیں ہے جو جاہلیت کی نمائندگی نہیں کررہا ہے، اسلامی نظام عدل کا مطالبہ کرنے والے جیلوں میں ہیں، یا نظر بند ہیں، یا پابندیوں کے شکار ہیں۔ خاندان آل سعود کے غیرتمند، اور مظلوم افراد آواز اٹھاتے ہیں تو انہیں بھی ملک چھوڑنا پڑتا ہے، یا اچھوت بن کر رہنا پڑتا ہے۔

یہ سب کچھ جاننا ہے تو آپ انٹرنیٹ پر آل سعود کا کچا چٹھا معلوم کر لیجئے، شیخ محمد عریفی، شیخ عائض قرنی، شیخ سلمان عودہ، شیخ سفر الحوالی جو کچھ زیر لب کہیں گے، اس کی تفصیل، شیخ عواجی، شیخ سعد الفقیہ، شیخ محمد المسعری کے ویب سائٹ سے معلوم کر لیجئے۔

مصر کی اسلامی حکومت گرانے، اس کے لئے اُکسانے، اس کے لئے رقمیں دینے کا کام امارات اور سعودی عرب کے بے غیرتوں نے تو کیا ہی، لیکن اخوان المسلمین کی دشمنی میں وہ اس قدر آپے سے باہر ہوئے کہ اپنے جامہ ہی کو چاک کر دیا، اپنے غلاف کو تار تار کر دیا۔ نسبت حرمین کو داغ دار کر دیا، وہ نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی سازش طشت از بام ہوگی، اور مصر کا اسلامی انقلاب پورے ملک میں پھیل جائے گا، اللہ کے بندے جانوں کے نذرانے پیش کریں گے۔ وہ اللہ کے دین، اللہ کی شریعت۔ مصر کی اسلامیت، اور اس کی سالمیت کے لئے بازی لگا دیں گے۔

آج مصر کے تمام علماء، علماء از ہر کا فرنٹ، شرعیہ بورڈ، اخوانی، سلفی، عام مسلمان اور پوری دنیا کے علمائے حق، اور مسلم عوام صدر مرسی کے حق میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

سعودی عرب کے ۶۵ علماء کرام نے اپنی دستخطوں کے ساتھ، فوجی انقلاب کے خلاف اور صدر مرسی کے حق میں بیان شائع کیا ہے۔

رمضان المبارک کی ۱۰ ر تاریخ کو شیخ محمد العریفی، جو اس وقت سعودی عرب کے سب سے کامیاب مقرر و داعی ہیں، اور شیخ محسن العواجی کو مصر کی اسلامی حکومت کی تائید کے جرم میں سعودی حکومت نے گرفتار کر کے جیل میں ڈالا تھا، اور ان سے حکومت کے معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا جبری معاہدہ لے کر انھیں چھوڑا گیا، تفصیلات براہ کرم انٹرنیٹ پر دیکھ لیں اور چاہیں تو سعودی علماء سے براہ راست رابطہ کر لیں۔

رابطہ عالم اسلامی، منظمہ موتمر اسلامی، اور ندوۃ الشباب الاسلامی یہ سعودی عرب کے سرکاری امداد یافتہ ادارے ہیں، ان کے صدور صرف قرارداد پاس کر سکتے ہیں، ان میں بھی ان کو حکومت کی مرضی دیکھنی پڑتی ہے، ان اداروں نے کبھی عالم اسلام میں کوئی عملی کردار ظلم کے مقابلہ میں ادا نہیں کیا، یہ ”ریڈ کراس“ جیسے ادارہ کی دھول کے برابر نہیں ہیں۔ ان کو مظلوم مسلمانوں کی عملی مدد

کی اجازت نہیں ہے۔ یہ کروڑوں روپئے نمائشی کانفرنسوں میں صرف قراردادوں کے لئے خرچ کرتے ہیں، تاکہ یہ ”منافق حکومت“ کے چہرہ پر پالش کرتے رہیں۔

نوجوان سعودی علماء، سعودی اہل فکر و دانش، یونیورسٹیوں کے طلباء اور عام انسان اس حکومت کی پالیسیوں سے تنگ آچکے ہیں، وہ کہیں بغاوت نہ کر بیٹھیں، اس لئے عرب ممالک میں ظالموں – اور بدکردار اور دشمنوں کی ایجنٹ حکومتوں – کے خلاف انقلابات کو ناکام کرنے کی پالیسی سعودی حکومت اور حکومت امارات نے اپنا رکھی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ امارات، جزیرۃ العرب کا حصہ ہے، جس کو انگریزوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ رجواڑوں میں تبدیل کیا اور آج اس پورے حصہ کو قحبہ گری کا ایک اڈہ اور ایک شراب خانہ بنانے والے مجرم، وہ زرخرید بدو ہیں، جن کو ان کے آقاؤں نے اپنے مقاصد کے لئے گدی پر بٹھا رکھا ہے۔

ان سب کو معلوم ہے کہ اگر اسلامی تحریکات کے نمائندے جمہوری راستہ سے بھی سیاست کے ایوانوں میں آگئے تو باطل پرستوں کے تمام بت چکنا چور ہوں گے۔ قحبہ گری کے اڈے ختم کردئے جائیں گے، اور شراب و کباب اور بدمعاشیوں اور اباحیت پرستیوں کا موقعہ نہیں رہے گا، عوامی دولت پر کچھ خاندان ڈاکے نہیں مار سکیں گے، پوری ملت تیل کے ذخائر، سونے کے ذخائر اور دیگر ذخائر سے مستفید ہوگی، پولیس اسٹیٹ ختم ہوجائے گی۔ انسانیت آزادی کی فضا میں سانس لے گی، جیلوں میں اسلام کے جرم میں کوئی محبوس نہیں رہے گا۔ جیل مجرموں کے لئے ہوگا۔

انہیں کیوں کر یہ معلوم ہے کہ مصر کے یہ جانباز صرف مسجد کے ملا، خانقاہ کے صوفی، اور چارہ کھانے والے ریوڑ نہیں ہیں۔ انہوں نے اللہ سے اور رسول اللہ سے عہد کیا ہے کہ ان کی شریعت پر چلیں گے اور روئے زمین پر اسے نافذ کریں گے، یہی ان کا جرم ہے۔

اس لئے یاد رکھئے کہ جمہوری راستے سے آپ آئیں یا دعوتی واصلاحی راستہ سے – آپ پر شب خوں مارنے، بلکہ دن دہاڑے قتل کرنے کے لئے یہ تیار ہیں۔

یوروپ کے گماشتے، اور شیطانی نظام کے نمائندے اپنے درآمد کئے ہوئے جمہوری، سیکولر، کمیونسٹ، لبرل، وغیرہ، نظاموں کی عزت رکھنے کے لئے بیانات بازی کرتے ہیں – اور اپنی مجلسوں میں عالم اسلامی کی تباہی پر قہقہے لگاتے ہیں – اور امت مسلمہ کی یتیمی کی حالت پر ہنستے ہیں، اس لئے ان کو پکارنا بھی سوائے ابلہی اور حماقت کے کچھ نہیں۔

حل وہی ہے، علاج وہی ہے، اصلاح اسی سے ہوگی، جس سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم

نے ابتدا کی اور جس کو عروج تک عدل فاروقی نے پہونچایا۔ ہم برصغیر کے تمام علماء کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مصر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لا دینیت اور الحاد کے محاذ کی طرف سے ایک بھیانک جنگ چھیڑ دی گئی ہے۔ ''رابعہ عدویہ'' کے میدان میں پورا رمضان، ذکر و عبادت میں گذارنے والوں اور اسلامی اور قانونی حق کا مطالبہ کرنے والوں پر صہیونی فوج اور فرعونی پولیس نے گولیوں کی بوچھار کر کے دو ہزار افراد کو شہید کیا اور دس ہزار افراد کو زخمی کر کے میدان خالی کرالیا۔ مسجد رابعہ کو اور وہاں موجود اسپتال کو آگ لگادی جس کے نتیجہ میں بیمار افراد جھلس کر مر گئے، مسجد الفتح میں پناہ گزین افراد پر حملہ کر کے بموں اور گولیوں کی بارش کی۔ اب تک سات ہزار افراد کو شہید کیا جا چکا ہے، پچاس ازہری علماء کو شہید کیا گیا، اور ہزار ہا ہزار ہا افراد زخمی اور بیسیوں ہزار جیلوں میں ہیں، ہر داڑھی والے اور دین دار کو گولی ماری جارہی ہے، اور مصر کو کفر کے جہنم میں جھونکا جارہا ہے، ان مافیاؤں اور کھلے مجرموں کی سرپرستی آل سعود کر رہے ہیں۔

مظالم اس حد تک پہونچ گئے کہ امریکا جیسا دوغلا اور بے شرم بھی تنقید کرنے لگا، یوروپی یونین کے مسلمان مظاہروں کے لئے نکل کھڑے ہوئے، تو اسے بھی مظالم کے خلاف زبان کھولنا پڑی، جب پوری دنیا ان مظالم پر حیران ہے، یہاں تک مجرم نائب صدر البرادعی بھی استعفا دے کر مصر سے فرار ہوگیا ہے، حزب النور کے دنیاداروں کی آنکھیں بھی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اور انھیں بے وقت پشیمانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، سعودی عرب کے علمائے حق، حکومت کی بدکردارانہ پالیسیوں کے باوجود خاموش نہ رہ سکے، اور انہوں نے اجتماعی طور پر اپنی حکومت کے خلاف موقف اختیار کیا۔

کیا ان حقائق کے سامنے آجانے کے بعد علمائے برصغیر کے لئے۔ چند ٹکوں کی امید میں۔ اور دور جاہلیت کی نمائندہ حکومت سے عمروں اور حج کے ویزوں کی توقع میں۔ یہ جائز ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کھلے مظالم پر خاموش رہیں! کیا وہ اللہ اور رسول کا سامنا اپنے اس موقف کے ساتھ کر سکیں گے؟ انہیں اگر اب بھی اپنی لاعلمی کی وجہ سے کچھ شک ہے تو غیر سرکاری سعودی علماء سے رابطہ کرلیں۔ مصر کے علمائے حق سے معلوم کرلیں، ازہر کے غیور و خوددار علماء کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں۔ اور حقائق سے واقف ہوجائیں اور مجرم حکومتوں کے خلاف متحدہ موقف اختیار کریں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس عالمی جنگ کے مقابلے کے لئے دامے، درمے، قدمے، سخنے، جو کچھ ہو سکے اس سے دریغ نہ کریں۔

☆☆☆☆

مصر وشام کی تباہی کا اصل مقصد

اسلام کی سیاسی قوت کو ختم کرنا ہے

ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی

اس وقت مصر ایک آتش فشاں کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے، ایک طرف اخوان المسلمین اور ان کے ہمدرد ہیں جنہوں نے دس دس لاکھ کی ریلی نکالی ہے اور جمہوریت کی بحالی کا مطالبہ کیا ہے، دوسری طرف جنرل عبد الفتاح السیسی ہیں جنہوں نے پُر امن مظاہرہ کرنے والوں کو فوجی طاقت سے خاک وخون میں نہلا دیا ہے، سابق صدر حسنی مبارک کے دور کے باقیات سیئات کو اسلام کا نظام گوارہ نہیں ہے کچھ خبریں ایسی بھی ملی ہیں کہ فوج کا ایک حصہ عبد الفتاح السیسی کے اس اقدام سے ناخوش ہے، قرین انصاف بات یہ ہے کہ اسے ناخوش ہونا چاہئے، ہندوستان میں اور کسی بھی جمہوری ملک میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ کسی آرمی چیف نے کسی منتخب صدر کو یا وزیر اعظم کو دھمکی دی ہو، یا وارننگ دی ہو، لیکن مسلم ملکوں میں ایسا ہوتا ہے، اور اگر جمہوری طریقے سے اسلامی انقلاب کی راہ سامنے نظر آتی ہے، تو اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کردی جاتی ہیں، الجزائر میں جب اسلامک سالویشن کے لوگ جیت کر کے آئے تو انہیں اقتدار سے دور رکھا گیا، فلسطین میں حماس کے ساتھ بھی یہی پیش آیا، اب مصر میں اور تونس میں یہی تاریخ دہرائی جارہی ہے۔ کسی ملک میں جمہوری طریقے سے اسلام پسندوں کا برسر اقتدار آنا اور اسلام کے نظام رحمت کا قائم ہونا اور اس کے اثرات کا دنیا میں پھیلنا یقیناً ایک تاریخ ساز اور عہد آفریں واقعہ ہوگا، امریکہ اور مغربی ملک اس کو روکنے کے لئے ہر چیز داؤں پر لگا سکتے ہیں۔

مصر میں صدر محمد مُرسی کو ٹھیک سے کام کرنے کا موقع نہیں ملا، ایک سال کے عرصہ میں ان کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، مخالف اسلام عناصر جو فوج اور عدلیہ اور انتظامیہ پر حاوی تھے اخوان المسلمین کے اقتدار کو قبول نہ کرسکے، انہوں نے سازشوں کا سلسلہ شروع کردیا، ارکان پارلیمنٹ نے جب آئین بنایا، تو اس پر ریفرینڈم کرانے میں بھی رکاوٹ ڈالی گئی، اور صدارتی انتخابات کے دوران منتخب پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کی کوشش کی گئی، ان تمام سازشوں اور مخالف صدر کوششوں اور تمام رکاوٹوں کے باوجود محمد مرسی نے جو کام کیا وہ قابل تذکرہ ہے، حسنی مبارک کے دور میں حکومت دیوالیہ ہونے کے قریب پہنچ گئی تھی، محمد مرسی نے اقتصادی بحران پر قابو پانے کی کوشش کی، ملازمین

اور وظیفہ یاب لوگوں کو ۱۵ فیصد الاؤنس دیا، عارضی ملازمین کو مستقل طور پر برسر خدمت کیا، انہوں نے ''دیوان المظالم'' کا محکمہ قائم کیا جہاں ظلم وزیادتی کے خلاف ہر وقت چارہ جوئی کی جاسکتی تھی۔ پیش رو حکومت کے زمانے سے اسرائیل کو تقریباً مفت گیس کی سپلائی ہو رہی تھی اسے روکا گیا، مصر میں مساجد میں خطبہ کے لئے جو پہلے سے سرکاری منظوری لی جاتی تھی، محمد مرسی نے اس پابندی کو ختم کیا اور ائمہ مساجد کو خطبہ کی آزادی دی، مصر میں مسجدوں کو سعودی عرب کی طرح بحکم سرکار نماز کے بعد بند کر دیا جاتا تھا، انہوں نے یہ پابندی ختم کی، انہوں نے سیاحت کے مراکز کو عیاشی کے اڈوں سے پاک کیا، انہوں نے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا، انہوں نے مصر کے معاشرے میں تمام طبقات کے درمیان حق اور انصاف سے کام لینے کا اعلان کیا، انہوں نے ملازمین کی تنخواہ میں اضافہ کیا، زراعت وصنعت کے شعبوں کو ترقی دی اور ترکی، قطر، چین اور سعودی عرب سے ان میں سرمایہ کاری کرائی، انہوں نے غزہ کی ناکہ بندی ختم کی، شام کے سلسلہ میں انہوں نے عوام کی حمایت کا اعلان کیا، اور اقتدار کی منتقلی پر زور دیا، انہوں نے شام سے تمام سفارتی تعلقات توڑ لئے۔

مصر میں اسلام اور جمہوریت کا غنچہ بن کھلے مرجھا گیا، اور وہاں ایسی باد صرصر چل رہی ہے جس نے بہار کو خزاں سے بدل دیا ہے، یہ سب کیوں ہوا؟ یہ داستاں بہت دل گداز، غم انگیز اور روح فرسا ہے، اس سازش میں اپنے اور پرائے سب شریک ہیں، اس میں بڑی طاقتوں کا بھی ہاتھ ہے اور وہ صہیونی طاقت بھی اس میں شریک ہے جس کے ساتھ وہ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کیا گیا تھا جو اخوان کے دور میں معرض خطر میں تھا، دنیائے اسلام میں اسلام کا نام لینے والی مؤقر شخصیتیں اس سازش میں ملوث تھیں، اور ''چوں کفر از کعبہ برخیزد'' کے مصداق عرب اور مسلم ملک بھی اس میں شامل تھے، صرف دشمن نہیں بلکہ دوست اور آشنا بھی محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے میں ایک دوسرے کے معاون رہے تھے۔

بڑی طاقتوں میں سب سے بڑی طاقت امریکہ کی ہے، امریکہ میں اسلام پسندوں کو دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے، وہ عرب ملکوں میں اسلام کا فروغ اور اسلام پسندوں کا عروج نہیں چاہتا ہے، اس نے اپنے خفیہ ایجنڈے کے مطابق اخوان کی حکومت کو گرانے کے لئے مصر کے ارباب بست وکشاد کو آلہ کار بنایا، جنرل عبد الفتاح السیسی نے حکومت کا تختہ الٹا تھا اور اس واقعہ سے ذرا پہلے ایک خاتون ''اسرا عبد الفتاح'' مصری کو امریکہ سے کئی ملین ڈالر ملے تھے، بظاہر یہ امداد جمہوریت کو پائیدار اور مستحکم بنانے کے لئے دی گئی تھی لیکن بباطن اس کا مقصد اسلام پسند عناصر کو اقتدار سے بے دخل کرنا تھا، امریکہ میں فروغ جمہوریت کے لئے مالی امداد ایک روایت

رہی ہے اور اس کے لئے وہاں ادارے قائم ہیں۔ لیکن امریکہ کے نزدیک اور تمام بڑی طاقتوں کے نزدیک جمہوریت سے مراد وہ جمہوریت ہے جس میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہ ہو، اور جو مغرب کی طرز کی جمہوریت ہو، فروغ جمہوریت کی اسی مد میں سے ایک دوسری شخصیت ''عصمت سادات'' کو مصر میں اسلام پسندوں کے خلاف فضا بندی اور پروپیگنڈے کے لئے کئی ملین ڈالر کی امداد دی گئی، مصر کے سابق کرنل اور پولیس افسر عفیفی کو بھی اس مد سے لاکھوں ڈالر دئے گئے، بظاہر یہ حاتم طائی والی سخاوت مصر میں جمہوریت کے فروغ کے لئے کی گئی لیکن راز درون خانہ یہ ہے کہ یہ مالی امداد جمہوری طریقہ سے منتخب صدر محمد مرسی کو گرانے کے لئے دی گئی، اس راز درون خانہ کا انکشاف ورجینا یونیورسٹی کے صحافتی تحقیقی ادارے نے کیا، اس نے تفصیلات کو ویب سائٹ پر بھی دے دیا ہے، امریکہ نے آج تک یہ اعتراف نہیں کیا ہے کہ مصر میں جو کچھ ہوا، وہ فوجی انقلاب ہے کیونکہ اگر امریکہ اسے فوجی انقلاب قرار دے گا تو وہاں کے قانون کے مطابق اسے مالی تعاون سے دست کش ہونا پڑے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ کی اندر سے پوری ہمدردی فوجی انقلاب کے ساتھ ہے۔

غم انگیز حقیقت یہ ہے کہ صدر محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے میں عرب اور اسلامی ملکوں کا بھی رول رہا ہے، فیس بک میں آجانے کے بعد اب یہ حقیقت کوئی راز نہیں رہی کہ اس پوری کارروائی میں سعودی عرب کی حکومت بھی شریک رہی ہے، سعودی عرب کی وزارت خارجہ کی جانب سے دستخط اور مہر کے ساتھ وہ خط فیس بک پر موجود ہے جو مصر میں سعودی سفیر کو بھیجا گیا تھا، اور اسے کچھ مخالفین حکومت نے فیس بک پر ڈال دیا ہے، اس خط میں سعودی سفیر سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ مصر میں انتخابات کے موقع پر اس بات کی کوشش کی جائے کہ اخوان کے لوگ اور محمد مرسی اقتدار میں نہ آئیں، اور اس کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے، ممکن ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ یہ خط جعلی ہوسکتا ہے لیکن مصر میں فوجی انقلاب کے فوراً بعد منٹوں میں جس طرح سعودی عرب نے اس انقلاب کی پذیرائی کی اور مالی مدد کا اعلان کیا اس سے سعودی حکومت کے ملوث ہونے کے خیال کو تقویت ملتی ہے اور اب تو سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے برملا یہ کہہ دیا ہے کہ اگر امریکہ مصر کی امداد بند کرے گا تو اس کی تلافی ہم کریں گے۔

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے
جوانان تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

سعودی عرب کی دینی اور ملی خدمات جزیرۃ العرب کی سطح پر بھی اور عالم اسلام کی سطح پر بھی اتنی زیادہ ہیں کہ اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب تصنیف کی جاسکتی ہے، کاش کہ ان سے یہ افسوس ناک غلطی سرزد نہ ہوتی، انہوں نے اخوان کے بجائے عبدالفتاح السیسی کا ساتھ دیا، حالانکہ اخوان صحیح اسلامی فکر رکھنے والے لوگ تھے اور خدا کی شریعت کو نافذ کرنے کا عزم رکھتے تھے، خادم الحرمین الشریفین کے پرتعیش محلات اور سیم وزر کی ریل پیل نے ان کو صراط مستقیم سے اس حد تک ہٹا دیا ہے کہ انہوں نے اپنے ملک کے دفاع کا ذمہ دار امریکہ کو بنا دیا ہے اور معیشت کی باگ ڈور مغربی ماہرین کے حوالے کردی ہے، اس وقت پوری دنیا میں مصر کے فوجی آمروں کے خلاف جو احتجاج ہورہا ہے کاش ان کے کانوں تک پہنچتا اور وہ اپنے موقف پر غور کرتے لیکن ؎

کان ان کے وہ نازک کہ گراں میری غزل بھی
نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارند

اخوان المسلمین پہلے بھی موجود تھے اور آئندہ بھی موجود رہیں گے۔ مصر میں شاہ فاروق آئے اور چلے گئے لیکن اخوان کی تحریک جو ۱۹۲۹ء میں قائم ہوئی تھی باقی رہی، جنرل نجیب آئے اور چلے گئے اخوان اپنی تمام دینی واصلاحی سرگرمیوں کے ساتھ باقی رہے، پھر جمال عبدالناصر آئے اور انہوں نے الاخوان المسلمون کو ختم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن جمال عبدالناصر کو اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کی جنگ میں رسوا کر کے اسلام دشمنی کی سخت سزا دی اور پھر حسنی مبارک آئے اور انہوں نے بھی اخوان پر مظالم کے پہاڑ توڑے اور اس کی پاداش میں وہ اب جیل کی کوٹھری میں زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں، خبر ہے کہ نئی حکومت ان کو رہا کرنے والی ہے۔ پایان کار مصر میں اخوان کی فتح ہوگی اور انشاء اللہ اسلام کا بول بولا ہوگا۔

اس وقت عالم اسلام شام ومصر میں جو خون ریزی اور خوں آشامی ہورہی ہے وہ تاریخ اسلام کے اہم اور غم انگیز حادثات مین شمار کئے جانے کے لائق ہے۔ علماء کو یہ اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اس کے لئے تو بخوشی راضی ہیں کہ مسلمان مسجدوں میں نماز پڑھیں اور خلوت خانوں میں عبادت کریں لیکن اس کے لئے بالکل تیار نہیں کہ اسلام ایک سیاسی طاقت کے طور پر منظر عام پر آئے، اگر اس وقت مصر میں اخوان کا خاتمہ کردیا گیا اور سیاسی اسٹیج بے دینوں کے لئے خالی کردیا گیا تو پھر اس کے بعد تونس اور ترکی کی باری ہے اور اس کا مطلب ہے دنیا سے اسلام کی سیاسی قوت کا مکمل خاتمہ، اس وقت شام کے بارے میں ایران مجرم ہے اور مصر

کے سلسلہ میں امارات، سعودی عرب اور کویت قصوروار ہے۔ ہندوستان کے علماء اس پوزیشن میں ہیں کہ صحیح بات کہیں اور حق کا اعلان کریں اور منکر پر نکیر کریں اور ایران اور سعودی عرب دونوں سے مواخذہ کریں، علماء یہ تو کرسکتے ہیں کہ اپنے اپنے حلقے میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کی تاکید کریں اور دعاؤں کی اپیل کریں۔ اگر شام ومصر کے لاکھوں مسلمانوں کی شہادت پر ان کے دل زخمی نہیں ہیں تو یہ افسوس کی بات ہے، دنیا کے کسی ملک میں کسی مسلمان کے پیر میں کانٹا بھی چبھے تو اس کی کسک ہمیں اپنے دل میں بھی محسوس کرنی چاہئے، اس وقت شام ومصر دونوں جگہ حشر کا منظر ہے اور وہ قیامت آسا وقت ہے کہ گونگے بھی بولنے لگیں اور صامت وساکت پتھر بھی چیخ اٹھیں۔ عالم اسلام کی اسی طرح کی خون ریزی پر فرشتے بھی حضور حق میں لب کشا ہونے پر مجبور ہوگئے تھے۔

☆☆☆☆☆

ہوا ہے کام جو اپنوں سے، بیگانوں سے کیا ہوگا!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

محمد مرسی کا قصور صرف اس قدر ہے کہ وہ سچ مچ مسلمان ہیں، انہوں نے مصر کو معاشی اعتبار سے خود مکتفی بنانے کی کوشش کی، انہوں نے مصر میں سرمایہ کاری شروع کرائی، وہ چاہتے تھے کہ مصر کو معاشی اعتبار سے ایک ترقی یافتہ ملک بنایا جائے، نہر سوئز کی گزرگاہ کو بڑے پیمانہ پر معاشی فوائد کے لئے استعمال کیا جائے، ملک میں کرپشن کو روکا جائے، ایک سادہ اور ایماندار شخص کی حیثیت سے انہوں نے اپنی حکومت کی شروعات کی، عالم اسلام میں ایک مثالی قائد کی حیثیت سے ان کی حیثیت ابھر رہی تھی، وہ عالم عرب کے مقبول ترین شخص بن گئے تھے اور پوری دنیا کے مسلمان انہیں پر امید نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے نہایت اعتدال کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم اٹھایا اور مصری معاشرہ سے رضا کارانہ طور پر اس بے حیائی اور فحاشی کو دور کرنے کی کوشش کی جو جمال عبدالناصر کے دور سے حسنی مبارک کے دور تک ایک سیاہ گھٹا کی طرح مصر پر چھائی رہی، انہوں نے اسلامی اخوت کو فروغ دیا، اور اسرائیل کی خواہش کے علی الرغم غزہ کے محصور و مجبور مسلمانوں کے لئے راستے کھولے، یہی خوبیاں ان کا جرم بن گئیں اور صہیونیوں، صلیبیوں اور ان کے اشارہ پر کام کرنے والے عرب حکمرانوں کی آنکھوں میں وہ چبھنے لگے، سب سے زیادہ افسوس ان عرب حکمرانوں پر ہوتا ہے جو اسرائیل کے خلاف تو ایک حرف کہنے کو تیار نہیں ہیں، وہ اسرائیل کے خلاف قدم اٹھانے کے بارے میں شاید خواب میں بھی نہ سوچتے ہوں اور جنگی بے ضمیری کا حال یہ ہے کہ وہ اس شرط کے ساتھ امریکہ اور مغرب سے ہتھیار خریدتے ہیں کہ اسرائیل کے خلاف ان کا استعمال نہیں ہوگا، ان کو ہم اپنی عوام اور اپنے مسلمان بھائیوں ہی کے خلاف استعمال کریں گے، جو آگ مصر میں یہودیوں، عیسائیوں اور ملحدوں نے سلگائی ان کے پٹرول نے اسے شرر سے شعلہ اور شعلہ سے آتش فشاں بنا دیا، بلکہ انہیں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ امریکہ ان کی ناراض عوام ہی سے حفاظت نہیں کرے گا کہ بلکہ خدا کی پکڑ سے بھی انہیں بچائے رکھے گا۔

قرآن مجید نے جن اعدائے اسلام کا بار بار ذکر کیا ہے، مسلمانوں کو ان کے فتنوں سے آگاہ رہنے کی ترغیب دی ہے اور ان کی اسلام دشمنی کو نمایاں طور پر بیان کیا ہے، ان میں ایک گروہ ''منافقین'' کا ہے، نفاق سے مراد یہ ہے کہ انسان کے ظاہر و باطن میں یکسانیت نہ ہو، زبان اور دل کے درمیان

رفاقت کا رشتہ ٹوٹ جائے، زبان کچھ کہتی ہو، دل میں کوئی اور منصوبہ چھپا ہوا ہو، زبان کے بول اندرونی سازشوں کے لئے صرف پردہ کا کام کرتے ہوں۔

قرآن قیامت تک رہنے والی کتاب ہے اور اس کی تعلیمات ہر عہد کے لئے مشعل راہ ہیں، اس لئے اس میں کسی طبقہ کا ذکر اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ یہ گروہ کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ موجود رہے گا، اس دور میں مسلمانوں اور خاص کر عالم اسلام میں اس گروہ کو جو فروغ حاصل ہوا ہے، تاریخ میں کم ہی اس کی مثال ملے گی، خلافت عثمانیہ کے سقوط کے لئے یہودی اور نصرانی طاقتوں نے جو منصوبہ بندی کی اور مسلمانوں جیسے نام رکھنے والے لوگوں نے جو کردار ادا کیا، وہ اب کھلا راز ہے اور خاص کر عربوں کو ان کی سادہ لوحی یا اقتدار کی طلب کے تحت جس طرح استعمال کیا گیا وہ اب کوئی راز باقی نہیں رہا، خلافت عثمانیہ کے بکھراؤ کے بعد ہی اسرائیل کا ناپاک وجود ظہور میں آیا اور استعماری طاقتوں نے اسلام کے اہم مراکز پر نہ صرف قبضہ کیا، بلکہ انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ دو اور باتوں پر توجہ دی، ایک یہ کہ وہاں کے ایک طبقہ کے دماغ کو بدل دیا جائے، وہ رنگ و نسل کے اعتبار سے مصری، شامی، عربی، ترکی، ایرانی اور ہندی ہو؛ لیکن ان کا دل و دماغ یہودی، عیسائی اور اسلام بیزار ہو، یہ طبقہ پورے عالم اسلام میں موجود ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خود تو واپس ہو گئے؛ لیکن ان کی فکر و نظر کے نقوش اب بھی پوری طرح بیشتر علاقوں میں موجود ہیں، انہوں نے دوسری حرکت یہ کی کہ مسلمانوں میں زبردست جذبۂ اخوت اور غیر معمولی تصور اتحاد کو ختم کرنے کے لئے نسلی اور علاقائی قومیت کے تصور کو ابھارا، انہیں خوب ہوا دی اور انہیں اس طرح ٹکڑوں میں بانٹ کر گئے کہ ان کے درمیان سرحدوں کے جھگڑے باقی رہے، مفادات کا ٹکراؤ ہوتا رہے، نفرت کی آگ سلگتی رہے اور جب ضرورت پڑے تو تھوڑا سا تیل اس پر ڈال دیا کریں، اس مقصد کے لئے آج بھی مغربی طاقتیں مسلمانوں کی صفوں میں گھسے منافقین کو استعمال کر رہی ہیں، ملت اسلامیہ جتنی جلد انہیں پہچان لے گی اتنی ہی جلد عالم اسلام کی عظمت رفتہ واپس آئے گی۔

اس حقیر کے خیال میں خلافت عثمانیہ ختم کرنے کے بعد اس طرح کی دوسری بڑی سازش الجزائر میں اور تیسری بڑی سازش ترکی میں ایک سے زائد بار منتخب اسلام پسند حکومت کا تختہ الٹنا تھا، ترکی کے مرد بیمار نے بڑی حد تک اس پر قابو پا لیا، اللہ ان کی مدد کرے، اور اس سلسلہ کا

چوتھا تکلیف دہ واقعہ مصر میں جمہوری طور پر منتخب حکومت کے خلاف فوجی بغاوت ہے، یہ واقعہ اس لئے بڑا اہم ہے کہ مصر اپنی افرادی قوت، قائدانہ صلاحیت، جغرافیائی محل وقوع، بیت المقدس کے جوار اور عوام کی دینی وابستگی کے اعتبار سے ایک نمایاں ملک ہے، تمام عرب ملکوں میں مصر ہی سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اسرائیل سے ٹکر لے سکے، اور ۱۹۷۳ء میں وہ اس کا عملی ثبوت پیش کر چکا ہے، بقیہ عرب حکمرانوں اور مسلم فرمانرواؤں کا حال یہ ہے کہ ان کو عشرت کدے سجانے سے فرصت نہیں ہے، وہ آزاد ہو کر بھی غلام ہیں، وہ اپنے عوام کے جابر حکمراں اور مغربی طاقتوں کے فرمانبردار محکوم ہیں، ان کی بزدلی کا حال یہ ہے کہ انہوں نے عملاً مسجد اقصیٰ کو اپنے ایجنڈے سے نکال دیا ہے، انہیں اندازہ نہیں ہے کہ طوفان بہت جلد ان کی سرحدوں میں داخل ہونے والا ہے، اس وقت ان کے اقتدار کا محل تاش کے پتوں کی طرح بکھر جائے گا، وہ نہ خالق کو منہ دکھانے کے لائق رہیں گے اور نہ مخلوق کو۔

گلہ صرف ان سے نہیں، ہم لوگوں کو اپنے آپ سے بھی کرنا چاہئے، ہندوستان کے مسلمان گرچہ مصر کے مظلوم مسلمانوں کی منافقین کے ساتھ معرکہ آرائی میں کوئی عملی تعاون نہیں کر سکتے؛ لیکن کیا ہم احتجاج بھی نہیں کر سکتے، کیا ہم اپنے عرب بھائیوں تک ملت اسلامیہ ہند کے جذبات بھی نہیں پہونچا سکتے، رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم کرتا ہے اور نہ اپنے مسلمان بھائی کو ظالم کے حوالہ کرتا ہے: 'المسلم اخوالمسلم لایظلمہ ولا یسلمہ' آپ نے ارشاد فرمایا 'جو کسی مومن کے قتل میں مدد کرے خواہ ایک بول کے ذریعہ کیوں نہ ہو، وہ اس حال میں اللہ تعالی ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اللہ کی رحمت سے ناامید۔ (سنن ابن ماجہ عن ابی ھریرہ حدیث نمبر: ۲۶۲۰) جو لوگ موجودہ غاصب حکمرانوں کی پیٹھ ٹھوک رہے ہیں اور ان کی اخلاقی یا مالی مدد کر رہے ہیں یا اپنی خاموشی کے ذریعہ ان کو تقویت پہونچا رہے ہیں کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں شامل نہیں ہیں !! یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جو اپنی ایمانی حمیت اور دینی غیرت میں ممتاز رہے ہیں، ان کی زبانوں پر بھی مہر لگی ہوئی ہے، یہ ہمارے اسلاف تھے کہ جب ترکی خلافت کا سقوط ہوا تو انہوں نے اس زخم کی کسک کو اپنے سینے پر محسوس کیا اور یہ ان کی بصیرت تھی کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ صرف ترکی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے عالم اسلام کو بے وزن کرنے کا مسئلہ ہے۔

جب ۱۹۶۷ء میں بیت المقدس پر اسرائیل کا ناجائز قبضہ ہوا تو پورے ملک میں آگ لگ گئی اور حکومت ہند مجبور ہوئی کہ تقریباً پچاس سال تک اس نے اسرائیل سے کوئی تعلق نہیں رکھا، یہاں تک کہ اگر کسی حکومت نے اسرائیل سے تعلق قائم کیا تو خفیہ طور پر، کیونکہ انہیں مسلمانوں کے غیظ وغضب اور ناراضگی کا اندیشہ تھا، لیکن آج ملت کی قدر آور شخصیتیں، مذہبی تنظیمیں اور نمائندہ ادارے مصلحت کی دبیز چادر میں اپنا منھ چھپائے ہوئے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمیں اللہ کے دربار میں اس طرح حاضر ہونا پڑے کہ ہماری پیشانی پر رحمت خداوندی کی امید کا نور نہ ہو؛ بلکہ اپنی بے ضمیری کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے ناامیدی کا داغ ہو؟

☆☆☆

یہ ہیں آلِ سعود جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ابوعبداللہ ندوی

امریکا نے افغانستان کی امارتِ اسلامیہ کو ختم کرکے اس کی اینٹ سے اینٹ بجائی اور لاکھوں لوگوں کو ذبح کیا، کیوں؟ اس لیے کہ بن لادن نے وہاں پناہ لے رکھی تھی اور طالبان نے اس کی حوالگی سے انکار کردیا تھا۔ بن لادن کا کیا جرم؟ یہی کہ انھوں نے قرآن وحدیث پر عمل کا ڈھنڈورا پیٹنے والی سعودی حکومت کو ایک حدیث یاد دلائی تھی اور اس پر عمل کا مطالبہ کیا تھا کہ ’’**أخرجوا الیهود والنصاری من جزیرة العرب**‘‘ یعنی جزیرۃ العرب سے یہود ونصاری کو نکال باہر کرو، مگر اس نے الٹے بن لادن ہی کو ملک بدر کردیا اور اس حکومت کے عمل بالحدیث کے دعوے کی قلعی کھل گئی۔

یاد رہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت ہے، ناخلف اور ناہنجار اولاد بھی باپ کی آخری وصیت پر عمل کو اپنی سعادت سمجھتی ہے، مگر دینی واسلامی حکومت کا ٹھیکہ لینے والے یہ آلِ سعود جن کا وجود خود محمد عربی ﷺ کی ذات سے وابستہ ہے اور جن کو عزت محمد عربی کے نام پر ملی ہوئی ہے ؏

محمد عربی سے ہے عالم عربی

انھوں نے اپنے محسنِ اعظم پیغمبر عالم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں!!

وہ کیوں اس حدیث پر عمل کرتے اور کیوں کر اس آخری وصیت کو خاطر میں لاتے؟ آلِ سعود تو وہ ہیں جنھوں نے اپنے ابتدائی دور ہی میں عربی قمیصیں پہنا پہنا کر یہودیوں کو جزیرۃ العرب میں پالا تھا!

وہ تو وہ ہیں جنھیں صریح نص قطعی کی خلاف ورزی سے کوئی باک نہیں، اللہ نے فرمایا تھا: **یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری أولیاء بعضهم أولیاء بعض ومن یتولهم منکم فإنه منهم** (المائدۃ:۵۱) (یعنی اے ایمان والو، یہود ونصاری کو دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے وہ انھی میں سے ہے) اتنی واضح آیتِ قرآنی اور اتنے صریح ارشادِ ربانی کے باوجود آلِ سعود جو رویہ اختیار کیے رہے اور مسلسل جس میں بڑھتے ہی جارہے ہیں وہ ناقابل تصور ہے، تیل کے کنویں اس طرح ان کے حوالے کیے اور پٹرول کے ذخیروں کا اس طرح ان کو مالک بنایا کہ کوئی سعودی بھی اس علاقے میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

پھر صدام حسین کے حملے کا ہوّا کھڑا کرکے ملحد اور فحاش امریکی افواج کو اپنے ملک میں اتار کر اور ان کے لیے عشرت کدے تعمیر کرکے ارضِ حرم کی حرمت کو انھوں نے جس طرح پامال کیا ہے وہ ایک ناقابلِ معافی اور ناقابلِ تلافی جرم ہے، جب کہ اس وقت پاکستانی افواج نے مدد کی پیش کش کی تھی اور جزیرۃ العرب کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کیا تھا، لیکن آلِ سعود کے مجرموں نے ان باحمیت مسلم افواج کی ایک نہ سنی، اور بے دین، عیاش اور دشمنِ اسلام فوج کی طاقت پر اعتماد کرکے اپنے ایمان کی حقیقت جتادی، اور عیسائیت ویہودیت نوازی اور امریکا دوستی کا اعلیٰ ثبوت پیش کیا!

سعودیہ کے اس مجرمانہ اقدام نے پورے جزیرۃ العرب میں امریکا کے فوجی اڈے بنانے کی راہ ہموار کی، اور اب جزیرۃ العرب کا کوئی ملک ایسا نہیں رہا جہاں امریکی افواج اپنی پوری طاقت کے ساتھ موجود نہ ہوں، اور حالت بایں جارسید کہ اب اگر عرب کے کسی خطے میں باحمیت مسلمان امریکا کے خلاف آواز بلند کریں اور احتجاج کریں تو وہ کسی طرح کامیاب نہیں ہوسکتے، اس لیے کہ وہ امریکی افواج کے چنگل میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں، چاہیں تو بھی نکل نہیں سکتے۔

کیا آلِ سعود کہ یہ گدی نشین احمق تھے جو امریکی عزائم کو نہیں سمجھتے تھے؟ آج سے تقریباً ستر سال پہلے ہی امریکی صدر فرینکلن روز ویلیٹ (Francaleen Roas Vhult) نے جزیرۃ العرب پر امریکا کی للچائی ہوئی نظریں ڈالنے کا اعتراف کیا تھا اور اپنے مقاصد کو واشگاف انداز میں بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

(۱) دنیا کے دوتہائی پٹرول پر امریکا کا قبضہ جمالینا۔

(۲) عالمی مواصلات کے نظام کی کنجیوں (یعنی سمندروں) کو اپنے کنٹرول میں لے لینا۔

(۳) اسرائیل کا امن واستحکام اور (مغرب کے گماشتوں کی) آزادانہ آمد ورفت۔

پھر صدر ریگن نے امریکا کے شعبہ دفاع سے زور دے کر کہا تھا: ’’موجودہ عالمی ذرائع اور مواصلات پر قبضہ اور کنٹرول کے ذریعے ہی انھیں بوقت ضرورت استعمال کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا ممکن ہوسکتا ہے، خصوصاً زمینی اور سمندری ذرائع نقل وحمل پر قبضہ از حد ضروری ہے، ریاستہائے متحدہ امریکا پٹرول کی پیداوار والے علاقوں یا پٹرول کی ترسیل کے راستوں پر قبضے کے ذریعے ہی اس آب حیات پر قبضہ حاصل کرسکتی ہے،،

امریکی صدور کے ان کھلے بیانات کے باوجود آلِ سعود کے بے غیرت حکمرانوں نے جزیرۃ

العرب پر امریکی فوج اتار کر جس درجے کا جرم کیا ہے اس کی سنگینی کا صحیح اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عراق کے موہوم خطرے کے معدوم ہونے کے بعد بھی ان کو رخصت نہیں کیا، رخصت کیا کرتے! اس کے بعد جب باحمیت مسلم نوجوانوں نے ریاض اور الخبر میں ان پر بموں سے حملے کیے تو سعودی افواج نے ان کی سیکورٹی کے فرائض انجام دے کر اسلامی غیرت کا مذاق اڑایا اور اسلام کو رسوا کیا۔

۱۴۱۱ھ میں خلیجی جنگ کے آغاز پر امریکی افواج کے سربراہ جنرل شوازرکوف نے اپنے عزائم کا برملا اعلان کیا تھا' پھر بعینہ اسی بات کا اعادہ ۱۴۱۶ھ میں ان الفاظ میں کیا:

''امریکی افواج کا سعودیہ میں باقی رہنا بہت ضروری ہے، وہ ہمارا دوست ملک ہے، خطۂ عرب میں یہ سب سے اہم مملکت ہے، جو افرادی قوت، سیاسی بنیاد اور مالی وسائل کی مالک ہے، ان وسائل سے ہماری افواج کو تقویت ملتی ہے، وہ اشیاء جو ہمیں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے درکار ہیں، یہیں سے دستیاب ہوتی ہیں،،۔

مزید برآں امریکا کے آیندہ عزائم کا اظہار اس نے اس طرح کیا: ''ہماری افواج ریاستہائے متحدہ امریکا کے مقاصد و مفادات کا تحفظ کر رہی ہیں، اور ہم پر لازم ہے کہ جب تک اس خطے سے ہمارے مفادات اور مصلحتیں وابستہ ہیں ان کا دفاع کریں،،۔

اب یہ افواج اس طرح ڈھیٹ ہوگئی ہیں کہ جزیرۃ العرب میں جو چاہے کریں! خود آل سعود کو بھی یقین ہے کہ یہ مغربی افواج ان کی بات نہیں مانیں گی۔ ۷/۱۱/ ۱۴۱۸ھ کو بی بی سی لندن کو انٹرویو دیتے ہوئے شاہ عبداللہ کے بھائی طلال بن عبدالعزیز نے کھلے بندوں اپنی بے بسی کا ان الفاظ میں اعتراف کیا تھا ''امریکہ اور برطانیہ کو اگر آج کہا جائے کہ تم جزیرۃ العرب سے نکل جاؤ تو بھی وہ نہیں نکلیں گے'' اسی کو کہتے ہیں ''چاہ کن را چاہ درپیش''

امریکی اور مغربی افواج نے جزیرۃ العرب کو کس طرح اپنے حصار میں لے رکھا ہے، اس خطے میں موجود امریکی فوجی اڈوں کو نقشے میں آپ دیکھیں تو حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں، اور آپ خون کے آنسو رونے پر مجبور ہو جائیں!

دوسری طرف بے شرم سعودی حکومت نے خود حرمین میں بھی ان کے عمل دخل کو واشگاف کر دیا ہے۔ حرمین میں قائم بڑے بڑے ہوٹلوں کے آپ نام دیکھیں: میریڈین، انٹرکانٹینینٹل، میریڈین، اوبرائے، ہلٹن وغیرہ۔ یہ وہ نام ہیں جو ارضِ پاک میں یہودیوں اور عیسائیوں کے

مضبوط پنجے گاڑنے کا ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں، پھر ان کے ذریعے حاجیوں کا جس طرح استحصال کیا جاتا ہے کہ بس کیا کہیے! (سعودی حکومت کے ذریعے حاجیوں کے استحصال کی مختلف شکلوں کو اتحاد علمائے ہند کی طرف سے شائع شدہ ایک مضمون میں بیان کیا گیا ہے، ضرور دیکھیے)

آل سعود نے عین کعبہ اللہ کے قریب بلند و بالا عمارتیں بنا کر اور ان میں عیش و عشرت کے اسباب فراہم کر کے کعبے کی حرمت کو پامال کیا، قطعِ نظر اس کے خود مکہ مکرمہ میں بلند عمارتوں کو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں خطرے کی گھنٹی قرار دیا گیا ہے (دیکھیے أخبار مكة للفاكهي ۳/ ۵٦) لیکن آل سعود نے یہ دیوہیکل عمارتیں قائم کرنے میں تنافس سے کام لیا اور اس کو باعثِ فخر سمجھا!!

علاوہ ازیں ان تعمیراتی منصوبوں میں، بلکہ حرم شریف کی توسیع کے نام پر جو تعمیرات ہو رہی ہیں، ان کے ٹھیکوں میں شاہ اور شہزادوں نے وہ وہ گھپلے کیے کہ شاید کوئی عام مسلمان بھی اس کی جرأت کر سکے!!

قرآن و حدیث میں سب سے سخت وعید سود پر آئی ہے، یہاں تک کہ سودی کاروبار کو اللہ کے ساتھ جنگ کے مرادف قرار دیا گیا ہے، لیکن قرآن و حدیث پر عمل کی دعویدار سعودی حکومت کا پورا مالی نظام سود پر قائم ہے!

رشوت کو کیسی سختی سے روکا گیا ہے یہاں تک فرمایا گیا کہ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں، لیکن آج سعودیہ کے حکومتی اداروں میں رشوت خوری بام عروج پر ہے۔

عدالتی نظام میں وہ لاقانونیاں ہیں، اور شہزادے اپنے حق میں فیصلہ کرنے پر وہ دباؤ ڈالتے ہیں کہ متقی اور پرہیزگار قاضی اس عہدے پر ٹک نہیں سکتے، چناں چہ سابق قاضی مکہ امام حرم شیخ سعود شریم کو اسی بنا پر عہدۂ قضا سے استعفا دینا پڑا۔

دنیا کی مذمت سے قرآن اور حدیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، لیکن اسلامی حکومت کی نمایندہ سمجھی جانے والی سعودی حکومت کے سربراہان کی دنیا طلبی کا کوئی جواب نہیں۔ شاہ فہد کا شمار دنیا کے مالدار ترین لوگوں میں تھا، اب ان کے بھتیجے شہزادہ ولید بن طلال کو یہ شوق چرّایا ہے کہ اس کو قارون العصر قرار دیا جائے، دنیا کے سب سے دولت مند لوگوں کی دولت کا اندازہ لگانے والی اور ان کے سرمایوں کا جائزہ لینے والی ٹیم نے اس کو پانچواں نمبر دیا تو وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے ان کے خلاف مقدمہ دائر کیا، اس کا اصرار ہے کہ وہی اس عصر کا قارون ہے، اس کو دنیا کا سب سے زیادہ دولت مند فرد قرار دیا جائے!!!

علاوہ ازیں اس کی فحاشی، عیاشی اور اسلام کو رسوا کرنے کی ایک دلسوز اور خون کے آنسو رلانے والی داستان ہے، کوئی کہاں تک بیان کرے!!

کہا گیا ہے **الناس علی دین ملوکھم** یعنی عوام اپنے حاکموں اور سربراہانِ مملکت کی روش پر ہوتے ہیں، چناں چہ آج سعودی عوام میں وہ ساری خرابیاں موجود ہیں، متعدد لوگوں کا تجزیہ ہے کہ تمام اسلامی ملکوں میں سعودی عوام سب سے کرپٹ اور سب سے بداخلاق ہے، ان میں جو تکبر ہے وہ دنیا کی کسی قوم میں نہیں، جب وہ کسی غیر سعودی سے بھڑ جاتا ہے تو باطل پر ہونے کے باوجود **أنا سعودی** کہہ کر جو غراتا ہے تو ابلیس بھی شرما جاتا ہوگا، ''ہندی'' بطور گالی کے وہ استعمال کرتا ہے، کفالت کے نام پر بڑی بڑی رقمیں اینٹھنے میں وہ طاق اور رشوت ستانی میں وہ مشاق ہے، دنیا طلبی اس کی شان اور کبر و نخوت اس کی پہچان ہے، اس سب کے باوجود وہ اپنے کو دین کا ٹھیکیدار اور اسلام کا نمایندہ سمجھتا ہے اور عین مسجد حرام میں کسی ہندوستانی سے یہ پوچھنے میں اسے کوئی تردد نہیں ہوتا أنت مسلم؟ (کیا تم مسلمان ہو؟) گویا مسجد حرام میں غیر مسلم بھی آتے ہیں! آتے ہیں تو وہی جانے، لیکن یہ صرف اس کا تکبر ہے!!

حرمین شریفین کے علاوہ سعودی عرب کے کسی مقام پر آپ رمضان گزاریئے اور اپنے گھر پر رمضان گزاریئے، یقیناً آپ کے گھر کا رمضان سعودیہ کے رمضان سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ رمضان تو عبادتوں کا موسم اور نیکیوں کا سیزن ہے، اس کی راتوں میں عبادتوں کا کتنا اہتمام کیا جانا چاہیے، لیکن سعودیہ جیسے ''اسلامی ملک'' میں یہ بات نہیں محسوس ہوتی، رات رات بھر بازار کھلے ہوتے ہیں اور اس کی وہ گہما گہمی کہ رمضان کا تصور بھی نہیں ہوتا، اور حکومت کی اس پر کوئی توجہ نہیں!!

یہ سب وہ حقائق ہیں کہ سعودی عرب میں کچھ عرصے قیام کرنے والا بھی ان کو اچھی طرح جانتا ہے۔

وہاں ملوکیت اپنی ساری خرابیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ زرخرید علماء اور سرکاری خطیب اس کی ہاں میں ہاں ملاتے نہیں تھکتے، خطبہ دینے میں ان کو آزادی نہیں، خطبے کا سرکار سے منظور شدہ ہونا ضروری ہے، یہاں تک کہ ائمہ حرمین بھی خطبے میں آزاد نہیں، جب بھی کسی نے اپنی طرف سے کوئی بات کہہ دی، اور ظالم حکومت کو وہ ناگوار ہوئی تو اس کو چلتا کر دیا گیا، حد ہوگئی کہ شیخ حذیفی نے اپنے خطبے میں روضۂ اطہر پر شیعوں کی بدمعاشیوں اور گستاخیوں پر تنقید کی تو ان کو امامت و خطابت سے محروم کر دیا گیا، شیخ حذیفی کو متعدد موقعوں پر اس مرحلے سے گزرنا پڑا، اسی طرح شیخ شریم نے بھی ایک سے زائد بار حکومت کے موقف کے خلاف حق گوئی کی جرأت کی تو ان پر عتاب نازل

ہوا۔ دسیوں علماء سعودیہ میں ہیں جو حق گوئی کا جذبہ رکھتے ہیں، اور اس کی پاداش میں سخت اذیت میں مبتلا کیے جاتے ہیں، کسی نے احقاقِ حق کے لیے زبان کھولی اور اس کو دور دراز صحرا میں چھوڑ دیا گیا کہ وہ بلک بلک کر مر جائے، یا جیل کی کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا کہ گھٹ گھٹ کر رہ جائے۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے کی رپورٹ ہے کہ پانچ سو سعودی علماء حق گوئی کے جرم میں حوالات میں بند ہیں۔ اب اس تعداد میں کتنا اضافہ ہوا ہے اس کا حساب بھی کسی کے لیے ممکن نہیں، اس لیے کہ ان کو غائب کر دیا گیا اور اس کی تفصیل منظرِ عام پر نہیں لائی گئی۔ شیخ سفر الحوالی سعودیہ کے مشہور حق گو عالم ہیں، سالہا سال سے نظر بند ہیں، ان سے ملنے والے پر بھی نظر رکھی جاتی ہے، ایسے کتنے علماء ہیں جن کے نام سے بھی ہم واقف نہیں!

انتہا یہ کہ مصر و شام کے اپنے مظلوم بھائیوں کی حمایت میں وہ کھل کر بول بھی نہیں سکتے، ابھی پچھلے دنوں شیخ محمد العریفی نے شام کے مظلوم و بے بس مسلمانوں کے بارے میں تقریر کی اور چشم دید حالات بیان کیے تو سامعین آب دیدہ ہو گئے اور مسجد میں کہرام مچ گیا، شیخ مسجد سے نکلے نہیں کہ حکومت کے کارندوں نے شیخ کو دبوچ لیا، اسی طرح شیخ محسن عواجی کو بھی جیل میں ڈال دیا گیا، شیخ سعد الفقیہ اور شیخ مسعری اور کتنے علماء ہیں جو حق گوئی کے جرم میں جلا وطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

اگر ائمۂ حرمین **أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر** کا فرضِ منصبی ادا کریں اور حق گوئی کی جرأت کریں خواہ کچھ بھی ہو، تو دو دن ہی میں سعودیہ میں انقلابِ عظیم برپا ہو جائے، مگر یہ ائمہ عموماً حکومت کی تائید میں رہتے ہیں، اور ان کے حق میں دعائیں کر کر کے اپنی تائید کا اعلان بھی کرتے رہتے ہیں، ابھی دو ہفتے پہلے حرم شریف کے ایک مشہور امام محترم نے مصر کی ظالم و غاصب فوجی حکومت کے خلاف احتجاج کرنے والوں اور منتخب جمہوری حکومت کے صاحب ایمان نمایندے صدر محمد مرسی کی بحالی کا مطالبہ کرنے والوں کو اپنے خطبے میں مفسد اور فتنہ پرور قرار دیا، اور منافقین کے بارے میں نازل شدہ آیت: **وإذا قيل لهم لا تفسدوا فى الأرض قالوا إنما نحن مصلحون، ألا إنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون** (یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، خبردار! یہی ہیں فتنہ فساد کرنے والے، لیکن ان کو اس کا شعور نہیں) کو ان باحمیت غیرت مند اور صاحب ایمان پر امن احتجاجیوں پر منطبق کیا:

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حقیقت یہ ہے جیسا کہ اقبال نے کہا تھا:

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے

دوسری طرف حکومت کے ذمہ دران، باطل کی تائید اور مصر و شام کی غاصب وخائن اور لاکھوں اہل ایمان کی قاتل اور عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کی مجرم حکومتوں کی تائید میں وہ وہ بیانات دے رہے ہیں اور وہ وہ کارستانیاں انجام دے رہے ہیں کہ عقلیں دنگ ہیں، اور ان کے ایمان میں شک ہو رہا ہے، ۲۷ جولائی کو روزے کی حالت میں اور پھر ۱۴/ اگست کو رابعہ عدویہ کے میدان میں غاصب و جابر فوجی حکومت کے ڈکٹیٹروں نے جمہوریت کا تقاضا کرنے والوں اور منتخب جمہوری حکومت کے معزول صدر مرسی کی بحالی کا مطالبہ کرنے والے دو ہزار سے زائد پر امن احتجاجیوں کو حالت نماز میں اور حالت تلاوت میں گولیوں سے بھون کر رکھ دیا اور ان کے خیموں میں آگ لگادی، تو اسلام دشمن مغربی ممالک اور دنیا بھر میں ظلم وجبر کو بڑھاوا دینے والی اور اسلام کے خلاف ہونے والی ہر کوشش کی سرپرستی کرنے والی امریکی حکومت سے بھی نہیں رہا گیا، اور اس نے بھی اعتراض کیا (دکھاوے کے لیے ہی سہی) اس موقع پر انتہائی بے غیرت بے شرم اور ایمانی حمیت سے کوسوں دور سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل نے بیان دیا کہ اگر مغربی ممالک اور امریکہ مصر کی فوجی حکومت کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں، تو ہم مدد کے لیے موجود ہیں اور ہمارے خزانے اس کے لیے کافی ہیں۔

اور شام کی سفاک اور اہل ایمان کی قاتل ملحد حکومت کی تائید میں سعودی سفیر برائے لبنان علی بن عواض السعیر ی نے نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ کہا کہ ہم حزب اللہ کے ساتھ ہیں جو دراصل حزب الشیطان ہے، بلاشبہ وہ شیطانی طاقتوں کا ایجنٹ ہے۔

اور یہ صرف زبانی بیانات ہی نہیں، بلکہ عملاً وہ ایمان سوز اور اسلام دشمن حرکتوں میں آگے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، مصر کی منتخب اسلام پسند جمہوری حکومت کو گرانے میں سعودی حکومت نے مصر کے اباحیت پرستوں، اسرائیل نوازوں، اور ملحدوں کی پچاس ہزار ملین ڈالر سے مدد کی، تاکہ مصر میں پھر اسلام پسند کچلے جائیں اور اباحیت پرستی اور اسرائیل نوازی کا بول بالا ہو۔ اسی طرح شام کی انتہائی خون ریز، معصوموں کا خون چوسنے والی، اور کیمیاوی گیس سے اپنے ہی اسلام پسند باشندوں کو تباہ کرنے والی، ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو مارنے والی، اور لاکھوں انسانوں کو زخمی کرکے ناکارہ بنانے والی اور بیس لاکھ سے زائد بچوں کو بے گھر کرنے والی انسانیت کی مجرم حکومت کا ہاتھ بٹانے اور

اس کے خلاف اٹھنے والی آواز کو دبانے اور بے گناہ انسانوں کو قتل کرنے کے لیے آل سعود کے مجرم حکمرانوں نے ہتھیاروں سے بھری گاڑیاں بھیجیں۔

مجاہدین نے مہینوں کی محنت کے بعد حلب کے ایرپورٹ پر قبضہ حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی، تو انھیں وہاں سعودیہ کا لیبل لگی ہتھیاروں سے بھری کئی فوجی گاڑیاں ملیں، اسی طرح ایران نے شامی حکومت کی مدد کے لیے ہتھیاروں سے بھرے جہاز جدہ کی بندرگاہ کے ذریعے شام بھیجے۔

سعودی حکومت کے ظلم اور جرم کی کوئی حد نہیں، وہ مصر و شام کے ان ظالم حکمرانوں کے خلاف اللہ سے فریاد کرنے کا بھی حق چھینتی ہے، چناں چہ تین چار روز قبل ریاض میں ایک امام وخطیب کو صرف اس بنا پر معزول کر دیا گیا کہ انھوں نے عصر حاضر کے سفاک جنرل عبدالفتاح سیسی کے خلاف دعا کی، اور اسی طرح دمام وغیرہ میں بھی ائمہ کے ساتھ کیا گیا۔ اور یہ **وزارة الشؤون الدينية** کی کارستانی ہے۔

جب وزارۃ الشون الدینیہ کا یہ حال ہے تو دوسری وزارتوں کے ورع وتقوے اور اتباع سنت کا آپ خوب اندازہ کر سکتے ہیں!!

حاجیوں کی خدمت کے خول میں سعودی حکومت کی بدکرداریاں چھپی ہوئی ہیں، لیکن اگر اس کو اس کا غرہ ہے تو وہ اس معاملے میں مشرکین مکہ سے بدتر ہیں، اس لیے کہ مشرکین مکہ اپنے طور پر حاجیوں کی خدمت کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں حاجیوں سے کچھ نہیں لیتے تھے، سعودی حکومت حاجیوں کی خدمت تو کرتی ہے، لیکن ایک ایک خدمت کے بدلے ہزاروں روپے اینٹھتی ہے، حاجیوں کی خدمت منافقانہ اور مجرمانہ کردار اور بدعملیوں کے ساتھ نفع نہیں پہنچا سکتی، ارشاد ربانی ہے:

﴿أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد فى سبيل الله لا يستوون عندالله، والله لايهدي القوم الظالمين﴾ (التوبه:۱۹)

یعنی کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے انتظام کو ان لوگوں کے عمل کے برابر قرار دے رکھا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیے، اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہوں گے، اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

سعودی عرب کے دیندار افراد اور عام سعودی علماء کے سامنے سعودی حکومت کے کسی منفی پہلو کا ذکر کیا جائے تو وہ تاویل کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کے پابند اور اس پر عمل کرنے والے ہیں، جی ہاں! صرف عقائد اور ایک حد تک عبادات میں اور عائلی قوانین میں! مگر جہاں تک معاملات

ہیں، اخلاقیات ہیں، سیاسی و اقتصادی مسائل ہیں، انتظامی امور ہیں، وہ کہاں اور قرآن وحدیث کہاں؟!! گویا قرآن وحدیث میں ان کے بارے میں ہدایات ہی نہیں! تو ان سے کہا جائے گا ﴿أفتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض، فما جزاء من یفعل ذلک منکم إلاخزي في الحیاة الدنیا﴾ (الآیة البقرة: ۸۵) کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصے کے منکر ہوتے ہو، تم میں سے جو ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں اور وہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں گے، اللہ تمھاری حرکتوں سے غافل نہیں ہے۔

بلاشبہ آل سعود کے حکمراں ظالم ہیں، منافق ہیں، حاجیوں کی خدمت کا ڈھونگ رچا رچا کر اور قرآن وحدیث پر عمل کا ڈھنڈورا پیٹ پیٹ کر سادہ لوح مسلمانوں کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں، مگر اب ان کا نفاق کھل چکا ہے، اور خدا کی ستاری کا پردہ پھاڑ پھاڑ کر وہ لوگوں کے سامنے ننگ دھڑنگ آچکے ہیں، اس لیے زیادہ دیر تک وہ باقی نہیں رہ سکتے، قرآن وحدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفاق کے عالم آشکارا ہونے کے بعد سزا کا دور شروع ہو جاتا ہے، چناں چہ اسی پس منظر میں منافقین کی متعدد منافقانہ خصلتوں کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا: ''یا أیها النبي جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم'' (التوبہ: ۷۳) یعنی اے نبی کافروں اور منافقون کے ساتھ جہاد کیجیے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیئے۔

اور متعدد روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر جمعہ کے دن بھرے مجمع میں منافقین کو نام لے لے کر اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے مسجد سے باہر نکالا: قم یا فلان فاخرج فإنک منافق. (اے فلانے اٹھ باہر نکل، تو منافق ہے)

دیکھیے! اب آل سعود کا نفاق پوری طرح کھل چکا ہے، انتظار کیجیے کہ اللہ کا ان کے ساتھ کیا فیصلہ ہوتا ہے!!

فانتظروا إنا معکم منتظرون

فاعتبروا یا أولی الأبصار

مصری فوجی بغاوت کے صہیونی اور امریکی رشتے

محسن فاروقی

پچھلے دس برس میں ساڑھے گیارہ ہزار مصری فوجی افسران نے امریکہ میں تربیت پائی!

3 جولائی 2013ء کو مصری صدر محمد مرسی کے خلاف ''انقلاب'' برپا کیا گیا، یہ واضح ہو گیا ہے کہ اس کے ڈانڈے تل ابیب اور واشنگٹن سے ملتے ہیں، دنیا میں جہاں کہیں فوجی انقلاب برپا ہوا، امریکہ اس کی مذمت کرتا اور اس ملک کی ہر طرح کی امداد بند کر دیتا ہے، مگر اس نے جنرل عبدالفتاح السیسی مصری کی فوجی بغاوت کی تاحال مذمت نہیں کی اور مصر کی فوجی امداد معطل نہیں کی گئی، 1979ء میں مصر کے صدر انور سادات نے کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے تحت اسرائیل کا ناجائز وجود تسلیم کر کے اس سے سفارتی تعلقات استوار کر لئے تھے، اس کے عوض امریکہ مصر کو خطیر امداد دیتا ہے، بلکہ اسرائیل کے بعد واشنگٹن سے سب سے زیادہ فوجی ومالی امداد لینے والا مصر ہی ہے، علاوہ ازیں ہزاروں مصری فوجی افسر امریکی فوجی اکیڈیمیوں میں تربیت پا چکے ہیں، یوں جنرل سیسی بھی پاکستان کے جنرل مشرف کی طرح امریکی تربیت یافتہ ہیں، 1979ء سے اب تک مصر کو امریکہ 68 ارب ڈالر کی امداد دے چکا ہے، صرف 2013ء میں اوباما حکومت نے مصری فوج کو 1.3 ارب ڈالر کی فوجی امداد دی ہے اور 35 کروڑ ڈالر اقتصادی امداد کی مد میں دیئے ہیں، ۸ جولائی کو وائٹ ہاؤس نے ڈھٹائی سے اعلان کیا کہ ''یہ ہمارے مفاد میں نہیں کہ ایسے ضروری علاقائی اتحادی کی امداد فوری طور پر منقطع کر دی جائے۔

''امریکی ومصری افواج کے گہرے روابط کا اندازہ اس سے بھی کیجئے کہ امریکی MIAI ابرامز ٹینک لائسنس کے تحت مصر میں تیار کئے جا رہے ہیں نیز 1980ء سے مصر کو 220 ایف 16 طیارے مل چکے ہیں، امریکی ومصری فوجیں ہر دو سال کے بعد ''برائٹ اسٹار'' کے نام سے مشترکہ مشقیں کرتی ہیں، اگلی جنگی مشقیں اسی ستمبر میں ہونے والی تھیں جو واشنگٹن نے قاہرہ میں ۱۴ اگست کے قتل عام کے بعد منسوخ کی ہیں، جنرل عبدالفتاح سیسی اور مصری آرمی چیف آف اسٹاف صدقی صبحی بالترتیب 2006ء اور 2004ء میں امریکی وار کالج کارلسل (پنسلونیا) میں

ایک ایک سال کی ''برین واشنگ'' یعنی تربیت حاصل کر چکے ہیں، سیسی کا امریکی استاد اسٹیفن جبراس کہتا ہے ''مصر کے دو اعلیٰ ترین فوجی افسران امریکی فوج کے ساتھ تازہ تر روابط رکھتے ہیں۔ وہ (سیسی) بہت سنجیدہ، بہت اسمارٹ اور بہت گرم جوش ہے'' جبراس کے بقول ''سیسی اور صبحی جیسے افسر امریکی کلچر کا حقیقی تجربہ حاصل کرتے ہیں اور امریکی فوج کے طرز فکر کی ان پر گہری چھاپ ہوتی ہے'' علاوہ ازیں 2000ء اور 2009ء کے درمیان 11500 مصری فوجی افسران نے امریکہ میں تربیت پائی ہے، سیسی بغاوت میں امریکی ہاتھ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ 5 اور 7 جولائی کے درمیان امریکی وزیر دفاع چک ہیگل نے سیسی کے ساتھ فون پر کم از کم چار مرتبہ ''طویل اور لطف آمیز گفت وشنید کی''، امریکی آرمی چیف جنرل مارٹن ڈیمپسی کے مصری افسران سے کئی بار رابطے کا بھی انکشاف ہوا ہے۔

امریکی وصہیونی سازش سے برپا ہونے والے اس نام نہاد ''انقلاب'' کے اسباب وہ نہیں جو مغرب کا صہیونیت زدہ میڈیا بیان کرتا ہے بلکہ 52 فیصد اکثریت سے صدارتی انتخاب جیتنے والے محمد المرسی کے صہیونی امریکیوں کی نگاہ میں جرائم حسب ذیل ہیں:

۱۔ صدر مرسی نے گزشتہ سال اقتدار ہاتھ میں لیتے ہی غزہ کی سرحد کھول دی تھی جس پر امریکہ اور ناجائز صہیونی ریاست (اسرائیل) کو سخت اعتراض تھا، کئی سال سے جاری اسرائیلی محاصرے کے باعث غزہ کے مسلمانوں کو زندہ رہنے کیلئے بسا اوقات بلیاں کھانا پڑی تھیں اور بے شمار بچے دودھ خوراک اور ادویہ کی نایابی کے باعث جان بحق ہو گئے تھے، اب 3 جولائی کو جنرل سیسی کی فوجی حکومت نے برسراقتدار آنے کے چند گھنٹوں کے بعد غزہ کی سرحد دوبارہ بند کر دی ہے، یاد رہے غزہ کی پٹی کے شمال ومشرق میں اسرائیل اور مغرب میں بحیرہ روم ہے (جہاں اسرائیلی بحری ناکہ بندی ہے) اور صرف جنوب میں رفح کے مقام پر مصر سے سرحد ملتی ہے۔

۲۔ محمد مرسی نے اسرائیل کو سستی گیس کی فراہمی کے بجائے رائج قیمت وصول کرنی شروع کر دی تھی جبکہ مرسی سے پہلے مصریوں کو وہی گیس چار گنا قیمت پر ملتی تھی۔

۳۔ محمد مرسی نے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا ''اگرچہ ہم تمام عالمی معاہدوں کے پابند ہیں لیکن ہم ان کا جائزہ لیں گے، اگر وہ ہمارے قومی مفاد سے متصادم ہوئے تو انہیں ختم کر دیں گے'' یہ اعلان واشنگٹن اور تل ابیب کیلئے خطرے کی گھنٹی تھا۔

۴۔ محمد مرسی نے ریفرنڈم کے ذریعے توہین رسالت کی سزا مقرر کر دی تھی، نیز انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا ''جو میرے آقا محمد ﷺ کی عزت واحترام کرے گا وہ ہمارے لئے احترام کے لائق ہے اور جو گستاخی کرے گا اس کا احترام نہیں کیا جائے گا''۔

۵۔ یہودیوں کے تعاون سے امریکہ میں بننے والی توہین رسالت پر مبنی فلم کا ماسٹر مائنڈ قبطی عیسائی ''فکری عبدالمسیح زقلمہ عرف عصمت زقلمہ'' تھا، ایک مصری عدالت نے اسے اس کے چھ ساتھیوں سمیت سزائے موت سنا دی تھی، مصری جریدے ''المصریون'' کے مطابق محمد مرسی کی معزولی کے بعد قبطی گرجوں میں خوشی کی محفلیں منعقد ہوئیں، جبکہ مذکورہ مسیحیوں کی سزا یابی پر قبطی عیسائیوں اور صہیونی میڈیا نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔

یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ جنرل عبدالفتاح سیسی نے محمد مرسی کو غیر قانونی طور پر برطرف کرنے سے پہلے البرادعی اور قبطی پوپ کو اعتماد میں لیا تھا، چنانچہ جب یہ باغی جرنیل قوم سے خطاب کر رہا تھا، تو اس کے دائیں بائیں الدستور پارٹی کا سربراہ ڈاکٹر محمد البرادعی اور قبطی پوپ کھڑے تھے، یہ البرادعی وہی ذات شریف ہے جو بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کا سربراہ رہا اور اس نے عراق میں ایٹمی اور کیمیائی ہتھیار ہونے کا جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے امریکہ کو عراق پر حملے کا جواز فراہم کیا تھا، محمد مرسی نے شام کی ظالم حکومت کے خلاف بھی جہاد کا اعلان کیا تھا، جس پر مصری فوج کے ترجمان نے کہا تھا ''ہم مصر میں کسی بھی صورت میں جہادیوں کی نئی نسل کے پیدا ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔'' عبوری حکومت میں جسٹس عدلی منصور کو صدر مملکت بنایا گیا ہے جو بظاہر عیسائی مگر در اصل سبتی یہودی ہے، اس کا تعلق Seventh Day Adventists سے ہے، یہ فرقہ یہود کی طرح سبت (ہفتہ) کے دن کی عبادت کا قائل ہے، اگرچہ وہ مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان کر ان کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں، انیسویں صدی کے وسط میں اس فرقے نے امریکہ میں جنم لیا تھا اور ان کے بڑے پادری نے آمد مسیح (Advent) کی تاریخ بھی دی تھی جو غلط نکلی تھی۔

صدر مرسی کے مشیر فتح شہاب نے اس سال یہودی ''ہولوکاسٹ'' کو ''ڈراما'' صدی کا سب سے بڑا جھوٹ'' قرار دیا تھا، جس پر صہیونی میڈیا میں بھونچال سا آ گیا تھا، حالیہ انقلاب کے بعد اسرائیلی میڈیا کہنے لگا تھا کہ اب اسرائیل مصر کی فوج پر انحصار کرے گا کہ وہ سیناء کے اسلامی عسکریت پسندوں کو کچلے، کیونکہ یہ اسرائیل کی سلامتی کیلئے ضروری ہے، اسرائیلی اور مصری انٹیلی

جنسوں میں تعاون بھی ایک کھلی حقیقت ہے، چنانچہ صدر مرسی کی معزولی کے فوراً بعد اسرائیلی انٹیلی جنس افسر فوری طور پر قاہرہ روانہ ہوگئے تھے، جہاں انہوں نے عسکری قیادت سے اہم ملاقاتیں کیں، نیویارک ٹائمز کے بقول ''جنرل سیسی پچھلے کئی ماہ سے موساد اور سی آئی اے سے خفیہ رابطے میں تھا اور اسرائیل سے گرین سگنل ملنے ہی پر اس نے بغاوت کی ہے'' چنانچہ صہیونی سفیر زوری مازل نے کہا ہے کہ ''اخوانیوں کی حکومت گرائے جانے پر ہمیں خوشی ہونی چاہئے''۔ ادھر عبرانی یونیورسٹی (یروشلم) کا پروفیسر ایلی پوڈہ کہتا ہے ''اسرائیل کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ مصری سیکوریٹی اور انٹیلیجنس کے اداروں میں سیکولر سوچ کے حامل افسروں کا غلبہ رہے کیونکہ ایسے افسروں کو اسلامی انتہا پسندوں کے خلاف استعمال کرنے میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی''۔

☆☆☆☆

فوجی بغاوت میں صہیونیت اور قبطیوں کا کردار

ترجمانی: مولانا قیصر حسین ندوی

محمد مرسی اور ان کے حامیوں کی صرف ایک سال حکومت رہی، سخت ترین مصیبتوں، دشواریوں اور شدید مخالفتوں ورکاوٹوں کے باوجود نہایت احتیاط سے سیاسی اور مالی فسادات کے گھرے اور ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں مصر کی نیّا کو سنبھال کر لے جانے کی انتھک کوشش کی، ملک اور بیرون ملک اعتبار و وقار قائم کیا، ترکی ان کے ساتھ تھا، اسی لئے اس انقلاب سے سب سے زیادہ صدمہ اس کو پہنچا، اخوانیوں کو تو اس وجہ سے صدمہ پہنچا کہ جمہوری اور قانونی طور سے صدیوں کی جانفشانیوں اور قربانیوں کے بعد قائم حکومت پر شیطانوں نے قبضہ کرلیا اور پوری دنیا تماشہ دیکھتی رہی، اس صدمہ کو انہوں نے بڑے ہی صبر وتحمل سے لیا اور کہا کہ ہم حق پر ہیں اسی پر قائم رہیں گے۔

مصر میں انتشار وانقلاب سے سب سے زیادہ خوشی اسرائیلیوں اور عیسائیوں کو ہوئی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس انقلاب میں بڑا نمایاں رول ارتھوڈوکسی کنبہ کا رہا ہے، بعض سیاسی تجزیہ نگار مثلاً معتز عبدالفتاح کا اندازہ ہے کہ مرسی کے خلاف مظاہرہ میں ۵۰٪ عیسائیوں نے حصہ لیا ہے، صہیونی سراغ رسانی کے سابق صدر عاموس یادلین نے عبرانی ریڈیو اسٹیشن سے کہا ہے کہ مرسی کی حکومت کا خاتمہ ہماری مستقبل کی ساری دشواریوں اور پریشانیوں کا خاتمہ کردیگا، صہیونی ٹیلیویژن کے دسویں چینل کے رپورٹر نے واشنگٹن میں کہا کہ امریکا اسرائیل کی اس پریشانی و بے چینی میں برابر کا شریک ہے کہ اسلامی حکومت کی مصری مخالفت کہیں ناکام نہ ہوجائے۔

ایک ویڈیو کیسٹ مصر کے صہیونی وجود کے سابق سفیر ''شیمون شامیر'' کی تصویر اور آواز کیساتھ دستیاب ہوئی ہے جس میں انہوں نے اپنی بات کے دوران یہ بھی کہا ہے کہ مصر کی موجودہ قیادت اسرائیل کے سروں پر منڈلاتا ہوا خطرہ ہے، مزید انہوں نے یہ کہا کہ جج حضرات مرسی کو نہیں چاہتے ہیں، وہ ان کیلئے اپنے امکان بھر دشواریاں پیدا کریں گے، اسکی وجہ یہ ہے کہ ان ججوں کی اکثریت وہ ہے جو حسنی مبارک کے عہد حکومت میں اپنے عہدوں پر فائز رہے ہیں اور انہیں کے ساختہ پرداختہ ہیں، دوسرے یہ کہ اسرائیل کے اہم وزراء اور وزراء خارجہ اور دوسرے اہم لوگوں کا حسنی مبارک سے دائمی تعلق تھا، جبکہ مرسی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے، نیز اسرائیلی

سفارتخانہ مصر میں اپنی سابق جگہ سے ہٹایا جاچکا ہے، وہ اپنے لئے نئی جگہ ڈھونڈھ رہا ہے لیکن ابھی کامیابی نہیں ملی ہے۔

صہیونی فوجی معلومات رکھنے والے بورڈ کے صدر ''افیف کوخاف'' نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ عربی خطہ کا اختلاف وانتشار اور بدامنی ہمارے مفاد میں ہے، خاص کر اس لئے بھی کہ یہ اسلامی نہیں ہے، اس کا برابر زبردست تعاون کیا جائیگا تا کہ یہ کبھی ختم نہ ہو، بلکہ ہمیشہ جاری وساری اور تازہ دم رہے۔ انہوں نے ''ہرتسلیا'' کے معلوماتی جائزہ کانفرنس میں کہا کہ مشرق اوسط میں تبدیلی لانا عظیم بھی ہے اور عمیق بھی ہے او اسرائیل کے امن وامان والی صورت حال پر اس کے بنیادی اثرات ہیں۔

نئے پوپ ''تواضروس''، جنکی متعدد مواقع پر صدر مرسی اور اخوانیوں کیساتھ معاندانہ بیانات کی جھڑپیں ہوئی ہیں، حالانکہ پوپ کی کرسی پر براجمان ہوئے ابھی تھوڑی مدت گذری ہے، انہوں نے ''تمرد'' کی تائید میں صدر مرسی کے خلاف واضح بیانات دیئے ہیں اور مصری فوج کو دوشنبہ ۱/۷/۲۰۱۳م کوٹویٹر پر اپنے بیانات کے بعد یہ کہتے ہوئے مبارکباد دی ہے کہ کتنی انوکھی ہے مصری فوج جو ''تمرد'' کے نظریہ سے اپنے چھینے ہوئے انقلاب کو نہایت ترقی یافتہ اسلوب سے لوٹا رہی ہے اس کے نوجوان عظیم قربانی پیش کررہے ہیں، میں تمام اہالیان مصر کیلئے دعا کررہا ہوں، انہوں نے ایک دوسرے موقع پر ٹویٹر سے مصری فوج، قوم اور نوجوانوں کو تعظیم وتکریم کا سلام پیش کیا ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ مصر میں عیسائیوں کی غیر معمولی تعداد مرسی اور اخوانیوں کے خلاف انقلاب کو کامیاب کرنے اور تحریک ''تمرد'' کی مالی امداد کیلئے موجود ہے، نیز مصر کے تمام لادین عناصر مرسی کے خلاف سرگرم عمل ہیں اور اپنے دروازوں کو ان کے عدم اعتماد کی دستخط جمع کرنے کیلئے واکئے ہوئے ہیں، یہ گرجا گھروں کی سیاسی امور میں صریح دخل اندازی ہے، حالانکہ پوپ ثانی ''تواضروس'' نے اپنے منصب پر پوپ کی حیثیت سے فائز ہوتے وقت اعلان کیا تھا کہ وہ سیاست سے دور رہیں گے اور گرجا گھروں کو سیاسی کشمکش سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی، پادریوں اور راہبوں کی تصویریں شائع کی گئی ہیں جن میں وہ صدر مرسی کے عدم اعتماد کی تحریک ''تمرد'' کے فارموں پر دستخط کررہے ہیں، عدم اعتماد کی تحریک ''تمرد'' کے فارموں پر دستخط کرنیوالوں میں سب سے بڑی تعداد عیسائیوں ہی کی ہے۔ ☆☆☆☆

سعودی امیر خالد بن فرحان کا اعلان حق

ترجمانی: عماد اللہ

امیر خالد بن فرحان بن عبدالعزیز بن سعود الفرحان آل سعود نے شاہی خاندان سے علاحدگی اختیار کرلی ہے، انہوں نے اس علاحدگی کے اسباب کو خود ہی تفصیل سے بیان کرتے ہوئے ملک کے اندر جاری اصلاحی مشن کیلئے اپنے تعاون وامداد کا اعلان کیا ہے، انہوں نے ان خاموش امراء کو جوان کی رائے سے موافقت رکھتے ہیں بتلایا ہے کہ وہ اپنے موقف کا اظہار کریں اور خاموشی کے پردے کو چاک کردیں اور خدا کی رضا جوئی اور حب الوطنی کی خاطر مشقتیں برداشت کرنے کیلئے تیار ہوجائیں۔

یاد رہے کہ امیر مذکور نے اقتدار کا سکہ جمانے والوں کے ساتھ اپنے تلخ ذاتی وعائلی تجربات کا اظہار کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ان تجربات کی وجہ سے مجھے ایسا لگنے لگا کہ میں ظلم وستم کا کڑوا گھونٹ پی رہا ہوں اور میرے اندر دیگر ہم وطن بھائیوں کی طرح احساس بیدار ہوا کہ کاش میں ان میں کا ایک فرد ہوتا!

انہوں نے درج ذیل بیان جاری کیا ہے:

(۱) میں فخریہ سعودی برسراقتدار شاہی خاندان سے علیحدگی کا اعلان کرتا ہوں، کیونکہ اس کی حکومت میں نہ تو اللہ کی شریعت کا پاس ولحاظ رکھا جاتا ہے اور نہ ہی ملکی وضع کردہ نظام کا، یہاں کے عوام پر شاہی خاندان کے ذاتی فیصلوں اور ان کی نفسانی خواہشات کی حکمرانی ہے۔

(۲) جن کے ہاتھوں میں حکومت کی باگ ڈور ہے، ان کی یہ خام خیالی ہے کہ ملک کی اراضی اور باشندگان پر ان کی اجارہ داری ہے۔

(۳) جو اقتدار کے مالک ہیں انہوں نے اصلاح کی ان تمام باتوں کو ٹھکرادیا جو یہاں کے عوام نے پیش کئے اور ان کے ساتھ سختی وتشدد سے پیش آئے اور اصلاح کے وہ تمام مطالبات بھی ٹھکرادئے جو خود شاہی خاندان کے بعض افراد نے پیش کئے اور ان کے ساتھ بھی سخت رویہ اختیار کیا گیا۔

(۴) ہم اپنے ملک کے اندر جن مشکلات ومصائب سے دوچار ہیں وہ عارضی ومعمولی مسائل نہیں ہیں، یہ ایسے مسائل نہیں ہیں جن کا تعلق بے روزگاری کے بڑھتے دائرے سے ہو،

سرکاری ملازمتوں کی کمی یا فضول خرچیوں سے ہو، بلکہ یہ وہ سنگین مسائل ہیں جن کا تعلق سیاسی ومعاشی بدعنوانی سے ہے، انتظامیہ اور پولیس کے استحصالی رویہ سے ہے، عدالت اور قانون ساز اداروں کے مظالم سے ہے، جس کے نتیجہ میں عوام کے جذبات کو دبایا جارہا ہے، گزشتہ تجربات نے یہ ثابت کردیا کہ اس مسئلہ کا حل اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ مکمل طور پر ملک کے اندر تبدیلی رونما ہو۔

(۵) جن کے ہاتھوں میں اقتدار کی باگ وڈور ہے، وہ ملک کے اندر رونما ہونے والے بڑے بڑے حادثات اور مظلوم عوام کی آہ وفغاں سے بھی تجاہل عارفانہ برتتے ہیں، وہ عیش پرستی اور فخر وتکبر سے یہاں کے عوام کے جذبات کا استحصال کرتے ہیں، وہ صرف اور صرف اپنے ذاتی مفاد کیلئے کام کرتے، نہ تو ملک کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور نہ عوام کے مفاد کو، حتی کہ قومی امن وسلامتی تک کی بھی پروانہیں کرتے ہیں۔

(۶) اصلاح کے علمبردار حضرات جو سیاسی، معاشی، عدالتی اور معاشرتی صورت حال پر نکتہ چینی کرتے ہیں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔

(۷) میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شاہی خاندان کے لوگوں کی نگاہوں کو فخر وتکبر نے اندھا کردیا ہے، چنانچہ نہ تو وہ نصیحتوں کو قبول کرنیکی صلاحیت رکھتے ہیں اور نہ اصلاحی خطوط سے ان کے دل پسیجتے ہیں اور نہ اصلاحی خطابات ان پر کچھ اثر ڈالتے ہیں۔

میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں ان تمام بامقصد اصلاحی کوششوں کی حمایت میں ہوں جو وطن اور باشندگان وطن کی مفادات کے لئے ہورہی ہیں، خاص طور سے اصلاح کی اس دعوت کی پرزور حمایت کرتا ہوں جو شیخ سعد الفقیہ کی سرکردگی میں سرگرم عمل ہے۔

میں اخیر میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں اور اصلاح کے تمام علمبرداروں کو ان کے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور ہمارے ملک کو ظلم وستم، شر وفساد اور استبداد کے چنگل سے نجات عطا فرمائے!

☆☆☆

اخوان کے گرفتار رہنماؤں کے قتل کا منصوبہ

مرشد عام سمیت دیگر قائدین کو جیل میں زھر دینے کا پلان

سازش میں موساد بھی شریک ھے

علی ہلال

معروف الجزائری عرب جریدہ الشروق نے اپنی تازہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ مصری انٹیلی جنس نے اخوان المسلمون کے مرشد عام محمد بدیع سمیت دیگر سرکردہ قائدین کو جیل میں زہر دے کر قتل کرنے کی منصوبہ بندی کرلی ہے، اس سازش میں اسے اسرائیلی سیکرٹ سروس موساد کی بھرپور معاونت حاصل ہے، مرشد عام محمد بدیع کا جیل میں پڑنے والا دل کا دورہ بھی اسی سازش کی ایک کڑی ہے، واضح رہے کہ اس سے قبل معزول صدر محمد مرسی کو بھی زہر خورانی کے ذریعے قتل کرنے کی سازش کا انکشاف ہوا تھا، جسے اخوان المسلمون کی قیادت نے عوامی دباؤ کے ذریعے ناکام بنادیا تھا، اخوان المسلمون کے زیر حراست قائدین کو جیل میں ایسا زہر کھلانے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے جو دل کے دورے کا موجب بنتا ہے، دوسری جانب لبنان سے تعلق رکھنے والی ایک معروف ماہر نجوم خاتون نے بھی اخوان المسلمون کے قائدین کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہونے کی پیش گوئی کی ہے، عرب جریدہ کی رپورٹ کے مطابق متحدہ عرب امارات کی خفیہ ایجنسی میں اہم منصب پر فائز خلیجی ممالک کی حکومتوں کے انتہائی اہم اور حساس رازوں کو وقتا فوقتا فاش کرنے والے مجتہد طامح نامی شخص نے انکشاف کیا ہے کہ مصر میں اخوان المسلمون کے زیر حراست قائدین کو سخت خطرات لاحق ہیں، اس حوالے سے اخوان المسلمون کے مرشد عام محمد بدیع کو جیل میں پڑنے والا دل کا دورہ طبعی نہیں تھا، بلکہ یہ انہیں مصری انٹیلی جنس کی ہدایت پر جیل انتظامیہ کی جانب سے دی جانے والی زہر آلود ادویات کے سبب پڑا تھا، رپورٹ کے مطابق محمد بدیع کو اس سے قبل کبھی عارضہ قلب کی شکایت نہیں رہی، الشروق کے مطابق ہفتہ کے روز مصر کے ذرائع ابلاغ نے طورہ جیل میں قید اخوان کے مرشد عام محمد بدیع کے دل کے دورے کے نتیجے میں انتقال کی خبریں نشر کی تھیں، جس کے باعث پوری دنیا میں اخوان المسلمون کے کارکنوں اور محمد بدیع کے اہل خانہ پر سوگ کی کیفیت طاری ہوگئی تھی، تاہم عبوری

حکومت کی جانب سے جلد ہی اس کی تردید کردی گئی، مصر کے سیکورٹی حکام نے محمد بدیع کو جیل میں ہارٹ اٹیک کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ دورے کی وجہ ستر سالہ رہنما پر نفسیاتی دباؤ ہے، سرکاری ڈاکٹروں کی ٹیم نے ان کا چیک اپ کیا ہے، لیکن اس حوالے سے تفصیلات ظاہر نہیں کی ہیں، الشروق کے مطابق جیل میں جانے کے بعد دو ہفتے کے دوران اخوان المسلمون کے قائدین میں محمد بدیع وہ پہلے رہنما ہیں جنہیں اس سازش کا نشانہ بنایا گیا ہے، واضح رہے کہ دل کے دورے سے ایک ہفتہ قبل جیل کے اہلکاروں کے ہاتھوں جسمانی تشدد کے نتیجے میں محمد بدیع کا جبڑا بھی ٹوٹ چکا ہے، عرب جریدے کا ذرائع کے حوالے سے کہنا ہے کہ مرسی کی معزولی کے بعد قاہرہ میں مصر اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا تھا، جس میں موساد کے علاوہ متحدہ عرب امارات کے پولیس چیف ضاحی خلفان بھی شامل تھے، اس اجلاس میں اخوان المسلمون کے قائدین کو زہر سے قتل کرنے کی سازش طے ہوئی تھی، جس میں مصری انٹیلی جنس کو اہم کردار سونپا جا چکا ہے، اس میٹنگ میں موساد کے افسران نے زہر تیار کرنے کا ایک ماہر کیمسٹ فراہم کرنے کا یقین دلایا تھا، محمد طامح کا کہنا ہے کہ موساد کے پاس ایک ایسا ڈیتھ اسکواڈ ہے جو کئی عرب رہنماؤں کو زہر دے کر قتل کر چکا ہے، حماس کے رہنما خالد مشعل بھی 1997ء میں اردن میں اسی اسکواڈ کا نشانہ بنے تھے، تاہم بروقت طبی امداد کے سبب ان کی زندگی بچالی گئی تھی، لبنانی ویب سائٹ عرب نیوز نے لکھا ہے کہ لبنان سے تعلق رکھنے والی مشہور ماہر نجوم خاتون لیلی عبداللطیف نے اخوان المسلمون کے معزول صدر محمد مرسی اور دیگر قائدین کی جانوں کو لاحق خطرات کے بارے میں پیش گوئی کی ہے، لیلی کا کہنا ہے کہ انہیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے، واضح رہے کہ خلیجی ممالک کے حوالے سے کی جانے والی لیلی اللطیف کی متعدد پیش گوئیوں کے بعد مصری صورتحال سے متعلق اس کی رائے کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، دوسری جانب مصری ویب وسائٹ ''المحیط'' کے مطابق محمد بدیع پر دل کے دورہ کی اطلاع کے بعد ہفتہ کے روز ان کے اہل خانہ نے جیل میں ان سے ملنے کی کوشش کی، لیکن جیل انتظامیہ نے انہیں ملنے نہیں دیا، تاہم اتوار کے روز انہیں بڑی تگ ودو کے بعد کچھ دیر کے لئے محمد بدیع سے ملاقات کا موقع دیا گیا، ملاقات کے بعد محمد بدیع کے اہل خانہ نے ذرائع ابلاغ سے بات چیت میں بتایا کہ ستر سالہ رہنما کو ایک تنگ وتاریک کوٹھری میں رکھا گیا ہے، جیل کے افسران ان پر بہیمانہ تشدد بھی

کرتے رہے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے جسم پر زخم نمایاں نظر آتے ہیں، زیر حراست مرشد عام سے ان کی عینک بھی چھین لی گئی ہے، تاکہ ٹھیک طرح سے دیکھ بھی نہ پائیں کہ ان کو کس قسم کی ادویات اور خوراک مہیا کی جا رہی ہے، المحیط کے مطابق محمد بدیع کے اہل خانہ نے ان کی زندگی کو لاحق خطرات کے حوالے سے سخت تشویش کا اظہار کیا ہے، العربیہ کے مطابق اخوان المسلمون کے ترجمان جہاد الحداد کا کہنا ہے کہ مصری جیلوں میں اخوان المسلمون کے قائدین کو انتہائی سخت نامناسب حالات میں رکھا گیا ہے، حالانکہ اخوان المسلمون کے دور حکومت میں حسنی مبارک کے لئے طورہ جیل میں خصوصی بیرک پر 6 لاکھ مصری پاونڈ سے زائد رقم خرچ کی گئی تھی، تاکہ سابق صدر کی صحت کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو، الجزیرہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مصری انٹیلی جنس کی جانب سے اخوان المسلمون کے قائد کو جیل میں زہر کے علاوہ فائرنگ سے بھی قتل کیا جا سکتا ہے، الجزیرہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مصری انٹیلی جنس کو اپنے مخالفین کو جیل میں قتل کرنے کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔

(روزنامہ امت کراچی)

مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی جانب سے

مولانا ارشد مدنی صاحب کے نام ایک کھلا خط

مکرم و محترم مولانا ارشد مدنی صاحب دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں۔

آپ کا بیان اشتہار کے طور پر مختلف اخبارات میں کچھ دن پہلے شائع ہوا، جس میں آپ نے شاہ عبداللہ کی پالیسیوں کی صفائی جمعیۃ العلماء کی طرف سے پیش کرنے کی کوشش فرمائی ہے، اور آپ نے دارالعلوم اور اس سے وابستہ بے شمار اداروں کا بھی یہی موقف بتایا ہے، میرے آپ سے کچھ سوالات ہیں، براہِ کرم بذریعۂ اخبار ہی ان کا جواب عنایت فرمائیں۔

ا۔ آپ کے والد محترم حضرت مدنی علیہ الرحمہ جن مغربی بیرونی طاقتوں سے - جن میں سرِ فہرست اس وقت "ہندستان میں برطانیہ کے انگریز تھے" کہیں فرانسیسی تھے، کہیں اطالوی، کہیں روسی- عمر بھر لڑتے رہے، اور جلاوطنی اور جیلوں کی سختیاں جھیلتے رہے، آج سعودی حکومت انہیں کی گود میں بیٹھی ہوئی، جزیرۃ العرب میں بالخصوص اور پورے عالم اسلامی میں بالعموم انہیں کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے، تیل کی کمپنیاں ہوں یا سیکوریٹی کا یا مخابراتی نظام، وہ انہیں کی نگرانی میں چل رہا ہے، کیا کبھی اس پر غور کرنے کا جناب کو موقع ملا؟

۲۔ سعودی حکومت نے امریکہ کا مکمل طور پر ساتھ دیتے ہوئے، افغانستان کے دس لاکھ، اور عراق کے بھی تقریبا دس لاکھ انسانوں کے قتل عام میں سرزمینِ حجاز کے اڈے انہیں فراہم کرتے ہوئے حصہ لیا، کیا آپ کو اسکی تفصیلات معلوم ہیں؟

۳۔ سعودی حکومت میں چلنے والے ادارے اور معروف دینی شخصیات آپ کے تمام بزرگوں کو مبتدع اور گمراہ سمجھتے ہیں، سارے صوفیاء ان کے نزدیک قادیانیوں سے زیادہ گمراہ ہیں، سارے اشعری اور ماتریدی علماء ان کے نزدیک مبتدع اور ضال ہیں، سارے حنفی علماء ان کے نزدیک صحیح مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں، ان کی یونیورسٹیوں بالخصوص جامعہ اسلامیہ - مدینہ منورہ میں M.A اور P.H.D کے مقالات میں مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا حسین احمد مدنی کو گمراہ، مبتدع اور مشرک تک قرار دیا گیا ہے، "دیوبندیت" کو قادیانیت کی

طرح ایک فرقہ کے طور پر پیش کیا گیا، وہاں کے استاد ربیع مدخلی آپ کے تمام علماء، تبلیغی جماعت، اور دیوبندی حضرات کو کافر قرار دیتے ہیں، سعودی حکومت اور اس کے سرکاری علماء ان کی سرپرستی کرتے ہیں، مقالات کی منظوری دیتے ہیں- حرمین کے اندر آپ کے بزرگوں کے خلاف تقریریں ہوتی ہیں، کوئی حنفی عالم، امامِ حرم تو کیا، کسی مدرسہ میں عقیدہ کا استاد بھی نہیں ہوسکتا، اس سب کے خلاف کھل کر کبھی آپ نے موقف اختیار کیا؟ کبھی آپ نے شئون اسلامیہ کے وزیر، اور مفتیٔ عام سے ان موضوعات پر باتیں کیں؟ کبھی جامعہ اسلامیہ، یا جامعہ ام القریٰ، یا جامعہ محمد بن سعود کے ہال میں آپ کو تقریر کرنے کا موقعہ ملا؟ کیا ان کے یہ عقائد ونظریات آپ کے نزدیک صحیح ہیں؟

۴۔ حرمین شریفین کی مادی خدمت اصل ہے یا معنوی اور دینی؟ کیا آنے والے لاکھوں انسانوں کو نمازوں کے بعد یا اس سے پہلے سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ضروری دینی ہدایات دی جاتی ہیں؟ جب کہ آنے والوں کے ذریعہ بہت سی بے اصولیاں ہوتی ہیں؟ کیا عورتوں اور مردوں کے بے محابا اختلاط سے بچا نہیں جاسکتا؟ کیا حرمین کے اردگرد ہوٹلوں کی قطاریں یہودی اور غیر مسلم کمپنیوں کی نہیں ہیں؟ کیا ان میں ٹی وی چینلوں پر ہر طرح کی گندی اور فحش فلمیں نہیں آرہی ہیں؟ کیا ان پر قابو نہیں پایا جاسکتا؟ پھر کیا بات ہے کہ سعودی حکومت پر تنقید کسی چینل یا اخبار میں نہیں آتی؟ لیکن اہلِ علم اور دینی جماعتوں پر تنقیدیں ہوتی رہتی ہیں۔

۵۔ کیا سعودی حکومت کے تحت حرم کی سرزمین پر- یعنی جزیرۃ العرب میں- سودی بینکوں، کمپنیوں، اور آزاد اور مخلوط سوپر مارکیٹس کا جال نہیں بچھا ہوا ہے؟ کیا نبی ﷺ کی بعثت کے مقاصد کے خلاف یہ جرم عظیم نہیں ہے؟

۶۔ کیا نبی ﷺ نے یہ وصیت نہیں فرمائی تھی ""أخرجوا اليهود والنصارىٰ من جزيرة العرب"" کیا اس پر عمل ہو رہا ہے؟ یا جزیرۃ العرب امریکہ کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

۷۔ کیا شاہ عبداللہ کے نام سے جدہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں جو مخلوط اور سیکولر یونیورسٹی بنائی گئی ہے- جس سے وہاں کے علمائے حق ناراض ہیں، اور بہت سے حضرات اس پر سخت تنقید کر چکے ہیں- جناب والا نے دیکھی ہے؟ کیا پورے ملک میں جو دیگر سیکولر یونیورسٹیاں ہیں، ان کی تفصیلی زیارت کا جناب والا کو موقعہ ملا ہے؟

۸۔ کیا وزارت حج اور وزارت شئون اسلامیہ کے علاوہ کسی بھی وزارت کا اسلام اور

شریعت سے کوئی تعلق ہے؟ کیا مالیات، معاشیات، کھیل کود، سیاحت، خارجہ، داخلہ، دفاع، اور لیبر سے متعلق وزارتیں کتاب وسنت کے مطابق ہیں؟

۹۔ کیا مصر کی اسلامی جماعت کی اسلامی مقاصد والی حکومت کو برخاست کروا کر، اور اس کے لئے ارب ہا ارب دولت صرف کر کے، ایک صہیونی اور صلیبی اسرائیل نواز اور اسلام دشمن حکومت قائم کروانا آپ کے نزدیک جرم نہیں ہے؟ اگر اس کے بارے میں آپ کو معلومات مکمل طور پر نہیں ہیں، تو کیا آپ نے سعودی مملکت کے ۵۶ علماء کے دستخط سے جاری ہونے والے بیان کا مطالعہ کیا؟ کیا شیخ سلمان عودہ کے شاہ عبداللہ کے نام کھلے خط کو پڑھنے کا آپ کو موقعہ ملا؟ کیا جناب والا نے شیخ محمد العریفی کے بیانات نہیں سنے، شیخ سفر الحوالی، شیخ عائض القرنی کے بیانات نظر سے گذرے؟ کیا مسجد نبوی میں خطاب فرمانے والے شیخ سحیبانی کا خطاب جناب نے نہیں سنا، کیا شیخ سعود الشریم سے اس موضوع پر تبادلۂ خیال کا موقعہ نہیں ملا؟ براہ کرم اگر اس کا موقعہ نہ آیا ہو تو کسی شاگرد سے فرمادیں کہ وہ آپ کی خدمت میں ان حضرات کے بیانات پیش کردے، یہ سعودی مملکت میں رہنے والے سب سے زیادہ مقبول، معروف اور مؤثر علماء اور فضلاء ہیں، ان کی جرأت اور صداقت اس وجہ سے ہے کہ وہ سرکاری اور درباری مولوی نہیں ہیں؟

۱۰۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سرزمینِ شام میں ڈھائی سال سے جاری حکومت کے قہر اور اپنے عوام کے قتلِ عام کی کارروائیوں میں بدترین دشمن اسلام، بدعقیدہ نصیری، بشار الاسد نے وہاں کے دو لاکھ مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے، اور دسیوں لاکھ کو بے گھر کیا ہے، پانچ لاکھ پناہ گزین سرکاری طور پر ترکی میں ہیں، جن پر طیب اردغان کی حکومت خرچ کر رہی ہے، بڑی تعداد میں پناہ گزین لبنان میں ہیں، اردن میں ہیں، عراق میں ہیں، لیکن مجرم سعودی حکومت نے جزیرۃ العرب کے بارڈر ان مظلوموں، عورتوں، بوڑھوں، اور بچوں کیلئے بند کر رکھے ہیں، ان کے حق میں چندہ کی عوامی مہم پر پابندی لگا رکھی ہے، اور حکومت خفیہ طور پر بشار کی مدد بھی کر رہی ہے، اور ان مخالف گروپس کی مدد کر رہی ہے جو سیکولر اور لادینی ہیں، یہی حکومت ہے جس نے تیونس کے بدکردار، مجرم، اسلام دشمن حاکم بن علی کو اپنی شاہی ضیافت سے نوازا، یمن کے علی عبداللہ صالح اور یمن کے حوثیوں (اثنا عشری شیعوں) کو یہی نام نہاد اسلامی حکومت تقویت پہنچا رہی ہے!! اگر اس میں کچھ شک ہو تو شیخ عبدالمجید زندانی یا کسی بھی غیر جانب دار یمنی عالم سے معلوم کر سکتے ہیں، براہِ کرم یمنی اور شامی علماء سے رابطہ فرمالیں۔

۱۱۔ ہندستان میں جن بے گناہ نوجوانوں کو جھوٹے الزامات عائد کر کے ہزاروں کی تعداد میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے گرفتار کر رکھا ہے، اور آپ اس سلسلے میں قابلِ قدر جدوجہد فرما رہے ہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ ان سے زیادہ تعداد میں سعودی حکومت نے بے گناہوں کو جیلوں میں ڈال رکھا ہے، جن میں معروف علماء بھی ہیں، ان کا جرم صرف اصلاحات کا مطالبہ اور اسلامی تحریکات سے تعلق ہے؟!

۱۲۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ سعودی حکومت، آل سعود کی جائداد کے طور پر چل رہی ہے، جن کی تعداد تقریباً سات ہزار ہے، ارب ہا ارب کی دولت کے وہ غیر شرعی طور پر مالک ہیں، اور لاکھوں، کروڑوں ملین امریکہ، برطانیہ اور دیگر یوروپین ملکوں میں جمع شدہ ہیں، ان کی جو رقمیں عیاشیوں اور بے محابا فضول خرچیوں پر صرف ہوتی ہیں اس کا ہزارواں، لاکھواں حصہ بھی حرمین پر خرچ نہیں ہوتا، اس میں اگر کچھ شک ہو تو براہِ کرم حرمین کے ملازمین سے تنہائی میں رازدارانہ طور پر معلوم کر لیں۔

۱۳۔ کیا جناب والا نے سعودی حکومت کے امراء اور شہزادوں کے محلات کی زندگی دیکھی ہے؟ کیا عورتوں کی بے حجابی اور مغربیت زدگی کے بارے میں جناب والا کو کچھ معلوم ہے؟ کیا جزیرۃ العرب میں آخری نبی ﷺ کی بعثت اسی لیے ہوئی تھی؟ کیا آپ کے نزدیک حضرت حسینؓ کے اقدام سے بہتر یزیدی حکومت کا اقدام تھا؟ کیا بیرونی دشمن اسلام طاقتوں کی ایجنسی، اسرائیل کے ساتھ خفیہ دوستی، اسلامی نظام کی بخیہ دری، اور نام نہاد ''سلفی'' فکر کی سرپرستی آپ کے نزدیک اس حکومت کے جرائم نہیں ہیں؟

۱۴۔ آپ کو ''سعودی حکومت کے حکمرانوں کی جان ودل سے تائید'' کی اپیل کرتے ہوئے، خوفِ خدا، فکرِ آخرت، اتباع رسول ﷺ، علماء کا استغناء، اپنے اسلاف کی حق گوئی، جرأت مندی، منکرات پر نکیر اور صاف وصریح گفتگو کا دینی مزاج ان میں سے کسی چیز کا خیال نہ آیا؟

۱۵۔ کیا آپ کے نزدیک سرکاری، نام نہاد دینی اداروں کی نسبت، اور ان کی رکنیت، اور سعودی سفارت خانہ سے تعلقات، اور حج وعمرہ کی سہولیات، اور سیاسی آؤ بھگت، اپنے عقیدہ، فکر ومسلک اور اپنے بزرگوں سے وابستگی سے زیادہ عزیز ہے؟

۱۶۔ کیا آپ کے اس کمزور، غیر شرعی، مفاد پرستانہ موقف کی دار العلوم دیوبند کے اساتذہ،

طلبہ اور متعلقین تائید کرتے ہیں؟ اور بے شمار متعلق ادارے آپ کے ساتھ ہیں؟

میں آپ کو دیوبند اور اس کے اداروں کے منسلکین کے بارے میں ریفرنڈم کرا لینے کی کھلی دعوت دیتا ہوں، کہ مندرجہ بالا حقائق سے واقف ہونے کے بعد وہ آپ کے موقف کے مؤید ہوتے ہیں یا نہیں؟ جب چاہیے یہ ریفرنڈم دیوبند میں کرا لیجیے۔ اور دیکھ لیجئے کہ کتنے لوگ آپ کے موقف کے مؤید ہیں۔

رہ گئے ''نام نہاد سلفی حضرات''، جن کے نہ آگے کوئی ہے نہ پیچھے، جن کی دکان سعودی حکومت سے شروع ہوئی، اور وہیں سے، جن کے گماشتوں کے ذریعہ آپ کے بزرگوں کو گالی دے دے کر، اور ان کی کتابیں پھینک پھینک کر، اور جمعیۃ العلماء، جماعتِ تبلیغ، اور دیوبند و احناف کے خلاف بغاوت کے جذبات سے بھر کر اپنے مزدوروں اور ملازموں کو آپ کے محلّہ محلّہ اور گاؤں گاؤں انتشار پھیلانے کے لیے بھیجا جا رہا ہے، گاؤں گاؤں فتنے پیدا کر کے، مسجد و مدرسے الگ الگ کر دیے گئے ہیں، اور آپ کا دارالعلوم جن کے فتنوں کو روکنے کیلئے کبھی مناظرہ کراتا ہے، کبھی کتابیں چھپواتا ہے، کبھی کانفرنسیں کرواتا ہے، لیکن آپ سفارت خانہ کے اشارہ پر ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو تقویت پہنچاتے ہیں، اور سعودی حکومت کی مجرمانہ کارروائیوں کو حرمین کی خدمت کی چادر میں چھپانا چاہتے ہیں،، اس پر سوائے افسوس کے برصغیر کا ہر غیرت مند اور کیا کر سکتا ہے؟!!

کیا آپ کے خادمِ حرمین اور ان کے مداحوں پر اقبال کا یہ شعر صادق نہیں آتا؟؟

یہی شیخِ حرم ہے، جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بوذرؓ، ودلقِ اویسؓ، وچادرِ زہراؓ

فإلیٰ اللہ المشتکیٰ --- واللہ المستعان

والسلام
ناچیز
سلمان حسینی ندوی

سعودی حکومت سے
مسلمانانِ عالم
کے اصلاحی مطالبات

مولانا سلمان حسینی ندوی

سرزمینِ جزیرۃ العرب پر خلافتِ راشدہ کے دور سے آج تک مختلف خاندان حکومت کرتے رہے، خلافتِ راشدہ اللہ کی طرف سے وہ موعود خلافت تھی، جس کا اس شرط کے ساتھ اللہ کی طرف سے وعدہ تھا کہ مسلمان مکمل طور پر اللہ کی بندگی کریں گے، اور مشرکانہ نظام میں نہ ملوث ہوں گے، نہ اس کا ساتھ دیں گے، عہدِ اول کے مسلمانوں نے یہ شرط پوری کی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو خلافتِ راشدہ عطا فرمائی، اس کے بعد ہر دور میں ہر حکومت سے امتِ مسلمہ کا یہی مطالبہ رہا کہ وہ خلافتِ راشدہ کے طرز پر اپنی حکومت کی تشکیل کریں، اور کتابِ الٰہی اور سنتِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوں۔

خلافتِ راشدہ کے بعد خلافتِ راشدہ کے سائے تلے، اور اسی کو اساس و بنیاد بناتے ہوئے، خلافتِ اموی، خلافتِ عباسی اور خلافتِ عثمانی کا دور چلتا رہا، جن میں باوجود طرح طرح کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے ان کے وجود سے خلافت کا بھرم قائم تھا، امت مشرق و مغرب میں ایک نظام سے اپنے کو وابستہ سمجھتی تھی، اور عثمانی خلفاء اپنی اسی عالمی حیثیت کو باقی رکھنے کی فکر رکھتے تھے، سرزمینِ حرم، بالخصوص حجاز کو ایک تقدس حاصل تھا، اور حرمین کی خدمت سب اپنا فرض سمجھتے تھے، دسویں صدی ہجری کے سلطان شاہ سلیم عثمانی نے سب سے پہلے خادم الحرمین الشریفین کا لقب اختیار کیا تھا۔

اٹھارویں صدی سے مسلمانوں کو نکبت و اِدبار نے گھیرنا شروع کر دیا، جس کا عروج بیسویں صدی میں اس حد تک پہنچا کہ انگریزوں کی سازش سے ترکی کے نام نہاد زعیم مصطفیٰ کمال نے خلافت کی قبا چاک کر دی، اور الحاد کا دور شروع کیا، پھر ماسونی تحریکوں نے پورے عالمِ اسلامی کو الحاد زدہ، اور اسلام بیزار بنانے کے لئے قومیت کے جاہلی نعروں کے ساتھ وہ تحریک چلائی، جس نے پورے عالمِ اسلام کو استعماری طاقتوں کے شکنجہ میں کس دیا، اور یوروپ میں کلیسا اور اقتدار کی جو جنگ تھی، وہ عالمِ اسلام پر مسلط کر دی گئی۔

یہی وہ دور ہے جس میں آلِ سعود نے پہلے محمد بن عبد الوہاب کی اصلاحی تحریک کا ساتھ دیتے ہوئے ایک سیاسی انقلاب برپا کردیا، پھر حکومتِ برطانیہ کے ساتھ معاہدات کرکے سرزمینِ حرم پر اپنا اقتدار مستحکم کیا، دوسری جنگِ عظیم کے بعد امریکا نے برطانیہ عظمیٰ کی جگہ لی، اور امریکہ کے ساتھ حکومت سعودیہ کے سیاسی اور معاشی معاہدات عمل میں لائے گئے، جن کے نتیجہ میں تیل کی دریافت اور اس کے ذخائر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشی خوشحالی کا وہ نیا اور سنہرا دور شروع ہوا، جس نے دولت کی ریل پیل کردی۔

سرزمینِ حرم کیونکہ پوری ملتِ اسلامیہ کا دھڑکتا دل ہے، وہ دنیائے اسلام کا مرکز ہے، حضور ﷺ نے اس کے بارے میں ''أخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب'' کہ (جزیرۂ عرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو باہر نکال دینا) کی وصیت کے ذریعہ یہ متعین فرمادیا تھا کہ یہ سرزمین پورے عالمِ اسلام کیلئے ایک ''عظیم حرم'' کی حیثیت رکھتی ہے، اس میں یہود و نصاریٰ کی گنجائش نہیں ہے، جیسے ویٹیکان (vitican) میں مسلمانوں کی گنجائش نہیں ہے۔

۱۔ اس لئے آل سعود کی حکومت کی ذمہ داری تھی -- اگر وہ ملت اسلامیہ کے نمائندہ ہیں، اور اپنی حیثیت منوانا چاہتے ہیں، اور یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے مسلمان اور تمام مسلم اقوام ان کو اسی نگاہ سے دیکھیں، اور ان کے بارے میں کوئی غلط پروپیگنڈہ نہ کریں -- کہ وہ جزیرۃ العرب کی دینی، اسلامی اور ایمانی حیثیت کا پورا خیال رکھتے، اور یمن، عمان، قطر، امارات وکویت کو جزیرۃ العرب کا حصہ سمجھتے ہوئے، وہاں کی امارتوں کے ساتھ اسلامی اتحاد کی بنیاد پر -- نہ کہ یہود نواز اقوام متحدہ کی ماتحتی میں، اور امریکہ اور برطانیہ کے معاہدات کی روشنی میں -- خوشگوار تعلقات رکھتے، اور ان کے درمیان خاص طور پر پاسپورٹ اور ویزا کی تمام پابندیوں سے گریز کرتے، جیسے تقریبا ۱۳ سو سال پر محیط پوری دنیائے اسلام کا نظام تھا۔

۲۔ اور پورے ملک میں اور ہر شعبۂ حیات میں اللہ کی شریعت نافذ کرتے، یعنی:

الف: سیاسی نظام اسلامی اور شورائی ہوتا جس میں استبداد اور موروثیت نہ ہوتی۔

ب: معاشی نظام، سود سے پوری طرح آزاد اور خالص اسلامی ہدایات پر مبنی ہوتا۔

ج: تعلیمی نظام ''اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ'' کی رہنمائی میں کام کرتا، جس سے مومن نسلیں تیار کی جاتیں، ماہر سائنس دانوں، فلکیات، طبعیات، کیمیاویات، میڈیسن، انجینئرنگ اور الکٹرانک کے ایسے ماہرین تیار کئے جاتے، جو یوروپ کو مات دے سکتے، اور موجودہ دور

میں اسلام کی بالادستی کو ثابت کرتے۔

د: عدالتی نظام ''مجلة الأحكام العدلية'' اور ''فتاوی عالمگیریہ'' کے طرز پر مکمل اسلامی قانون کی روشنی میں عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتا، اور جدید عدالتی نظام کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کا کام کرتا۔

ھ: دولت کی صحیح بنیادوں پر منصفانہ تقسیم ہوتی، خلافتِ راشدہ کی طرح بیت المال کا نظام ہوتا، اور ''شوریٰ کے اہلِ حل وعقد'' حکام کے لئے جو تنخواہیں مقرر کرتے، حکام اسی کے حقدار ہوتے، آلِ سعود تمام آمدنیوں کے مالک نہ بن بیٹھتے، ان کی حیثیت متولی اور امین کی ہوتی، اور قوم کے خادم کی۔

و: ذرائع ابلاغ صحیح خبریں دیتے، اور اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہوتے، ان سے تعلیم وتربیت کا بڑے پیمانہ پر کام لیا جاتا، اور پوری امتِ مسلمہ کو دنیا کی ہر زبان میں ان کے ذریعہ پیغام دیا جاتا، صحافت، ریڈیو، ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا کتاب وسنت، اور اسلامی تاریخ ونظام کے صحیح معنی میں ترجمان ہوتے، اور شریعت کے حدود میں، دعوتِ دین اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے ان کے استعمال کی اجازت ہوتی۔

ز: اسلامی یونیورسٹیاں صرف کلیۃ الشریعہ اور کلیۃ اصول الدین وغیرہ ہی پر مشتمل نہ ہوتیں، بلکہ تمام شعبہ جات اور علم کی تمام فیکلٹیز، اسلامی یونیورسٹی کے تحت آتیں، عیسائی دنیا کی طرح دین ودنیا اور عصری وقدیم اور علماء اور پروفیسرز میں ناروا تقسیم نہ کی جاتی۔

۳۔ ضرورت تھی کہ سرزمینِ حرمین کے لئے ایک طاقتور فوج ہوتی، جس میں پورے عالم اسلام کے مخلص، وفادار، اور جانباز نوجوان لئے جاتے، جو سرزمینِ حرم کے لئے اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لئے تیار ہوتے، پھر کبھی کسی صلیبی، صہیونی فوج سے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑتی، مسلم فوج ہی صرف اس سرزمین کا دفاع کرتی، بلکہ پورے عالمِ اسلام کے تحفظ کا فریضہ انجام دیتی، اور جہاں بھی کہیں ملت کے فرزندوں پر ظلم ہوتا تو یہ فوج اس کے مقابل کھڑی ہوتی۔

۴۔ سرزمینِ حرم کی حکومت کی ذمہ داری تھی، کہ صہیونی اور ماسونی طاقتوں کے قائم کردہ عالمی ادارہ U.N.O کی جگہ O.I.C کو اس سے زیادہ طاقتور اور موثر ادارہ بناتی، جو عالمی مسائل میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا، اور ''عرب لیگ'' کی جگہ ''اسلامی لیگ'' کا قیام عمل میں لاتی۔

٦۔ حکومت سعودیہ کو چاہئے کہ حرمین میں ائمہ اور خطباء کا تقرر پورے عالم اسلام کے دل ودماغ کو

سامنے رکھتے ہوئے، اور مسالکِ اربعہ کی نمائندگی کرتے ہوئے، پوری ملت کے بہترین، صالح اور مخلص افراد کے درمیان سے انتخاب کی بنیاد پر کرے، جس کی ذمہ داری مثلاً رابطہ عالمِ اسلامی کو سونپ دی جائے، جس کے ممبران پورے عالمِ اسلامی کی ترجمانی کرتے ہیں، ان کی ترجمانی موثر اور فعال بنائی جائے، حج کے انتظامات میں شئون الحرمین کے ذمہ داروں کے ساتھ عالمی تبلیغی اور دیگر اسلامی جماعتوں کے کارکنوں سے مدد لی جائے، وہ حج کے انتظامات للہ فی اللہ بہتر سے بہتر طور پر ایمانی جذبات کے ساتھ بطور خدمت کریں گے، اور کروڑ ہا کروڑ روپئے حکومت کے خرچ ہونے سے بچیں گے، اور دینی تربیت کا اثر ظاہر ہوگا۔

۷۔ سعودی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ تمام اہلِ سنت جماعتوں، تنظیموں، تحریکوں اور اداروں سے یکساں محبت، اخوت اور تعاون پر مبنی تعلقات رکھے، کسی ایک مسلک یا فکر کو حکومت کا مسلک وفکر نہ بنائے، علمائے امت کے درمیان متفق علیہ طور پر جو امور شرکیات، بدعات ورسومات میں داخل ہیں ان پر پابندی لگائے، اور فکری، نظریاتی اور فقہی مسائل میں علمائے امت کی متفقہ رائے پر عمل کرے۔

۸۔ پورے عالمِ اسلام میں سرگرم جہادی تنظیموں کا ایک متحدہ محاذ بنانے کی کوشش کی جائے، ان کے درمیان علماء کی سرپرستی میں مذاکرات کرائے جائیں، ان کے اندر سے افراط وتفریط کے خیالات دور کئے جائیں، ان کو صحیح اسلامی منہج اور طریقۂ کار سے مخلصانہ طریقہ پر روشناس کرایا جائے، اور ان کو دشمن، دہشت گرد اور مخالف قرار دے کر اپنے خلاف محاذ نہ کھولا جائے، اور نہ ان کی نسبت سے نوجوانوں پر الزامات لگا کر، یا مخابرات کی رپورٹوں کی بنیاد پر، انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈالا جائے، شرعی اور انسانی حقوق کا مکمل طور پر لحاظ رکھا جائے۔

۹۔ نجد وحجاز اور دیگر علاقوں میں جن شخصیات کی طرف سے اصلاح کے مطالبات ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں، ان کو حکومت کا دشمن بتا کر یا بنا کر، جلاوطن ہونے پر، یا قید وبند میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے، ایسے تمام افراد کو موقعہ دیا جائے، کہ وہ رابطہ عالمِ اسلامی کے پلیٹ فارم پر کھلے مذاکرات میں شریک ہوں، اور ان کی جن باتوں سے عالمِ اسلامی کے تمام علماء متفق ہوں حکومت انہیں قبول کرے، اور نافذ کرے، اور جن امور پر اتفاق نہ ہو، ان میں ان کو قائل کیا جائے، اور حدودِ شریعت سے باہر ہونے پر ان کے ساتھ منصفانہ معاملہ کیا جائے۔

۱۰۔ نوجوانوں اور نئی نسل کی سپاہیانہ تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے، انہیں انفرادی اور معاشرتی بگاڑ سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، نوجوانوں سے متعلق وزارت کسی صالح مربی ومرشد کے

حوالہ کی جائے، جوان کو مجاہدانہ تربیت سے گذارے، اور فضول لہو ولعب سے بچا کر ورزشی کھیلوں کا عادی بنائے۔

۱۱۔ سردست جن غلط اقدامات میں حکومت ملوث ہو چکی ہے، اور معاملہ بدنامی سے آگے بڑھ کر محاذ آرائی تک پہنچتا جا رہا ہے، جس کے بارے میں ملک کے علماء بار بار براہِ راست یا بلاواسطہ متوجہ ومتنبہ کر چکے ہیں، ان سے نکل کر پوری امت کے اتحاد ویکجہتی کے ساتھ صحیح اقدامات کے فیصلے لئے جائیں، اور انہیں جلد از جلد نافذ کیا جائے۔

مبارک سرزمینِ شام بدترین مظالم سے لہولہان ہے، ڈھائی سال سے دو لاکھ مسلمان شہید ہو چکے ہیں، اور دسیوں لاکھ بے گھر ہو چکے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ صورتحال انسانی، اخلاقی، شرعی اور قانونی کسی پہلو سے جائز اور قابلِ قبول نہیں ہے، حرمین کی پاسبان حکومت کی ذمہ داری تھی کہ پوری قوت کے ساتھ میدان میں اتر کر مظلوم عوام کے حق میں فیصلہ کراتی، اقوامِ متحدہ میں پانچ طاقتوں کے ہاتھ میں ویٹو پاور کو ماننا شرعاً حرام ہے، اور اس کے فیصلوں کی ماتحتی میں بے بس بنے رہنا، سور کھانے سے بدتر ہے، اس صورتِ حال کو تاتاریوں کے خلاف ”ظاہر بیبرس“ کے حملہ اور مقابلہ سے بدلنا ہوگا۔

سرزمینِ مصر پر ٦٠-٧٠ سال کے بعد ایک اسلامی نظام کے قیام کے آثار پیدا ہوئے تھے، ایک اسلامی اور مومنانہ فراست رکھنے والی طاقت برسر اقتدار آئی تھی، سرزمینِ حرم سے اس کو بھرپور مدد ملنی چاہئے تھی، ملت اسلامیہ کا کوئی غیرت مند، ڈراؤنے خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، کہ مصر کی اسرائیل نواز فوج، کمینہ پولیس، ملحد عدالتوں اور بے جا ذرائع ابلاغ کی مدد خادم الحرمین کریں گے!! پوری امت اس پر انگشت بدنداں ہوئی، مایوس ہوئی، غیظ وغضب سے بھر گئی، اور سعودی حکومت کو اسرائیل نواز، امریکہ کی پٹھو، اور باطل پرست قرار دیا، یہ وہ حقیقت ہے جس کو سعودی حکومت کے کسی مداح کے بیان سے نہیں بدلا جا سکتا، اور اس کو اس باطل قرارداد سے رجوع، اور اس عمل سے توبہ، اور صدر مرسی کی تائید، اور ملحد حکومت کے خلاف محاذ آرائی کے بغیر کوئی چیز ختم نہیں کر سکتی۔

سعودی حکومت کی وزارتِ خارجہ کا اجتماع، اور دنیا کے ملکوں میں سعودی سفراء کو خاص ہدایات سے صورتِ حال مزید بحران کی شکار ہوتی چلی جائے گی، اور پوری دنیا کے مسلمان سعودی حکومت کے خاتمہ کے متمنی ہوتے چلے جائیں گے، یہ بات میں ایک دردمند اور زخمی دل سے کہہ

رہا ہوں، ہوسکتا ہے مجھے ہی اس قولِ حق کی سزا دے دی جائے، لیکن امت مسلمہ کے سیلاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔

١٢۔ یہی صورتِ حال یمن، تونس، لیبیا، اور دیگر ان تمام ملکوں کی ہے جن پر ظالم اور بدکردار حکمراں ٥٠۔٦٠ سال سے مسلط تھے، عوام ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، سرزمین حرمین کی حکومت کو مظلوم عوام کا ساتھ دینا چاہئے، وقت کے فرعونوں، نمرودوں، اور بوجہلوں کا ساتھ دینا سوائے اپنی دنیا وآخرت تباہ کرنے کے اور کسی نتیجۂ خیر کا سبب نہیں ہوگا۔

١٣۔ حکومت کے تمام سفارت خانوں کو اس کی ہدایت دینی چاہئے، کہ امت مسلمہ کو حرمین کی نسبت سے جوڑیں، فتنوں، جھگڑوں، نفرتوں، مسلکی ہوں یا جماعتی سب سے دور رکھیں، مسلمانوں کے مفاد کی فکر کے ساتھ غیر مسلموں میں اسلام کے بہترین تعارف کا ذریعہ بنیں، سفراء کی زندگی اور ان کے معاملات اسلام کے لئے اور ملتِ اسلامیہ کے لئے بدنامی کا ذریعہ نہ بنیں، سفراء اس کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں۔

١٤۔ رہ گیا مسئلہ قادیانیوں، رافضیوں، صفویوں، اور صحابۂ کرام پر سب وشتم کرنے والوں کا، تو ان سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں، اور ان کے خطرہ کو دور کرنے کیلئے امریکہ کے سامنے رونے، گانے اور اسرائیل سے درخواست کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، صرف برصغیر کے اہلِ سنت نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کیجئے، اور عالمِ اسلام کی ایک طاقتور مسلم فوج بنایئے، پھر عیاش خلیجی ریاستوں کے بیکار نوجوانوں کی نام نہاد فوج کی کوئی ضرورت نہیں پڑے گی، اگر آپ عقیدۂ حق، مسلکِ حق، سنت، اور اسلام کے صحیح منہج کے تحفظ کے لئے مخلص ہیں، تو ایک اپیل کیجئے، آپ کی ایک اپیل پر، ایک کال (call) پر، صرف برصغیر سے آپ کو ٥/لاکھ جانباز نوجوان فراہم کردئے جائیں گے۔

مجھے آپ کی ذات سے، آلِ سعود کے خاندان سے ظاہر ہے کہ کوئی دشمنی نہیں، میرے نانا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ١٩٤٦ء سے ١٩٩٩ء تک آپ کی حکومت کے ساتھ ناصحانہ اور خیرخواہانہ تعلق رکھا، اور مخلصانہ نصیحتیں فرمائیں، میں بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، یہ گذارشات پیش کررہا ہوں۔

هل من سامع؟ هل من مجيب؟
اللّهم قد بلّغت، اللّهم فاشهد

شاہ عبداللہ کے نام شیخ سلمان عودہ کا ایک کھلا خط

(ابھی چند دن پہلے حالات کی سنگینی سے بے چین ہو کر شیخ سلمان عودہ نے جو مملکت سعودیہ کے نامور، مشہور داعی، مفکر خطیب انشاء پرداز ہیں، یہ کھلا خط شاہ عبداللہ کے نام لکھا تھا اس کو بھی تاکہ "سند رہے" کے طور پر دیا جارہا ہے)

ترجمانی: مسعود عالم ندوی

(١) آپ کا سچا دوست وہ ہے جو آپ سے سچی بات کہے اور دانا و بینا شخص ہمیشہ سچی بات کی قدر کرتا ہے، انہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ کہنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟

بادشاہ سلامت! آج کی ہماری گفتگو کا موضوع وہ "مادرِ وطن" ہے، جس کی محبت میں ہم دونوں برابر کے شریک ہیں، اور جس کے مستقبل پر ہمیں خوف اور اندیشہ ہے۔

(٢) اللہ گواہ ہے کہ ہماری اس تحریر کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کے ہر طبقہ کے ساتھ خیرخواہی ہی ہے، جس کیلئے میں نے وہ اسلوب اختیار کیا ہے، جس کو میں مؤثر اور نافع سمجھتا ہوں، اس سے پہلے بھی اسی مقصد سے بارہا اس طرح کی تحریریں لکھ چکا ہوں، یہ الگ بات ہے کہ ان کا کوئی اثر مجھے نظر نہیں آیا۔

(٣) شریعت مطہرہ کے جس نص قطعی سے تنگی وفراخی، مسرت وناگواری ہر حال میں خیر کی بات سننے اور ماننے کا واجبی حکم ملتا ہے اسی نص میں خالق کون ومکاں کا وہ تاکیدی فرمان بھی ہم دیکھتے ہیں، جو ہمیں اس کا پابند بناتا ہے کہ ہم جہاں رہیں، حق کا اعلان برملا کیا کریں اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف بالکل نہ کریں۔

(٤) مجھے اب بھی امید ہے کہ اس ملک کے اندر نقصانات کی تلافی کی شکلیں نکالی جائیں گی، اصلاحات کے نئے نئے آفاق روشن کئے جائیں گے، غیظ وغضب اور بغض وکینہ اس راستہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کرسکیں گے۔

(٥) یہ وہ ملک ہے جس کا قیام ہی اس بنیاد پر عمل میں آیا ہے کہ یہاں ہر معاملہ میں شریعت کو حکم بنایا جائے گا، یہاں مقدس مقامات ہیں، جن کی طرف لوگوں کے دل کھنچے چلے آتے ہیں، اور جن کی وجہ سے یہاں امن وامان قائم رکھنا اور اصلاح کی فکر کرنا تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

(٦) بادشاہ سلامت! جغرافیائی وحدت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ، ملک کی تمام ترترقیات اور

وحدت اور امن وسلامتی کے تحفظ کے جذبہ سے ہی ہم اصلاح کی اپیل کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں کوتاہی کا نتیجہ انتشار، دھڑا بندی اور خانہ جنگی ہے۔

(۷) دنیا بھر کے دیگر ممالک کی طرح اس ملک کے باشندوں کے بھی اپنے جائز مطالبات، حقوق اور آرزوئیں ہیں، جن کو اگر کلی یا جزئی طور پر کچلنے کی کوشش کی جائے گی تو یہ لوگ ہمیشہ خاموش بیٹھے نہیں رہیں گے۔

(۸) کیوں کہ انسان جب مایوس ہو جاتا ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

(۹) بادشاہ سلامت کو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہونی چاہئے کہ ایک طویل عرصہ سے لوگوں کے اندر ڈھیر سارے منفی جذبات پائے جاتے ہیں، جنہیں وہ دبائے بیٹھے ہیں، اور میں یہ بات سماج کے مختلف طبقے کے لوگوں اور مختلف علاقوں کی معتبر ونمائندہ شخصیات سے ملنے کے بعد عرض کر رہا ہوں۔

(۱۰) اس لئے جب ان لوگوں کے دلوں سے خوف کا احساس بالکل ختم ہو جائے گا، تو وہ کچھ بھی کر گذریں گے، کیوں کہ جب غصہ حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو کوئی بھی چیز اسے روک نہیں پاتی ہے۔

(۱۱) اور غصہ کے حد اعتدال سے بڑھتے ہی تمام شرعی، سماجی اور سیاسی اصول اسے روکنے میں ناکام رہتے ہیں، اور قیادت پوری طرح سڑک پر چلی آتی ہے۔

(۱۲) انتہائی غصہ کے وقت ان تمام لوگوں پر جو صبر وضبط اور غصہ پینے کی تلقین کرتے ہیں، بزدلی اور بددیانتی کے الزامات لگائے جاتے ہیں، اور پورے منظر نامہ کی قیادت اس شخص کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو، سب سے زیادہ جذباتی، بھیڑ کے ساتھ چلنے والا اور درپیش صورتحال کا ساتھ دینے والا ہوتا ہے۔

(۱۳) ضرورت سے زیادہ سیکوریٹی اور اس کے نتیجہ میں پیدا شدہ خوف نے ملک کی تمام سرگرمیوں کو سست کر کے رکھ دیا ہے۔

قیدخانے:

(۱۴) مشتبہ لوگوں کو ایک ایک کر کے جیلوں میں بھر دیا گیا، پھر جب بے گناہی کی وجہ سے ان مشتبہ افراد کی رہائی کا موقع آیا تو انہیں رہا نہیں کیا گیا۔

(۱۵) ان جیلوں کی نہ تو کوئی اپنی پالیسی ہے اور نہ ہی وہاں کوئی مناسب حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے قیدیوں میں بغض وعناد اور جذبۂ انتقام کی تخم ریزی ہو رہی ہے، حکومت مخالف جذبات تیزی سے بڑے پیمانہ پر پنپ رہے ہیں۔

(۱۶) میں قیدیوں کا دفاع کر رہا ہوں، حالانکہ ان کی ایک بڑی تعداد مجھ سے ناخوش ہے، اور رہائی پانے والے بعض قیدی مجھ پر تنقید بھی کرتے رہتے ہیں، پھر بھی میری ذمہ داری ہے کہ میں بے گناہوں کا دفاع کرتا رہوں، حقوق ومطالبات صرف انہی لوگوں کیلئے محفوظ نہیں ہیں، جو ہماری باتوں سے اتفاق رکھتے ہیں۔

(۱۷) خود حکمراں خاندان کے متعدد افراد جیلوں کی سیاست سے اتفاق نہیں رکھتے ہیں، یہ بات تو ٹویٹر اور مختلف نشستوں کے ذریعہ سے سب کو معلوم ہو چکی ہے، میں بذات خود اس سے آگاہ ہو چکا ہوں۔

(۱۸) سعودی حکومت کے خلاف بغاوت کے الزام میں جن لوگوں کو دسیوں برس قید کی سزا سنائی گئی تھی، ان میں سے اکثر کو چند ہی سالوں میں رہا کر دیا گیا۔

(۱۹) قیدیوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کوئی واضح نظام نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی ادارہ قائم کیا گیا ہے، بلکہ انفرادی سطح سے اس کو دیکھا جاتا ہے اور پورا اعتماد تفتیشی آفیسر کی رپورٹ پر کیا جاتا ہے۔

(۲۰) سزا دینے میں غلو کا رویہ اختیار کرنے سے سزا کی ہیبت دلوں سے ختم ہو جاتی ہے۔

(۲۱) غصہ اور تکلیف قیدی کو تو ہوتی ہی ہے، ساتھ ہی اس کی بیوی، بچے، خاندان متعلقین، دوست واحباب اور پورے سماج کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔

(۲۲) اس سلسلہ میں ذمہ داروں کا پتلا جلانا ایک رمزی عمل ہے، جس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ غور کرنا چاہئے کہ اس کی شروعات کیسے ہوئی اور یہ کہاں جا کر ختم ہوگا؟

(۲۳) نگرانی سے لے کر قید کئے جانے، تحقیقات کے مرحلہ سے گذرنے، پھر مقدمہ چلائے جانے اور اس کے نافذ کئے جانے تک قیدی پر تفتیش کاروں کے مسلط رہنے کی وجہ سے بیچارہ قیدی بہت سے حقوق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۲۴) سیکوریٹی اہلکار جس وقت کسی قیدی کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو وہ درحقیقت مادر وطن کا

مستقبل داؤں پر لگا دیتا ہے۔

(۲۵) تمام قیدی مختلف موقعوں سے رہائی کی امید میں رہتے ہیں، تو پھر ان میں سے بعض کو کیوں مستثنیٰ قرار دے دیا جاتا ہے۔

(۲۶) ان قیدیوں کے بھی بشری تقاضے ہیں، طب وصحت سے متعلق انتہائی دشوار حالات سے وہ دوچار ہوتے ہیں، جن سے جیلوں میں جان بوجھ کر چشم پوشی کی جاتی ہے، یہاں تک یہ حالات بہت سنگین، انتہائی پیچیدہ، اور ناقابل حل ہوجاتے ہیں، شاید انہیں اسباب کی وجہ سے بعض خواتین نے احتجاج کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

ذرائع ابلاغ:

(۲۷) سرکاری ترجمانوں کی گفتگو میں صرف محرومی اور بدحالی نظر آتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق ایک ایسے زمانہ سے ہے جو لد گیا ہے، ان کے کلام میں نہ کشش ہوتی ہے، نہ مطمئن کرنے کی صلاحیت اور نہ ہی اثر پذیری۔

(۲۸) پورا کا پورا میڈیا سیکورٹی اداروں کی مداخلت اور راز داری کے اصول پر قائم ہے، ایسا لگتا ہے جیسے کہ اسے نہ تو سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کا پتہ ہے، اور نہ ہی کلوز سرکٹ کیمروں کا کوئی علم، جو حادثات کو فوراً قید کر لیتے ہیں۔

(۲۹) سیکوریٹی فورسیز اور فوج ٹویٹر پر اور سرکاری ونیم سرکاری چینلوں پر اس شخص کو بلا تاخیر وتحقیق حکومت مخالف قرار دینے لگتی ہے، جو خیر خواہی کی بات کرتا ہے اور جو سیاسی اصلاح کی بات کرتا ہے، اسے حکومت وسیاست کا خواب دیکھنے والا کہنے لگتی ہے، اور اس پر نظر نہیں جاتی کہ اب لوگوں میں بیداری آرہی ہے۔

(۳۰) لوگوں کو ایک ایسے ادارہ یا انجمن کی ضرورت ہے، جس کا سیکورٹی عملہ سے کوئی تعلق نہ ہو، جو قید خانوں کے اندرون کا جائزہ لے کر اپنی بات سامنے رکھے، زمینی حقائق کا پتہ لگا کر اپنی رپورٹ پیش کرے، کیوں کہ سیکورٹی عملہ فریق بھی ہو اور فیصل بھی، یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

(۳۱) ''شهداء الواجب'' والے کیس کو بنیاد بنا کر شہریوں پر ظلم کرنا، درحقیقت سورماؤں کے خون کی تجارت کرنا ہے، اللہ ان پر رحم فرمائے، ہم سب ان شہداء کے ساتھ ہیں اور بے گناہوں کی رہائی کے حق میں ہیں۔

(۳۲) جب سیکورٹی ادارہ سے لوگوں کا اعتماد ہی اٹھ جائے گا، تو پھر وہ اس کی معلومات پر کیسے یقین کریں گے!

(۳۳) غیر ملکی اداروں کے جال پھیلانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، کیوں کہ دشمن داخلی صورتحال سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کریں گے، اس کے بھی اسباب ووجوہات ہیں، جن سے آنکھیں نہیں بند کی جاسکتی ہیں!

مسائل کا حل:

(۳۴) اس وقت تو صورتحال غبار آلود ہے اور فضا میں دھواں ہی دھواں ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس سے بھی آگے کیلئے بےچین ہوں، سیکورٹی عملہ کی اس گرفت سے تو معاملہ اور بھی سنگین ہوتا چلا جائے گا اور اصلاح کی تمام کوششوں کا راستہ یکلخت بند کر دیا جائے گا۔

(۳۵) بادشاہ سلامت! ایک طویل انتظار کے بعد آپ ہم لوگوں کو کوئی ایسی بات سنایئے جس سے اندازہ ہو کہ نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے، اور ہماری ناامیدی کو مثبت اور غیر متوقع خبروں سے امید میں بدلئے۔

(۳۶) جب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو کمرہ میں بند مجبور شخص جان جوکھوں میں ڈال دیتا ہے، مصیبت مول لیتا ہے، اور نفع ونقصان سے آنکھیں بالکل بند کر لیتا ہے۔

(۳۷) اچھا یہ بھی بتایئے کہ کیا وزارت داخلہ کو ''رہائی'' کی بھی اسی طرح فکر ہے، جس طرح قید کرنے کی فکر رہتی ہے؟

(۳۸) اس فائل کو بھی کلوز کرنا ضروری ہے، موقوف ومشتبہ لوگوں میں صرف وہی لوگ قید میں رکھے جائیں، جن کا جرم ثابت ہو چکا ہے، اور جن کے خلاف قانونی حکم قطعی طور سے صادر ہو چکا ہے، اور اس کا بھی جلد اعلان بھی ضروری ہے۔

(۳۹) مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ قیدیوں پر ظلم وزیادتی روا رکھی جاتی ہے، انہیں سخت جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں، نفسیاتی تکلیف میں مبتلا کیا جاتا ہے، ان کی رہائی کی راہ میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں، عدالت کے احکام کی پیروی نہیں کی جاتی ہے۔

(۴۰) رہائی کے بعد قیدی کی طرف سے کسی ردعمل کے خوف واندیشہ کو قانونی حد پھلانگنے کیلئے وجہ جواز کے طور پر نہیں پیش کیا جاسکتا ہے، ان میں سے کسی کی طرف سے اگر تشدد کا کوئی واقعہ رونما

ہوتا ہے، یہ بات کسی طرح درست نہیں ہوسکتی ہے کہ اس کی وجہ سے ہزار ہا ہزار لوگوں کو سزا دی جائے۔

(۴۱) ''قصیم'' اور ''جدہ'' میں گرفتار کئے جانے والوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ان کے حقوق کا تحفظ بھی کیا جائے۔

(۴۲) یہ خطرہ کی بات ہے کہ لوگوں پر اس قدر تنگی پیدا کی جائے کہ ان کے پاس کچھ رہ نہ جائے۔

(۴۳) شہریوں کو حقوق قانونی طور پر حاصل ہیں، یہ کسی کی طرف سے کوئی نوازش نہیں ہے۔

(۴۴) تحقیق و تفتیش اور دیگر عدالتی کاروائیوں کو ججوں کی نظر سے اوجھل رکھنے، ان پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرنے اور ان کے کاموں میں مداخلت کرنے سے فیصلہ کا عمل متاثر ہوجاتا ہے۔

(۴۵) اسی طرح یہ بات بھی سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہاں تحقیقات اور دعوی دائر کرنے کا عمل وزارت داخلہ سے متعلق ہے، جب کہ پوری دنیا میں یہ ایک خودمختار ادارہ ہوتا ہے، یا پھر وزارت قانون وانصاف کے تحت ہوتا ہے۔

(۴۶) قیدیوں کے ساتھ ہونے والی یقینی زیادتیوں کی پوری جرأت کے ساتھ تحقیق اور سازشیوں کو کیفر کردار تک پہچانا بھی ضروری ہے، تاکہ اس طرح کے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں۔

(۴۷) عوام کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنا کمزوری نہیں ہے۔

(۴۸) ہر بے گناہ کی رہائی، ان کیلئے معاوضہ کا انتظام اور اخلاقی جرأت کے ساتھ معافی مانگ کر ایک نئی تاریخ رقم کرنا بھی ضروری ہے۔

(۴۹) جن گرفتار شدہ گان کی رہائی عمل میں آئے ان کے تمام حقوق بحال کئے جائیں، پوری عزت واحترام کے ساتھ انہیں جینے اور ترقی کرنے کا موقع دیا جائے۔

(۵۰) بادشاہ سلامت! ناراضگی اور غصہ کے اصلی اسباب مندرجہ ذیل ہیں: مالی بدعنوانی، تعلیمی نظام کی ابتری، انتظامی بگاڑ، بے روزگاری، رہائشی مسائل، غریبی، طبی اور نظام کی ابتری اور سیاسی اصلاحات سے چشم پوشی وغیرہ۔

(۵۱) موجودہ حالت ہمیشہ قائم تو نہیں رہے گی، مگر سوال یہ ہے کہ آئندہ صورتحال کا رخ کیا ہوگا؟

(۵۲) ملک کا ایک بڑا طبقہ اپنے مستقبل کے تعلق سے بے چین ہے، طرح طرح کے سوالات ان کے ذہنوں میں پیدا ہورہے ہیں، جن کا انہیں کوئی حل نظر نہیں آرہا ہے، قومی سرمایہ کی نقل مکانی ہورہی ہے، اور ملک کے اندر کام کرنے والے افراد بڑھتے جارہے ہیں، لیکن انہیں نہ

روزگار مل رہا ہے، اور نہ ہی مناسب تنخواہ۔

(۵۳) بادشاہ سلامت! آپ تسلیم کریں یا نہ کریں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں، ہمیں فوری اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے، مسئلہ کے حل میں اگر کچھ ناگوار باتوں اور تلخیوں کو گوارا کرنا پڑے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

(۵۴) سماجی تانے بانے کو ادھیڑنے میں مذکورہ مسائل کا بھی بہت ہی اہم رول رہا ہے، اور یہ وہ بحران ہے، جس کا حل نکالنے کیلئے موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے، کیوں کہ باشندگان ملک کے اندر جہاں کشادہ قلبی، رواداری اور چشم پوشی کا جذبہ ہے، وہیں انقلاب اور حد سے تجاوز کرنے کی بھی طاقت موجود ہے۔

(۵۵) حکومتوں کی ذمہ داری مختلف سرگرمیوں کو منظّم کرنا ہے، نہ کہ رکاوٹ ڈالنا اور بنیادی رفاہی اور فلاحی کاموں کے لئے بھی راہیں محدود کردینا۔

(۵۶) ایسا ملک جہاں مسائل حل کرنے اور ملک کے نظام کو چلانے میں اداروں اور غیر جانبدار کمیٹیوں کے بجائے شخصی تعلقات پر اعتماد کیا جاتا ہو، وہ کیسے چیلنجز کا سامنا کرسکتا ہے؟

(۵۷) ملک کی عام آبادی خاص طور سے نوجوانوں کا حکومت سے سوال ہے کہ ان کے اور اقتدار اعلی کے درمیان رابطہ کی کیا صورت ہے؟

(۵۸) شہریوں کو ہمیشہ انارکی اور بدنظمی کا خطرہ لگا رہتا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ایسے لوگ سامنے آئیں جو حقیقی اصلاحی منصوبہ بندی کے ذریعہ ان کے خوف کو امن سے بدل سکیں اور اس منصوبہ بندی میں وہ بھی برابر کے شریک ہوں۔

(۵۹) کوئی بھی عقلمند شخص یہ نہیں چاہتا کہ چنگاری ایسا شعلۂ جوالہ بن جائے جو پورے ملک کو جلاکر خاکستر کردے اور یہ بھی نہیں چاہتا کہ تشدد کو ہوا دی جائے۔

(۶۰) احتجاج کو جب دبایا اور کچلا جاتا ہے تو وہ مسلح شکل اختیار کرلیتا ہے، اور جب اس سے چشم پوشی کی جاتی ہے تو اس کا دائرہ پھیلتا جاتا ہے، حکیمانہ تجاویز اور بروقت مسئلہ کے تصفیہ سے حل نکالا جاسکتا ہے۔

(۶۱) اللہ کی پناہ ان لوگوں سے جنہوں نے خیر خواہ کی باتوں سے اعراض کیا اور جن پر اللہ عزوجل کا یہ قول صادق آتا ہے: ﴿واذا أراد الله بقوم سوءً فلا مرد له﴾

(۶۲) موقع بار بار نہیں آتا ہے، کام بر وقت ضروری ہے، کیوں کہ بے وقت کام کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(۶۳) بندہ مؤمن کیلئے ضروری ہے کہ وہ آخرت میں اللہ تعالی کے مواخذہ سے ڈرے:

﴿واتقوا یوما ترجعون الی اللہ﴾

(۶۴) اللہ تعالی جانتا ہے کہ میرے دل میں کسی کیلئے کوئی کینہ نہیں ہے، میرا سینہ بالکل صاف ہے، جب کبھی کسی کی طرف سے میرے ساتھ بدسلوکی کی گئی، تو میں نے اسے معاف کردیا، میں اس ارض مقدس کے حاکم ومحکوم ہر طبقہ کیلئے خیر کا طلبگار رہوں۔

اے اللہ! اگر میرا یہ عمل درست ہے تو اسے میرے اعمال صالحہ کی فہرست میں لکھ دیجئے، اور اگر درست نہیں ہے تو دامن عفو میں جگہ دیجئے۔

بادشاہ سلامت یہ میرے خط کا آخری جملہ ہے، کیا آپ اس سے اتفاق رکھتے ہیں!!

☆☆☆☆☆

سعودیہ: حقوقِ انسانی کی پامالی میں سب سے آگے

ترجمانی: شیخ محمد اسلم

"ہیومن رائٹس واچ" یعنی حقوقِ انسانی کی نگراں کمیٹی نے سعودی عرب میں حقوقِ انسانی کی صورتِ حال سے متعلق ایک رپورٹ جاری کی ہے، جس میں انسانی حقوق کے سلسلے میں اس کی کوتاہیوں اور غفلت ولاپرواہی کو واشگاف کیا ہے کہ وہ کس طرح اپنے ملکی وغیرملکی باشندوں کو ان کے بنیادی واساسی حقوق فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے، اور کس طرح ان کے تئیں اس کا رویہ ظالمانہ وجابرانہ ہے۔

دوسری بین الاقوامی حقوقِ انسانی کمیٹیوں کے اس شدید مطالبہ پر کہ سعودی عرب نے اپنے ملکی اور غیرملکی باشندوں پر دباؤ بنانے اور ان پر ظلم وستم روا رکھنے کا جو شیوہ اپنا رکھا ہے اس پر فوری دباؤ ڈالا جائے اور اس سلسلے میں اس پر پابندی عائد کی جائے، اقوامِ متحدہ کی حقوقِ انسانی کمیٹی سعودی عرب کی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لیے اپنا سالانہ محاسبہ شروع کررہی ہے، اور یہ بات تین سالہ مدت کے لیے ریاض کی حقوقِ انسانی کمیٹی کی ایک سیٹ کی امیدواری کے سلسلے میں ووٹنگ سے چند ہفتے پیشتر کی ہے۔

اس سلسلے میں "ہیومن رائٹ واچ" نے سعودی عرب میں انسانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک اور حقوق کی پامالیوں کے خاتمہ کے لیے عملی اقدامات کرنے اور بنیادی حقوق کی فراہمی کے لیے فوری کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ واضح رہے کہ جب اس کمیٹی کے منتظمین نے حکومتِ سعودیہ عربیہ سے اس کے علاقہ میں داخلہ کی اجازت مانگی تاکہ وہ اس بات کی تحقیق کرسکیں کہ حکومتِ سعودیہ عربیہ ۲۰۰۹ء کی رپورٹ میں پیش کردہ تجاویز پر کس حد تک عامل ہے، تو حکومت نے انہیں داخلہ کی اجازت نہ دی۔ اور ان کی اس درخواست کو مسترد کردیا، جب کہ ان کی تعداد سات تھی، اور ساتھ ہی اس نے ان بنیادی ضوابط کی بھی خلاف ورزی کی جن کا سبھی رکن ممالک اس حقوقِ انسانی کمیٹی میں التزام کرتے رہے ہیں اور ان کے پابند رہے ہیں، اور یہ سب دراصل سعودی عرب نے اسرائیل کی تقلید ونقالی میں کیا ہے، اس لیے کہ اسرائیل اس سے پہلے ہی حقوقِ انسانی کمیٹی کے محافظین کے فلسطین کے "ریچرڈ فولک" جیسے مقبوضہ علاقوں میں داخلہ

کی اجازت کو مسترد کر چکا ہے۔

حقوقِ انسانی تنظیم نے سعودی عرب سے متعلق اپنے ایک بیان میں کہا کہ: ''تمام سعودی نمائندگان کو گرفتار شدہ سعودی کارکنان کی رہائی کیلئے فوری کوشش کرنا چاہیئے، جنہیں محض پر امن طریقے پر اصلاح وتبدیلی کی دعوت دینے کی وجہ سے تقریباً ایک سال سے قید و بند کی مشقت میں رکھا گیا ہے، اور اس سلسلہ میں بالخصوص عبداللہ حامد، محمد قحطانی، مخلف شمری کے نام لیے، اور کہا کہ انہیں حکومت کی شبیہ بگاڑنے، فرمانروا کی حکم عدولی اور ناجائز تنظیم بنانے جیسے الزمات میں گرفتار کیا گیا ہے، اس لیے ان کی رہائی فوراً عمل میں آنی چاہیئے۔ کمیٹی نے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ سعودی عدالتیں مزید دوسرے لوگوں پر اسی طرح کے الزمات لگا کر مقدمہ چلا رہی ہیں۔

''الشرق الاوسط'' کے نائب مدیر ''جوستورک'' نے کہا کہ بہت سے ممالک ہیں جن کے پاس قابلِ اعتراض ریکارڈس ہیں، لیکن سعودی عرب غیر معمولی استحصالی اور جارحانہ کاروائیوں اور حقوقِ انسانی کمیٹی کی پابندیوں کے عدمِ نفاذ میں کافی آگے ہے، چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام ممالک کو سعودی عرب کے نام ایک خط روانہ کرنا چاہیئے جس میں اسے انسانی حقوق کے میدان میں ضروری اصلاحات اور تبدیلی کرنے کی ضرورت کا احساس دلایا جائے۔ اور تنظیم کا یہ بھی خیال ہے کہ سعودی عرب نے اصلاح وترمیم کے جو وعدے کیے تھے، وہ ان کو بروئے کار لانے میں اب تک کسی ظاہری نتیجہ تک نہیں پہنچا ہے، اور اس کا نظامِ فوجداری مزید تبدیلی اور ترقی کا متقاضی ہے۔

اسی طرح تنظیم نے سعودی عرب سے اس بات کا بھی مطالبہ کیا ہے کہ عورت پر مرد کی ولایتِ تامہ کا جو قانون ہے، اسے کالعدم قرار دیا جائے اور غیر ملکی کام کرنے والے افراد کے ساتھ نسل پرستانہ رویہ کے جملہ قوانین اور مظاہر ختم کیے جائیں، جن سے غیر ملکیوں کا استحصال ہوتا ہے، اور ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، ساتھ ہی تنظیم نے سعودی عرب پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ اس نے حقوقِ انسانی کمیٹی کی طرف سے ۲۰۰۹ء میں دورانِ محاسبہ جاری کردہ سفارشات کی تنفیذ میں حد درجہ غفلت ولا پرواہی سے کام لیا ہے۔

اس کے علاوہ اس باب میں سعودی عرب سے جو مطالبات کیے گئے ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے کہ اسے حقوقِ انسانی کمیٹی کے جملہ سیاسی، معاشی، معاشرتی، اور ثقافتی معاہدوں اور

پابندیوں پر دستخط کرنا ہوگا اور نسل پرستانہ تقسیم وتعصب آمیز تمیز کی تمام شکلیں ختم کرنی ہوں گی اور غیر ملکی افراد اور ان کے خاندانوں کے حقوق کی پاسداری کرنی ہوگی۔ اس لیے کہ یہ تمام کے تمام بنیادی واساسی حقوق ہیں جن کا تحفظ اور فراہمی لازمی وضروری ہے، لیکن سعودی عرب نے ان پر دستخط نہیں کیے، اور ان کو روبہ عمل لانے کے سلسلہ میں کوئی پیش رفت نہیں کی۔ جبکہ وہاں لاکھوں کی تعداد میں غیر ملکی افراد موجود ہیں جو عرصۂ دراز تک اس کے شہروں کی تعمیر اور اداروں کے قیام میں سرگرمِ عمل رہے ہیں۔

تنظیم نے مزید کچھ دوسرے قابل توجہ اور لائقِ غور پہلو بھی چھیڑے، جن میں سب سے نمایاں سعودی حکومت کا وہ نظامِ فوجداری ہے جس کو برسرِ عام پامال کیا جارہا ہے، (حالانکہ حقوقِ انسانی کا سب سے ادنی اور معمولی حق، حقِ دفاع اور منصفانہ وعادلانہ محاکمہ ہے) لیکن حکومت نے اس کو بالائے طاق رکھ کر ۲۰۰۹ء سے اب تک بہت سے فیصلے جاری کیے ہیں جو کسی بھی طرح انسانیت نواز اور حقوقِ انسانی کے پاسدار نہیں ہیں۔ اور دسیوں مردوں اور عورتوں کو پیچیدہ سیاسی الزامات میں گرفتار کیا ہے، اور آزادئ رائے، دوسری تنظیموں کی طرف انتساب اور دینی وسیاسی خیالات کے اظہار کیلئے اجتماع پر ایسی پابندیاں عائد کی گئیں جو سراسر ناجائز اور حقوقِ انسانی کے مخالف ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ سعودی عرب میں منصفانہ قانونِ فوجداری کے فقدان کی وجہ سے مجرموں کے خلاف سزا کی تعیین کا اختیار اٹارنی جنرل کے سپرد کر دیا جاتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے شرعی وغیر شرعی سزا متعین کرے۔

تنظیم نے عورتوں کے حقوق کے سلسلے میں ۲۰۰۹ء کے بعد سے اس وقت تک یک گونہ پیش قدمی وپیش رفت کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن عورتوں پر مردوں کی ولایتِ تامہ کا قانون اب بھی نافذ اور لاگو ہے، جس کی رو سے عورت کو کسی بھی طرح کی تجارتی سرگرمی کی انجام دہی، حکومتی وزارتوں کے ساتھ معاملات، ملک چھوڑنے حتی کہ متعین آپریشن کرانے کے لیے بھی مرد کی اجازت لینی ضروری ہوتی ہے۔ اور عورتوں کی گاڑی ڈرائیونگ پر سعودی عرب میں اب بھی پابندی عائد ہے۔ اور اگر ہم غیر ملکی افراد کے کفیلوں کی بات کریں تو انہیں ایسے اختیارات دے دیئے جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں انہیں کام کرنے والوں اور مزدور پیشہ افراد پر حاکمانہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے، ان کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرتے ہیں، حتی کہ کبھی کبھی انہیں زر خرید غلام کی طرح تمسخر

آمیز کام پر مجبور کرتے ہیں۔اسی طرح ان کے لیے منی ٹرانسفر پر بھی پابندی ہے کہ بغیر کفیل کی اجازت اور اس کی موافقت کے یہ عمل ناممکن اور محال ہے،اور اگر وہ کفیل کے اہانت آمیز سلوک اور اذیت ناک رویہ سے چھٹکارا حاصل کرنا بھی چاہیں تو یہ ان کے بس سے باہر کی بات ہے،اور اگر سعودی عرب میں مقیم کوئی غیر ملکی ان کے ظالمانہ رویہ سے عاجز آ کر سعودی عرب چھوڑنا بھی چاہے تو اس کے لیے بھی ایکزٹ ویزا حاصل کرنے کے لیے کفیل کی اجازت ضروری ہوتی ہے۔

''ہیومن رائٹس واچ'' نے یہ بھی یاد دلایا کہ جنرل کمیٹی کی رپورٹ (جو دراصل حقوقِ انسانی تنظیم کے قیام کی باعث اور محرک تھی) کی رو سے تمام ممبر ممالک کا یہ فرض ہے کہ وہ حقوقِ انسانی کی پاسداری والے تمام پیمانوں اور قوانین کا احترام کریں اور تنظیم کے ساتھ کامل طریقے پر تعاون و ہمدردی کا معاملہ کریں،لیکن سعودی حکومت نے کسی بھی طرح اس پر عمل نہیں کیا بلکہ وہ اس میدان میں بالکل کوری اور عملی تنفیذ میں بہت پیچھے ہے۔

''ستورک'' نے یہ کہتے ہوئے اپنی گفتگو ختم کی کہ سعودی عرب کا استحصالی و جارحانہ ریکارڈ اور حقوقِ انسانی کی پاسداری وفراہمی کے کھوکھلے وعدے حقوقِ انسانی کے میدان میں اس کی رکنیت کے تئیں بہت سارے سوالات پیدا کر رہے ہیں،اور حکومت کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ووٹنگ سے پیشتر اس سلسلے میں خصوصی اقدامات کرے،اور گرفتار شدہ سعودی کارکنان کی رہائی کا فوری اعلان کرے۔

❁❁❁

حزب النور السلفی کا سفر: روشنی سے تاریکی کی طرف

نفع ونقصان کی میزان پر ایک نظر

مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری

وہ جماعت جس کو دین کے نام پر اسلامی تاریخ میں سب سے زیادہ قید وبند اور غیر معمولی آزمائشوں سے گزارا جاتا رہا ہے،اس کا نام اخوان المسلمین ہے،جس کے بانی اور قائد حسن البنا شہید کردیئے گئے تھے اور جمال عبدالناصر نے ایک رات میں پورے ملک سے پچاس ہزار اخوانیوں کو گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا تھا جس سے نسبت رکھنے والے مرد وخواتین پر خونخوار کتے چھوڑے گئے،درجنوں کو پھانسی دی گئی،پھر جب انہیں کسی قدر رہائی ملی اور انہوں نے رفاہی اور دعوتی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا تو پھر ان پر کریک ڈاؤن کیا گیا،سرکاری قانون پر عمل کرتے ہوئے اخوانیوں نے جو کمپنیاں قائم کیں انہیں اونے پونے یہودیوں کے ہاتھ فروخت کردیا گیا،آخر کار عوامی انقلاب کے بعد اس نامبارک دور کا خاتمہ ہوا،اور مصر کی ساٹھ سالہ تاریخ میں پہلی بار آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوئے،تو اس مظلوم جماعت نے بھی سرکاری قانون پر عمل کرتے ہوئے شرائط کے مطابق انتخابات میں حصہ لیا،اور حکومت کی بھی تشکیل ہوگئی مگر یہ لقمہ بھی لادینی عناصر اور استعماری طاقتوں کے گلے سے نہ اتر سکا۔ہزاروں بلین ڈالر،پونڈ اور درہم و دینار اس حکومت کی بیخ کنی پر صرف کردیئے گئے،ملک کے جیل میں بند چار سو سے زائد قاتلوں اور غنڈوں کی خدمات حاصل کی گئیں،عیسائی قبطیوں،فری میسن کلب کے ممبروں،پروٹسٹنٹ اور کیتھولک چرچ کے سرگرم مبلغوں نے جس کی قیادت ''تواضروس'' کررہے تھے،اسرائیل سے میڈیا کے تین ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں،لبنان کے دو صحافیوں کو بھی مدعو کیا گیا،چھ ماہ تک منصوبہ بندی ہوتی رہی،محمد مرسی کو ہندوستان و پاکستان کے دورے کے موقع پر قتل کرنے کی سازش تیار کی گئی اور آخر میں یہ طے ہوگیا کہ اگر مرسی کے خلاف تیس جون کو بڑی تعداد میں مظاہرہ ہوگا تو اس کو بہانہ بنا کر فوج انقلاب برپا کردے گی اور محمد مرسی کو معزول کردیا جائے گا،پھر میڈیا کے ذریعہ خدا اور سول کو نشانہ بنایا گیا،ٹی وی مباحثوں میں صاف صاف کہا گیا کہ ۳۰/جون کے بعد سیاسی اسلام کا ہمیشہ

کے لیے خاتمہ ہوجائے گا،اس لیے کہ مصر نے جب بھی قرآن کو اپنایا ہے وہ خسارے میں رہا، مصر اپنی تاریخ کے کسی دور میں بھی دیندار نہیں رہا،قرآن کی حکومت نہیں چلے گی، ۳۰؍جون کے بعد مصری فلموں میں عریانیت کے مناظر پر کوئی پابندی نہیں رہے گی، اگر ہم کو اس مقصد کے لیے اسلحہ بھی اٹھانا پڑا تو ہم اس کے لیے تیار ہیں، یہ تھے وہ نعرے جو ۳۰؍جون کو لگائے جارہے تھے، بڑے بڑے بینروں پر لکھے ہوئے تھے مائک سے بھی اعلانات ہورہے تھے، اس ریلی میں غنڈوں نے پچاس سے زائد خواتین کی عصمت دری کی، دوکانوں کو لوٹ لیا مگر مصری میڈیا نے یہ الزام اخوانیوں پر لگادیا، یہ سب نعرے لگ رہے تھے، عرب دنیا میں بھی یہ نعرے سنے جارہے تھے، انٹرنیٹ سے بھی نشر کیے جارہے تھے، حزب النور السّلفی کے ذمہ دار بھی ان نعروں سے واقف تھے، لیکن امریکہ اور اس کے غلاموں کے آگے کسی کی نہیں چلی، عرف عام، قانون ودستور اور دین واخلاق کو پامال کرکے قانونی طور پر منتخب صدر کو معزول کردیا گیا، حزب النور نے بھی اپنے ولی نعمت اور سرپرست کی ہدایت پر استعفے دیدیے، پھر ۳؍جولائی کو مصری فوج نے ڈاکہ ڈال ہی دیا، دوسرے دن چھ سو ملین پونڈ میں سے دوسو ملین شیخ الازہر کے ذریعہ تائید کرنے والے علماء ومشائخ کو باقی فوجی افسروں کو بطور انعام دیے گئے۔

اس اقدام کے خلاف اخوانیوں نے ہی نہیں عام لوگوں نے (حزب النور کو مستثنیٰ کرکے) احتجاج کیا، لیکن ایسا انوکھا احتجاج کہ مغربی دنیا بھی حیران رہ گئی۔

قلب قاہرہ، شہر سے چھ کیلومیٹر دور نئی کالونی رابعہ العدویہ کے نام سے بسائی گی ہے، جہاں ایک بڑا میدان ہے، ہر سال ۶؍اکتوبر کو فوجی پریڈ ہوتی ہے، سربراہ مملکت پوری کابینہ کے علاوہ غیر ملکی سفرا بھی ہوتے ہیں، اس جگہ سادات کو ایک مصری کرنل خالد اسلامبولی اور عبود الزمر نے گولیوں سے بھون دیا تھا، رابعہ العدویہ کے نام سے منسوب ایک جامع مسجد اس سے متصل ہاسپٹل، لائبریری، خواتین کی نماز کے لیے ہال ہے، ایک وسیع میدان پارک کی شکل میں ہے، کار پارکنگ کی جگہ بھی ہے، اخوانیوں نے سادات کے دور ہی سے اس کو اپنی دینی ودعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنا رکھا تھا، حسن البنا کے داماد ڈاکٹر سعید رمضان، عمر تلمسانی، مصطفیٰ مشہور وغیرہ کی وفات پر یہیں جنازے کی نماز ہوئی تھی، اس لیے کہ اس میں ہزاروں کی گنجائش ہے، اخوان نے یہیں ایک اسٹیج بنا کر دعوتی اور تربیتی تقریروں کا آغاز کردیا، بڑی تعداد میں عوام وخواص، مردوخواتین، لڑکے

لڑکیاں، بوڑھے جوان اپنی جائے نماز، قرآن مجید اور تسبیح لے کر جمع ہونے لگے، دوسرے دن مجمع ایک دم سے پچاس ہزار، تیسرے دن ایک لاکھ، پانچویں دن آٹھ لاکھ تک یہ تعداد ہوگئی۔ پروگرام چوبیس گھنٹے کا یہ ہوگیا کہ تہجد سے دن کا آغاز کرتے، اشراق کے بعد ناشتہ ہر شخص اپنے ساتھ لاتا تھا، بڑی تعداد میں لوگ پھل فروٹ اور مٹھائی تقسیم کرتے تھے، پھر تلاوت کلام پاک، حدیث شریف کا درس ہوتا، صحابہ کرامؓ کے حالات بیان کئے جاتے، پھر دعوتی اور تربیتی موضوعات پر تقریریں ہوتیں، دوسرے ہی دن اسٹیج پر بارہ تیرہ سال کی بچی اسٹیج پر آئی اور اس نے مائک پر آکر بیان کیا کہ ہم نے آج خواب دیکھا ہے کہ سیسی خون کے ایک حوض میں تیر رہے ہیں، اور کہتے جاتے ہیں کہ مجھے اور خون چاہئے، پھر اچانک اس حوض میں خون کا فوارہ ابلنے لگتا ہے اور سیسی اس میں ڈوب جاتے ہیں، بعد کے واقعات سے ثابت ہوگیا کہ خواب سچا تھا۔

اخوانی قیادت نے اس طرح کا احتجاجی جلسہ میدان النہضہ، میدان رمسیس، مسجد الفتح اور جیزہ کے میدان میں بھی منظّم کردیا، تاکہ مقامی لوگ وہیں احتجاج میں شریک ہوجائیں، ایسا ہی انھوں نے اسکندریہ، اسیوط، سوہاج، منوفیہ، طنطا اور دوسرے مرکزی شہروں میں کیا، رمضان المبارک میں تو چوبیس گھنٹے تلاوت، ذکرواذکار، تراویح وافطار کے مناظر عجیب وغریب تھے، مغربی میڈیا کے نمائندے بھی آتے تھے، ان سے ملاقات کے لیے اخوانی قیادت نے الگ انتظام کررکھا تھا، اس احتجاجی جلسہ کی مغربی میڈیا نے اچھی رپورٹنگ کی اور ہر پہلو سے اس کو بیرونی ملکوں کے لوگوں تک پہنچایا، مگر مصر کا فوجی میڈیا سورج کا انکار ہی کرتا رہا۔ نیویارک ٹائمس اور واشنگٹن پوسٹ وغیرہ نے کھل کر اعتراف کیا کہ ایسا پرامن احتجاج آج تک نہیں دیکھا گیا، بلکہ واشنگٹن پوسٹ نے یہ اعتراف کیا کہ اخوان کی پوری تاریخ بتاتی ہے کہ تشدد کا راستہ اس نے کبھی اختیار نہیں کیا اس لیے امریکہ کو چاہئے کہ وہ بھی جمہوری قدروں کو بحال کرنے میں اپنا کردار ادا کرے، ورنہ تشدد سے حالات بد سے بدتر ہوسکتے ہیں۔ اخوان کا مطالبہ یہی رہا کہ دستور اور قانون کو بحال کیا جائے، اس صورت حال کی وجہ سے عوام اور خواص دونوں میں اخوان کی مقبولیت کا گراف بڑھتا رہا، متعدد حلقوں نے اخوان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا، پھر جب عیدالفطر کے بعد مصری فوج نے بڑی بے دردی سے

قتل عام کیا تو اس سے امریکہ اور اس کے غلاموں نے یہ توقع لگا رکھی تھی کہ اخوان کے تابوت میں یہ آخری کیل ثابت ہوگا، پھر اس کے بعد صدیوں تک اسلامی حکومت کا خواب بھی کوئی دیکھنے کی جرآت نہیں کرے گا، اس طرح ان کی کرسی خطرے سے محفوظ ہو جائے گی، لیکن شہادت کا سودا جب کسی سر میں سما جاتا ہے تو اس کو بازوئے قاتل ناتواں نظر آنے لگتا ہے۔ یہ نہتے افغانیوں کا نشۂ شہادت ہی تو ہے جس نے دنیا کی دو سپر پاور کو دھول چاٹنے پر مجبور کر دیا، الجزائر کے لاکھوں شہدا نے فرانس کو ذلت و رسوائی سے دوچار کرایا، اب اخوانیوں کے سر میں سودائے شہادت سما گیا ہے، اتنی بڑی قربانی نے ان کے حوصلوں کو غیر معمولی قوت و ہمت عطا کی ہے، سینکڑوں خون ریز کریک ڈاؤن کے بعد بھی وہ زندگی و توانائی سے بھرپور بڑے منظّم انداز میں پورے ملک میں مظاہرے کر رہے ہیں، یہ سلسلہ برابر بڑھ ہی رہا ہے، ہر روز اخوانیوں کو نئے ہمدرد اور معاونین مل رہے ہیں، تازہ ترین خبروں کے مطابق مصر کے عیسائیوں نے بھی انقلاب کے خلاف اخوان کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا ہے، فیس بک پر جیسے یہ اعلان ہوا، دو دن کے اندر اسی ہزار لوگوں نے اس سے اتفاق کیا، اس سے پہلے صحافیوں، قانون دانوں، فنکاروں، نوجوانوں، یونیورسٹیز کے اساتذہ اور خواتین نے فیس بک کے ذریعہ فوج کی مخالفت کا اعلان کر دیا تھا جب سے سیسی نے یہ اعلان کیا ہے کہ آئندہ انتخابات میں وہ صدارتی امیدوار ہوں گے ان کے ہمدردوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

اس انقلاب میں سب سے زیادہ نقصان حزب النور السّلفی کا ہوا ہے۔ اس جماعت نے اپنے آقا و سرپرست کے حکم پر سیسی کا کھل کر ساتھ دیا اور حکومت کے مناصب سے استعفیٰ دے کر محمد مرسی کی مشکلات میں اضافہ کیا تھا، اب سیسی و عدلی نے مل کر سورۃ السیسی کا قیمتی تحفہ حزب النور السّلفی کو پیش کیا ہے جو عدلی منصور عیسائی کے ذریعہ شاہ تک پہنچ چکا ہے جو یہ سوچ رہے ہیں کہ سیسی کو مبارک بادی کا برقیہ کیسے بھیجا جائے۔

دوسرا قیمتی تحفہ سیکولر دستور کی شکل میں تیار کیا جا رہا ہے اگرچہ آغاز ہی میں حزب النور کو دستور جدید کی تشکیل میں شریک کیا گیا تھا لیکن اب ان کو حاشیے پر ڈال دیا گیا ہے، تیسرا سب سے قیمتی اور تاریخی تحفہ حزب النور ہی نہیں پورے عالم اسلام کو ”اسلامی مصر“ کے بجائے ”یہودی و عیسائی

مصر“ کی صورت میں دیا جا رہا ہے، یعنی عدلی منصور (عیسائی) اور سیسی (یہودی) دونوں نے غیر معمولی سرعت سے مصر کے اسلامی تشخص کو تبدیل کرنے کا کام شروع کر دیا ہے، غالباً عدلی منصور کا سفر اسی لیے ہوا تھا کہ ”حاتم دوراں“ (یعنی آل سعود کے حکمران) کا شکریہ ادا کریں، کہ محض آنجناب کی خصوصی توجہ سے صدیوں کے بعد ہم عیسائیوں کو ہمارا ملک واپس ملا ہے، یہودی بھی شکرگزار ہیں کہ فرعون کے دور میں وہاں سے نکلنے کے بعد اب وہ واپس اپنے ملک آ رہے ہیں، حضرت والا نے شام کے معاملہ میں جو پالیسی اختیار فرمائی ہے اس کا نتیجہ بھی یہی نکلنے والا ہے، تازہ ترین رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری ٹیلیویژن کے چینل نمبر ایک پر انقلاب سے پہلے خبروں کا آغاز السلام علیکم سے ہوتا تھا، اسی طرح جو بھی پروگرام ہوتے تھے ان سب کے آغاز میں بسم اللہ کہا جاتا تھا لیکن سیسی اور عدلی کی حکومت نے السلام علیکم کو ختم کر کے صبح بخیر، شب بخیر سے آغاز کئے جانے کا حکم جاری کیا ہے، یہی ریڈیو کے پروگرام میں بھی ہو رہا ہے، پورے چینل کو عیسائی اناؤنسروں کے حوالے کر دیا گیا، خبریں، تبصرے، اور پیش کش کے آغاز و اختتام کی ترتیب کی ذمہ داری مشہور متعصب مسیحی اناؤنسر جارج رشاد کو دی گئی ہے، یہ بزرگ چینل نمبر ایک پر روزانہ پانچ پروگرام پیش کر رہے ہیں، یہ وہ ذات شریف ہیں جنہوں نے تیس جون کے واقعہ کو انقلاب سے تعبیر کیا تھا، جب کہ محمد مرسی ابھی معزول نہیں ہوئے تھے، اس سلسلہ میں تحقیقاتی کمیٹی نے ان کا محاکمہ بھی کیا تھا، دوسری بات یہ ہے کہ مصری قبطی قوم کے متعصب رہنما ”تاضروس“ کے ہمراہ ویٹیکن سٹی کے دورے پر گئے تھے، تاضروس کے متعلق یہ معلوم ہے کہ انھوں نے محمد مرسی کی دعوت نئے دستور کی تشکیل کی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، پھر جب دستور تیار ہو گیا تو تاضروس نے اپنے اثر و نفوذ سے کام لے کر یورپ و امریکہ سے مالی مدد حاصل کی، تاکہ مرسی کی حکومت کو ختم کرنے میں حصہ دار بنیں، ان کی سب سے زیادہ مدد مصر کے کٹر عیسائی اور ارب پتی سرمایہ دار ”نجیب ساویرس“ نے کی جو سابق صدر حسنی مبارک اور امریکہ و یورپ میں سرگرم اسلام دشمن تحریکوں سے قریبی تعلق رکھتے ہیں، اس وقت نجیب کی ملکیت میں تین چینلز ہیں جو اسلام کی مخالفت میں چوبیس گھنٹے کام کر رہے ہیں، بڑے بڑے صحافیوں کو گرانقدر معاوضے دے کر ان پر اسلام اور خدا و رسول کے خلاف طنز و استہزا اور تنقید کا سلسلہ

چل رہا ہے اس نے دولت کا سہارا لے کر الحزب المصری الاجتماعی کے نام سے جماعت بنائی ہے جس کے اولین ارکان میں سے سیسی اور عدلی منصور ہیں، حازم ببلاوی اور صبحی صدقی بھی ہیں، موخر الذکر فوجی جنرل ہیں اور اخوان کے قتل عام میں پیش پیش رہے ہیں، نجیب نے ایک دوسری پارٹی بھی قائم کر کے موجودہ کابینہ کے باقی وزراء کو رکن بنالیا ہے، ان تمام وزراء کو ایک شاندر فلیٹ اور ایک مرسیڈیز گاڑی اور ایک ایک ملین پونڈ عارضی طور سے ماہانہ اخراجات کے لیے دیے گئے ہیں، نجیب کے علاوہ ایک دوسرے مسیحی مبلغ جمیل عزیز نے قاہرہ ٹی وی، ریڈیو کی عمارت پر دھرنا اس بات کے لیے دیا تھا کہ دینی واسلامی پروگرام ختم کئے جائیں، اور عیسائیوں کو بھی موقع دیا جائے، جمیل عزیز نے واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ۳۰/جون کا انقلاب مصری قبطیوں کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے، ہم نے چھ ملین لوگوں کو جمع کیا تھا، ہماری چھاپ مصری دستور پر ہی نہیں ہماری واضح موجودگی پارلیمنٹ میں بھی ہونی چاہئے، اگر امریکہ نے سیسی کے انقلاب کی تائید نہ کی اور محمد مرسی آگئے تو بڑا خسارہ ہوگا، ہم پھر یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اس انقلاب میں انجیل ہی نے اصل کردار ادا کیا ہے، جمیل عزیز نے اندیشہ ظاہر کیا کہ مصر کی تمام شاہراہوں اور گلیوں میں اخوانی موجود ہیں اور مزید قربانی دینے کے لیے تیار نظر آتے ہیں، ہم نے اسلام سے جنگ کی ہے، ہم پھر اس سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں، مشہور اخوانی مصنف ڈاکٹر حلمی القاعود نے لکھا ہے کہ ۵/نومبر کو روزنامہ الیوم السابع نے لکھا ہے کہ دستور میں جو دیباچہ لکھا گیا ہے اس میں دین اسلام اور شریعت اسلامیہ کے الفاظ درج ہی نہیں ہیں، ازہر کو اس پر راضی کرلیا گیا ہے، عجیب بات یہ ہے کہ حزب النور سے مشورہ بھی نہیں کیا گیا، مصر کے قبطی عیسائیوں نے شدت سے اس پر زور دیا ہے کہ وہ اسلام یا شریعت کا تذکرہ بھی دستور میں کہیں بھی کرنے کو قبول نہیں کریں گے، ڈاکٹر حلمی القاعود نے سیسی کے مشیر خاص ڈاکٹر مصطفیٰ حجازی کا یہ قول نقل کر کے گویا انقلابیوں کے مستقبل کے عزائم سے پردہ اٹھادیا ہے، وہ یہ کہ ”اسلام کی وفات ہوچکی وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتا، مستقبل میں جو چیز آنے والی ہے وہ مغربیت یا استبداد ہے، جس کی ولادت اب ہوئی ہے“۔

انقلاب کے بعد مصر میں داڑھی اور حجاب کی بحث زور شور سے چل رہی ہے، مصری فوج کے جنرل صبحی صدقی نے پہلے سے ان اخوانیوں کی فہرست تیار کر کے قاتل دستوں کے

حوالے کردیا تھا جو داڑھی رکھتے ہیں، کریک ڈاؤن کے دوران چن چن کر داڑھی والوں کے سر اور سینے کو نشانہ بنایا گیا، ٹیکسی والوں کو ہدایت تھی کہ کسی داڑھی والے اور حجاب میں کسی خاتون کو نہ بٹھائیں، اس طرح سرکاری ہسپتالوں کو بھی ہدایت کردی گئی تھی، ایئرپورٹ تک یہ ہدایت پہنچ گئی، بیرونی ممالک سے آنے والے سفر کے آغاز ہی پر داڑھی منڈانے پر مجبور ہورہے ہیں، اس لیے کہ داڑھی کی صورت میں ایئرپورٹ پر گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جاتا ہے، حزب النور السّلفی کے ارکان لمبی اور طویل داڑھی کے لیے مشہور ہیں، سیسی کے حکم کے مطابق ٹرین، بس اور ٹیکسی کے مسافروں کو داڑھی کی صورت میں اتار دیا جاتا ہے، خواتین کو بھی بے عزت کیا جارہا ہے، پانچ ہزار مسجدیں بند ہیں، جہاں جمعہ اور پانچ وقت کی نمازیں نہیں ہورہی ہیں جو لوگ نماز کے لیے آتے بھی ہیں وہ زیر نگرانی ہوتے ہیں، ایسے لوگوں سے کہا جارہا ہے کہ وہ گھروں میں نماز پڑھیں۔

پورے ملک کی صورت حال یہ ہے کہ اخوان کی طرف سے شہروں اور قصبات میں پُرامن مظاہرے ہورہے ہیں، معاشرہ کے ہر طبقہ کے لوگ اپنی شرکت سے ان مظاہرین کی تائید کررہے ہیں، تحریر چوک کو (جو قلب شہر میں ہے) ہر طرف سے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے گھیر دیا گیا ہے، بڑی شاہراہوں پر مظاہرین ہاتھوں میں بینر اور رابعہ العدویہ کا رمز چار انگلی لئے ہوتے ہیں فوج اور پولیس مستعد اور چوکنا ہے، مسلسل چار ماہ سے یہ آنکھ مچولی ہورہی ہے، فوج اور پولیس دونوں تھک چکی ہے، جن فوجیوں اور سپاہیوں نے اخوانیوں پر گولیاں چلائی تھیں ان کی بڑی تعداد فوج سے علاحدہ ہوچکی ہے، ضمیر کی سرزنش نے ان کو ذہنی، نفسیاتی اور اعصابی طور پر بیمار کر ڈالا ہے، معاشرہ میں وہ الگ تھلگ ہوچکے ہیں، ان کے بچے مدارس کا رخ کرتے ہوئے گھبراتے اور شرماتے ہیں، قاتل کی اولاد کے نعرے ان کا پیچھا کرتے ہیں ان قاتلوں کے شب وروز کا چین وسکون اور بھوک ختم ہوچکی ہے، وہ غنڈے اور رہزن جن کو وزارت داخلہ نے جیلوں سے نکال کر اخوان کے خلاف کارروائی کے لیے چھوٹ دیدی تھی اب یہی لوگ کھلے عام چوری وڈکیتی اور قتل وعصمت دری اور اغوا کے جرائم دھڑلے سے کررہے ہیں، پولیس اس لیے ان پر ہاتھ نہیں ڈالتی کہ ان کے سارے گناہ

وزارت داخلہ نے معاف کر کے کلین چٹ دیدی ہے، مصری وزارت داخلہ نے اخوانیوں کے بارے میں پالیسی بنا رکھی ہے کہ یا تو اپنی تحریک ختم کر دو یا پھر ہلاکت کے لیے تیار ہو جاؤ، جیلوں میں بند لوگوں کو بری طرح ٹارچر کیا جا رہا ہے، نوجوان لڑکیوں اور کمسن بچوں کو بھی طرح طرح کی سزائیں دی جا رہی ہیں، ازہر یونیورسٹی کے طلبہ اور اساتذہ کھل کر سیسی کے خلاف احتجاج کے لیے سڑکوں پر آ گئے ہیں، شیخ الازہر کے گھناؤنے کردار نے علماء کے وقار کو غیر معمولی نقصان پہنچایا، عوام اب ان پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، محمد مرسی کے مختصر عہد میں پچیس ہزار مسجدوں کی تعمیر ہو گئی تھی، دینی کتابوں کی اشاعت بڑھ گئی تھی، اب صورت حال یہ ہے کہ فحش لٹریچر کا سیلاب آ گیا ہے، ٹی وی پر امریکی فلموں کو کثرت سے پیش کیا جا رہا ہے، اور ریڈیو، ٹی وی کے مباحثوں میں عیسائی اور لادینی عناصر اور کمیونسٹ ہی چھائے ہوئے ہیں، علماء کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، دینی شعائر کی توہین سے اب کوئی پروگرام خالی نہیں۔

اسی کے ساتھ ملک کو اونے پونے بڑی سرعت سے فروخت کیا جا رہا ہے، مثال کے طور پر سیدہ زینب محلّہ ہے، جہاں حضرت زینب کا مقبرہ ہے، قاہرہ کے قدیم ترین محلوں میں ہے، اس پورے محلّہ کو ایک ملک نے خرید لیا ہے، تاکہ اس پورے علاقہ کو منہدم کر کے مشہد بنا دیا جائے، جہاں زائرین آیا کریں، ازہر کے مستقبل کے بارے میں بھی اندیشہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ نصاب تعلیم سے جہاد اور غزوات سے متعلق آیتیں حذف کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

نہر سوئز میں جہاز رانی کا ٹھیکہ امارات کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ہے، کسی دن بھی یہ خبر آ سکتی ہے کہ نہر سوئز کو ٹھیک کرنے کیلئے فی الحال اس کو بین الاقوامی جہاز رانی کیلئے بند کر دیا گیا ہے، سینائی کے علاقہ کے زیادہ تر ٹھیکے اسرائیلی کمپنیوں کو دے دیے گئے ہیں، سیسی، عدلی اور البرادعی کو اسرائیل نے اعلیٰ ترین اعزاز سے نوازا ہے، انقلاب کے بعد ہی سے اسرائیلیوں کی بکثرت آمد بغیر ویزے کے ہو رہی ہے، اسرائیل میں تو جشن کا ماحول ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا مصر کا یہ سفر روشنی سے تاریکی کی طرف نہیں ہے، حزب النور السّلفی اور ان کے سرپرستوں کو غور کرنا چاہئے۔ اولٰئك الذين اشتروا الضلالة بالهدىٰ

انا للّٰه وانا اليه راجعون

شام میں سرگرم جماعتیں: ایک تعارف

منور سلطان ندوی

متعدد عرب ممالک میں زبردست عوامی بیداری اور حکومت کے خلاف احتجاج اس لحاظ سے ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوا کہ وہاں کے عوام کو ان ظالم و جابر حکمرانوں سے نجات مل گئی، یہ الگ بات ہے کہ ان ملکوں کو اب تک استحکام نصیب نہیں ہوا ہے، صرف شام ایک ایسا ملک ہے جہاں بشار حکومت کے خلاف زبردست عوامی احتجاج اور لاکھوں افراد کی جانی قربانیوں کے باوجود اب تک وہاں کے عوام کو بشار سے چھٹکارا نصیب نہیں ہوا ہے، جس کی ایک بڑی وجہ عالمی طاقتوں کے اپنے مفادات ہیں، گویا شام کی ساری قربانیاں ان مفادات کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں، دوسری اہم بات یہ کہ شام کی اس جنگ سے خود شام کا نقصان ہو رہا ہے، مسلمان آپس میں لڑ کر اپنی طاقت ختم کر رہے ہیں، اور بڑی طاقتیں یہی چاہتی ہیں، پھر بھلا وہ اس کے لئے پریشان کیوں ہوں، امریکہ اور دیگر طاقتیں جو شام میں جمہوریت کی بحالی کی باتیں کرتی ہیں وہ بھی دراصل یہ نہیں چاہتے کہ شام میں اسلامی رجحان رکھنے والے افراد حکومت میں آسکیں، بلکہ وہ اپنے ایسے افراد کی حکومت چاہتے ہیں جو بظاہر شامی مگر اصلاً امریکی مفادات کے محافظ بلکہ اس کے پٹھو ہوں، اسی لئے اس خانہ جنگی کو طول دیا جا رہا ہے، اور شام میں ہونے والی ہلاکتوں اور بشار کی قہر سامانیوں پر پوری دنیا خاموش ہے۔

بشار حکومت کے خلاف شام میں بہت سی جماعتیں سرگرم ہیں، ان میں بڑا حصہ وہاں کے علماء اور دینی رجحان رکھنے والے افراد کا ہے، ان کا واضح موقف ہے کہ شام کو بشار سے نجات دلانے کے بعد وہاں اسلامی نہج پر جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کریں گے، ایسی جماعتیں بہت سی ہیں، چند اہم جماعتوں کے احوال اس طرح ہیں:

جبهة النصرة:

پورا نام جبهة النصرة لاهل الشام ہے یہ ایک طاقتور جہادی تنظیم ہے، جس کے بانی و قائد ابو محمد جولانی ہیں، شام کے موجودہ بحران کے تناظر میں ۲۰۱۱ء کے اواخر میں اس کا قیام

عمل میں آیا، کم وقت میں اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور بشار الاسد کے خلاف بہت مضبوط طاقت شمار کی جانے لگی۔ ۲۰۱۲ء میں جبهۃ النصرۃ نے شامیوں کو حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانے اور جہاد کرنے کا پہلا بیان جاری کیا، اس تنظیم کے سارے بیانات موسسۃ المنارۃ البیضاء للانتاج الاعلامی کے حوالہ سے آتے ہیں۔

جبهۃ میں شامل زیادہ تر شام کے وہ افراد ہیں جو عراق، افغانستان، چیچنیا وغیرہ میں جہاد میں شامل ہو چکے ہیں اور جن کے پاس جنگ کی بڑی مہارت ہے، اس تنظیم میں شامل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ مختلف شرائط کی پابندی کرتا ہو، مثلاً دینی فرائض کی پابندی، کسی معتبر شخص کا تصدیق نامہ اور سنجیدگی وڈسپلن کا اظہار وغیرہ۔

امریکہ کی انٹلی جنس رپورٹ نے اس تنظیم کا تعلق عراق میں سرگرم القاعدہ سے جوڑا ہے، ۲۰۱۲ء میں امریکی حکومت نے اس تنظیم کو دہشت گرد تنظیم قرار دیا، شام کے مخالف گروپ الجیش الحر اور دیگر لوگوں کی طرف سے اس بیان کی بڑی مخالفت ہوئی۔

بشار کے نظام حکومت کے خلاف اس کی بڑی سرگرمیاں ہیں، متعدد مواقع پر دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر بھی اس نے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔

الدولۃ الاسلامیہ فی الشام والعراق:

یہ ایک جہادی تنظیم ہے جس کا بنیادی مقصد عراق اور شام میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہے، یہ تنظیم عراق اور شام کے متعدد علاقوں پر قابض ہے، اس کے قائد امیر المومنین کے لقب سے جانے جاتے ہیں، اکتوبر ۲۰۰۶ء میں ایک معاہدہ کے تحت مختلف جہادی ٹکریوں کے اتحاد سے اس کا قیام عمل میں آیا، پہلے امیر المومنین ابو عمر بغدادی تھے، جو ۲۰۱۰ء میں شہید ہوئے، ان کے بعد ابوبکر بغدادی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، اس وقت یہی امیر ہیں، ان کے دور میں کام میں بڑی وسعت آئی، جیسے مرکزی بنک کا قیام، وزارت عدل، ابوغریب اور حوت جیل میں آمد ورفت وغیرہ۔

شام کے بحران کے بعد جب جبهۃ النصرۃ کا قیام ہوا، تو دولۃ الشام والعراق کے امیر نے جبهۃ النصرۃ میں ادغام کا اعلان کیا، چنانچہ اس کے بعد دونوں تنظیموں نے مل کر الدولۃ

الاسلامیۃ فی العراق والشام کے نام سے سرگرمیاں جاری رکھیں، شام میں اس تنظیم کی طاقت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، اور شامی نوجوانوں میں اس کے تئیں بڑا جوش ہے۔

عراق کے اکثر صوبوں میں اس کا وجود ہے، لیکن خاص طور پر سنیوں کے چھ صوبوں میں اس کی گرفت ہے، جبکہ شام کے مختلف صوبوں مثلاً رقہ، حلب، ریف اللاذقیہ، دمشق اور اس کے اطراف، دیر الزور، حمص، حماۃ، حسکۃ، ادلب وغیرہ میں اس کی حکومت ہے، ان میں سے بعض صوبوں میں گرفت زیادہ ہے اور بعض میں کم۔

شام میں حکومت اور حکومت کے تعاون میں پیش پیش دوسری فوجی طاقتوں سے یہ برسر پیکار ہیں، جس میں الجیش العراقی، الجیش العربی السوری، حزب اللہ شیعی ملیشیا وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ یہ تنظیم شام وعراق میں دعوتی رفاہی اور سماجی سرگرمیاں بھی انجام دیتی ہے، مثلاً محاکم شرعیہ کا قیام، مدارس کا قیام، مساجد کی تعمیر، رفاہی سنٹرس کا قیام وغیرہ، اس کے علاوہ شام وعراق میں غریب مسلمانوں کے درمیان زکوۃ اور عطیات کی تقسیم، بچوں میں کھانوں کی تقسیم، عید الاضحیٰ میں قربانی کا نظم وغیرہ۔

الدولۃ الاسلامیۃ کے پاس بڑی فوجی طاقت ہے، ان کے مجاہدین دنیا کے دیگر فوجوں سے ممتاز ہوتے ہیں، ان مجاہدین کی تعداد لاکھوں میں ہے، یہ جنگ کا بڑا تجربہ رکھتے ہیں، کیونکہ ان میں شامل بہت سے مجاہدین چیچنیا اور افغانستان میں روس اور امریکی فوج سے اسی طرح عراق میں امریکی فوج سے جنگ کر چکے ہیں، ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہیں، جو انہوں نے عراقی اور شامی فوج سے چھینے ہیں، بعض کارروائیوں کی بنیاد پر اب یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ اس تنظیم میں ایسے افراد داخل ہو گئے ہیں جو آپس میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اسلئے تحقیق ضروری ہے۔

الجیش السوری الحر:

شام کی فوج سے نکلے ہوئے فوجیوں پر مشتمل اس تنظیم کا قیام باغی کمانڈر ریاض موسی الاسعد کی قیادت میں جولائی ۲۰۱۱ء میں ہوا، اسکے متعدد فوجی بریگیڈ اور بٹالین ہیں، مختلف محاذ پر اس نے بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں، اور یہ سرکاری فوج سے برسر پیکار ہیں۔

الائتلاف الوطنی لقوی الثورة والمعارضة السوریة:

شام کے موجوہ بحران سے نکلنے، مختلف جماعتوں میں اتحاد پیدا کرنے، حکومت کی منتقلی کیلئے حکمت عملی تیار کرنے، اور فوجی وسول جماعتوں کو منظّم کرنے لئے ایک قومی متحدہ محاذ بنایا گیا، یہ شام میں بشار حکومت کے خلاف سرگرم جماعتوں، تحریکات کا قومی متحدہ محاذ ہے، جو مختلف جماعتوں اور تنظیموں کے اتحاد سے وجود میں آیا ہے، اس کا قیام دوحۃ قطر میں نومبر ۲۰۱۲ء میں ہوا، معروف داعی اور جامع مسجد اموی کے سابق امام معاذ الخطیب کو اس کا صدر بنایا گیا، جبکہ ریاض سیف اور سہیر اتاسی کو ان کے نائبین اور مصطفیٰ صباغ کو جنرل سکریڑی کی ذمہ داری دی گئی، یہ قومی متحدہ محاذ کی نشستوں پر مشتمل ہے، جس کی نمائندگی مختلف جماعتیں کرتی ہیں، اس اتحاد میں المجلس الوطنی السوری، الہیئۃ العامۃ للثورۃ السوریۃ، لجان التنسیق المحلیۃ، المجلس الثوری، رابطۃ العلماء السوریین اتحادات الکتائب اور دیگر بہت سی جماعتیں اور شخصیات شامل ہیں، خلیج کے عرب ممالک کی تعاونی کانسل جس میں سعودی عرب، قطر، بحرین، عرب امارات، کویت اور عمان شامل ہیں، نے سب سے پہلے اس اتحاد کو شامی عوام کا حقیقی نمائندہ مانا، اور بشار الاسد سے اپنی حمایت واپس لے لی، اس کے بعد عرب لیگ نے بھی اس کی حمایت کی، اس وقت اس قومی متحدہ محاذ کو ترکی، امریکہ، فرانس، عرب لیگ وغیرہ کی حمایت حاصل ہے، امریکہ نے اپنے ایک بیان میں شام کے عوام کو اس متحدہ محاذ کی تشکیل پر مبارکبادی بھی دی ہے، اس کے علاوہ بائیس ممالک سے اس کے سفارتی تعلقات قائم ہیں، ترکی، جرمنی، فرانس، امریکہ، قطر، خلیجی ممالک وغیرہ میں اس کے سفارتخانے قائم ہیں، مارچ ۲۰۱۳ء میں احمد معاذ الخطیب نے اپنے استعفی کا اعلان کیا، ان کے بعد ''سید غسان ہیتو'' عبوری حکومت کے سربراہ بنائے گئے، اس وقت ''شیخ احمد جربا'' اس متحدہ محاذ کے سربراہ، دکتور بدر جاموس جنرل سکریٹری اور تین نائب صدور کے علاوہ سیاسی بورڈ اور جنرل باڈی پر مشتمل اس کا نظام ہے، اس متحدہ محاذ میں ۱۱۱/ جماعتیں شامل ہیں۔

❁❁❁

http://www.islammemocc/

مصر کے طلبہ سرتاپا احتجاج-فوجی حکومت نامنظور

محمد مرسی کی واپسی تک تعلیم بندر کھنے کا نعرہ

ترجمانی: محمد ذاکر ندوی

مصر کے خونیں ودہشت گردانہ نام نہاد انقلاب کے پیشواؤں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ ۱۸اور۱۹ سال کے نوعمر ونوخیز طلبہ کی جماعت بھی ان کے اس انقلاب کے خلاف صف بستہ ہوجائے گی، اور پوری مستعدی وجاں فشانی کے ساتھ حالیہ ظلم وبربریت کے خلاف محاذ قائم کردے گی، اور پوری قوت وتوانائی کے ساتھ فوجی حکومت کے خاتمے کی صدا بلند کرے گی اور نعرہ لگائے گی، ''فوجی حکومت ختم ہوگی... فوجی حکومت ختم ہوگی''۔اسی طرح انقلابیوں نے یہ بھی نہ سوچا ہوگا کہ اس سیلابِ بلاخیز کی موجیں جوان کا خاتمہ کردینا چاہتی ہیں، ان کے خوابوں کو چکنا چور اور ان کے اوہام وتصورات کو دریابرد کردینا چاہتی ہیں، ابتدائی، پرائمری اور سکنڈری اسکولوں سے اٹھیں گی، اور عزم واستقلال، پامردی وثابت قدمی کا پہاڑ بن جائیں گی۔اور واقعتاً اس کی توقع بھی نہ تھی کہ مصری اسکولوں کے طلبہ بھی انقلاب کے خلاف میدان میں آجائیں گے اور ''رابعہ'' (جو کہ ثابت قدمی واولوالعزمی کا رمز ہے) کی علامت والے بینر وپوسٹر لے کر صدائے احتجاج کے لیے نکل کھڑے ہوں گے، اور چیخ چیخ کر اس ظالمانہ انقلاب کے خاتمے، اس کے پیشواؤں اور فوجیوں کی ہلاکت وبربادی کا نعرہ لگائیں گے، نہ انہیں بندوقوں اور توپوں کا خوف ہوگا، اور نہ ہی دوسرے وسائلِ جنگ آنسو گیس وغیرہ (تاریخ میں پہلی بار طلبہ کے مظاہروں پر انقلاب کی سیکوریٹی فورسز کی جانب سے جس کا استعمال کیا گیا) ان کی حوصلہ مندی واولوالعزمی پر اثر انداز ہوسکیں گے، مصر کے نوجوانوں نے تو تمام قیاس آرائیوں ہی کو غلط ثابت کردیا اور جملہ تخمینی اعداد وشمار سے آگے نکل گئے، فوج کی گرفتاریاں بھی انہیں خائف نہ کرسکیں، اور حد تو یہ ہے کہ گرفتاری کے بعد بھی انقلابیوں کے جیل میں ''رابعہ'' کا پرچم لہراتے رہے۔

زرد رنگ اور چار انگلیوں والا نقش (جو کہ فی الحقیقت حکومت اخوان کا نشان اور اس کا پرچم ہے) اسے دیکھ کر انقلابیوں پر مجنونانہ کیفیت طاری اور بوکھلاہٹ حاوی ہوجاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی طالبِ علم زرد ٹی شرٹ میں ملبوس نظر آتا ہے جس پر چار انگلیوں والا نقش ہو یا اس علامت کو فضا میں لہراتا ہے تو اس منظر کو دیکھ کر ان کے چہرے سرخ ہوجاتے ہیں، ان کا غصہ اپنی

انتہا کو پہنچ جاتا ہے، اسے گرفتار کر لیتے ہیں بلکہ گولیاں چلانے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں لیکن قابلِ دادو تحسین ہے ان طلباء کی جرأت مندی کہ اس کے بعد بھی ان کے پایۂ ثبات میں لغزش نہیں آتی ہے، اور فوجی مظالم اور ان کی مجرمانہ کاروائیاں بھی ان کے لیے حوصلہ شکن ثابت نہیں ہوتی ہیں۔

انقلابی وزارتِ تعلیم نے سیکوریٹی اداروں کے ساتھ مل کر یہ اعلان کیا ہے کہ جو طالبِ علم بھی ''رابعہ عدویہ'' کے شہداء کے بابت اپنی ہمدردی و بہی خواہی کا نعرہ لگائے گا اور ان کے ساتھ اپنا اتحاد جتائے گا، یا کسی انقلاب مخالف ریلی کی ترتیب و تنظیم میں شریک ہوگا، اس کے خلاف کاروائی کی جائے گی اور اس پر ایکشن لیا جائے گا، مدارس سے اٹھنے والے اس انقلاب مخالف سیلابِ بلا خیز سے مقابلہ کی کوشش کیلئے انقلابیوں کی خبط الحواسی اور حیرت انگیزی یہیں سے عیاں ہو جاتی ہے۔

مصری اسکولز اس وقت سیاسی سرگرمیوں اور خونریز انقلاب مخالف نعروں کی جلوہ گاہ بنے ہوئے ہیں، اور فوج کی استحصالی کارروائیاں، طلبۂ و طالبات کی گرفتاریاں اور مظاہروں پر قابو پانے کیلئے سڑکوں حتی کہ مدارس کے اندر بھی ان کے ساتھ ناروا سلوک، ان کے قوتِ حوصلہ اور عزمِ جوانمردی کو کم نہ کر سکے ہیں۔

جب سے مصری اسکولز، جامعات اور یونیورسٹیوں میں تعطیل کے بعد دوبارہ تعلیم شروع ہوئی ہے، فوجی انقلاب ہسٹریائی اور ہیجانی کیفیت کا شکار ہو گیا ہے، اور اکثر اسکولوں اور کالجوں میں پولیس اور فوج کی ایک بڑی تعداد بکھری ہوئی ہے، جس کی وجہ سے وہ فوجی چھاؤنیوں اور کیمپوں کا منظر پیش کر رہے ہیں، اور بعض اسکولز و کالجز کے مہتمم صاحبان نے تو فوجی دھمکی اور دباؤ میں آکر ''قومی ترانہ'' نشر کرایا ہے، جس سے فوجی انقلاب کے جرائم و مظالم کی تائید ہوتی ہے، لیکن اکثر اسکولوں کے طلبہ فوج کی دھمکیوں کو خاطر ہی میں نہیں لائے اور کثیر تعداد میں مدارس میں ان کی موجودگی کے باوجود انقلاب مخالف احتجاجی سرگرمیوں کی تنظیم و تنسیق میں مشغول رہے۔

اسکندریہ میں (جہاں کے فرزندگان کی ثابت قدمی و پامردی، عالی ہمتی و بلند حوصلگی نے انقلابیوں کی نیند حرام کر رکھی ہے) روزانہ اسکولوں سے بڑے پیمانے پر ریلیاں نکلتی ہیں، چنانچہ وہاں کی تعلیمی انتظامیہ کے تحت چلنے والے اسکولز کے طلبہ معزول صدر ڈاکٹر مرسی کی واپسی اور قانونی حکومت کی بحالی کے لیے پرزور نعرے لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور پوری قوت کے ساتھ فوجی انقلاب کی خونریزیوں و سفاکیوں کی مذمت کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔

''البحیر ۃ'' میں ''صلاح سالم الثانویۃ'' مدرسہ کے طلبہ نے بھی دہشت گردانہ وسفاکانہ

انقلاب کے خلاف ''کفر الدوار'' علاقہ میں ریلیاں نکالیں، اسی طرح ''بنھا'' نامی شہر میں (الشیماء الثانویۃ للبنات'' نامی مدرسہ میں طالبات نے فوجی حاکم کی موجودگی میں ''رابعۃ'' کی علامت والا پرچم لہرایا۔ یہ عمل دراصل طلبہ کے خلاف نام نہاد انقلابیوں کی بہیمانہ و دہشت پسندانہ مہم کاری کا ری ایکشن تھا، جس پر اسکول کے چند انقلاب پسند اساتذہ مشتعل ہو گئے، اور ایک طالبہ کی خوب جم کر پٹائی کی اور ایسا کرنے پر دوسری طالبات کو بھی مدرسہ سے خارج کر دینے کی دھمکی دی، اور یہ کام صرف فوجی گورنر کو خوش رکھنے اور ان کے جذبات کو ملحوظ خاطر رکھنے کے لیے کیا گیا۔

''اسماعیلیہ'' کے علاقے بھی طلبہ کی انقلاب مخالف سرگرمیوں کا مرکز بنے رہے، اور وہاں انقلاب کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف کاروائیاں اور مہم جوئیاں بھی اس راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ شہرِ اسماعیلیہ کے ''مدرسۃ الزہور الثانویۃ'' کی طالبات نے بھی انقلاب مخالف مظاہروں میں شرکت کی، جبکہ اس سے پہلے مدرسہ کی انتظامیہ نے تین طالبات کا محض انقلاب مخالف ریلیوں اور مظاہروں میں شرکت کی وجہ سے نام خارج کر دیا تھا، اور دوسری طالبات کو ان جیسی سرگرمیوں میں شریک ہونے پر سخت دھمکی بھی دی۔ ''دقھلیۃ'' میں طلبہ نے اپنے دوسرے ہم عمر رفقاء کے ساتھ مل کر ملکی سطح پر انقلاب مخالف سرگرمیوں میں حصہ لیا، اور انقلاب کی تردید اور شرفاء و بے قصوروں کی گرفتاری کی مذمت میں اونچی سطح پر مظاہرہ کیا۔

''مطریۃ'' میں طلبہ کی انقلاب مخالف تحریک نے اسکول ''ماہر أحمد الثانویۃ'' کے سامنے تعلیم شروع ہونے سے پیشتر ہی زبردست مظاہرہ کیا، تاکہ مظاہرہ کی وجہ سے تعلیم متأثر نہ ہو سکے، طلبہ اپنے ہاتھوں میں بینر اور پوسٹر لیے ہوئے تھے، جو ایک طرف تو ڈاکٹر مرسی کی حمایت اور ان کے قانونی منصب کی بحالی کا مطالبہ کر رہے تھے اور دوسری طرف بہیمانہ فوجی انقلاب کی پوری شدومد کے ساتھ مذمت کر رہے تھے۔ ''الشرقیۃ'' کے طلبہ نے بھی انقلاب کے تصفیہ اور خاتمہ کے لیے اپنی مہم جوئی و سرگرمی جاری رکھی، اور ''قرین'' کے طلبہ کی مخالفتِ انقلاب کی دعوت پر وہاں ہونے والے زبردست مظاہروں میں شرکت کی، جس میں جامع ازہر کے طلبہ بھی شریک تھے۔

طلبہ نے مصر میں بڑے پیمانے پر ریلیاں نکالیں، جو ''المعھد الدیني الأزھري'' کے سامنے سے شروع ہوئیں پھر ''مدرسۃ الثانویۃ التجاریۃ'' اور ''مدرسۃ الثانوي العام'' سے گزرتے ہوئے ''المعھد النموذجي'' پہنچیں، اس درمیان طلبۂ و طالبات کی ایک معتد بہ تعداد موجود رہی جنہوں نے پوری قوت کے ساتھ اپنی انقلاب مخالف مہم اور سرگرمی کو اس وقت تک جاری رکھنے کا اعلان

کیا جب تک کہ یہ فوجی انقلاب زوال کا شکار نہ ہو جائے، اور ڈاکٹر مرسی اپنے سابق منصب پر بحال نہ کر دیے جائیں۔ اور ان ریلیوں کے دوران انقلاب کی مذمت اور معزول صدر ڈاکٹر مرسی کی واپسی کے مطالبہ میں نعرے لگائے اور بینر و پوسٹر کے ذریعہ جن پر اس طرح کی عبارتیں کندہ تھیں انقلاب کے خلاف اپنی شدید ناراضگی ظاہر کی۔

''سطنۃ'' کے مرکز ''محافظۃ الغربیۃ'' میں ''معہد میت حوای'' کے سامنے سیکڑوں طلبہ نے ایک زبردست احتجاج کیا اور پھر انقلاب کی مذمت اور صدر ڈاکٹر مرسی کے قانونی حق کو تقویت بہم پہنچانے کے لیے علاقہ کی سڑکوں پر ریلیاں نکالیں، ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ''صعید'' درندہ صفت فوجی انقلاب مخالف سرگرمیوں میں سب سے نمایاں رہا، ''قنا'' کے اسکولوں کے طلبہ بھی تعلیم شروع ہوتے ہی اس انقلاب کے خلاف بغاوت کا علم لے کر میدان میں آ گئے، بڑے پیمانے مظاہروں میں شرکت کی، طلبہ کی گرفتاریوں کی مذمت کی، اور ان کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا جارہا ہے اور جارحانہ برتاؤ برتا جارہا ہے، اسے سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔

نوجوانانِ انقلاب کے اتحاد کے منتظم محمد عباس نے کہا کہ: ''ہمیں طلبہٴ مصر کو ان کی اس جرأت مندی و بیباکی پر سلام پیش کرنا چاہئے جو نہایت جواں مردی و عالی حوصلگی کے ساتھ اس ظالم فوجی حکومت کے خلاف محاذ آرا ہیں اور اس کے خاتمہ کیلئے پوری توانائی صرف کر رہے ہیں جو ان کی حریتِ رائے اور آزادی کا قلع قمع کرنا چاہتی ہے۔ اسی طرح انہوں نے مدارس میں پولیس کی موجودگی کی بھی کھل کر مذمت کی... انہوں نے مزید کہا: ہم نے مدارس واسکول کے طلبہ پر فوجی ظلم و بربریت کے ایسے مناظر دیکھے ہیں جن کا تصور ناممکن تھا، اور جو میرے حاشیہٴ خیال میں بھی نہ تھے، اس کے باوجود بھی باشعور و حساس طلبہ خاتمہٴ انقلاب کیلئے اپنی جہدِ پیہم اور سعی مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں، اور عظمت و شرافت کی ایک نئی تاریخ رقم کرنے کیلئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔

۞۞۞

محمد مرسی کی کرسی پر مصری فوج کا غاصبانہ قبضہ

(مدیر تحریر بانگ حرا)

گذشتہ دنوں عالم اسلام میں اچانک دو ایسے واقعات رونما ہو گئے جن کے لئے خفیہ طریقہ سے سازشوں کے تانے بانے بہت پہلے سے بنے جارہے تھے، پھر چھوٹے موٹے واقعات کو بہانہ بنا کر ان سازشوں کو عملی شکل دینے میں کامیابی حاصل کر لی گئی۔

پہلا واقعہ تو بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت اور وہاں کی جماعت اسلامی کا ہے، جماعت اسلامی نے ۱۹۷۰-۱۹۷۱ء کی جنگ میں بعض دوسری پارٹیوں کی طرح مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے علیحدہ کئے جانے کی مخالفت کی تھی، مگر علیحدگی پسندوں کے تند و تیز سیلاب کے سامنے کوئی نہ ٹک سکا اور ۲۴ سال کے بعد مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا، بنگلہ دیش کے بن جانے کے بعد وہاں کی جماعت اسلامی اپنے کو ملک و ملت کے مسائل کے ساتھ مربوط کر کے قومی دھارے میں شامل ہوگئی، لیکن حسینہ صاحبہ کا اصرار ہے کہ وہ اپنے باپ (مجیب الرحمٰن) سے نظریاتی اختلاف رکھنے والوں کو کسی صورت چین سے رہنے نہ دیں گی، آخر وہاں کے ججوں نے جماعت کے ایک ۹۰ سالہ سابق بزرگ قائد کو ۹۰ سال کی سزا سنا کر شیطان کو خوش کر دیا اور تاریخ میں اپنا ''تاریخی فیصلہ'' درج کروا دیا۔

دوسرے واقعے کا تعلق ایک طاقتور مسلم ملک مصر سے ہے، پورے ۶۰ سال کے بعد مصر کے پہلے منتخب صدر محمد مرسی کو فوج نے معزول کر کے خود اقتدار پر قبضہ کر لیا، تادم تحریر وہ کسی نامعلوم مقام پر رکھے گئے ہیں، ان پر جاسوسی، تشدد بھڑکانے، ملک کے اقتصادی نظام کو تباہ کرنے کے الزامات عائد کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں تاکہ ان پر مقدمہ چلایا جاسکے۔ ۶۰ سال سے فرعونیت کے جبر تشدد سے زار و نزار ملک مصر میں ڈاکٹر محمد مرسی کا اقتدار یقیناً عوامی بیداری کی پیداوار اور جمہوریت کی دَین تھا، یہ پہلی بار دیکھنے میں آیا کہ عالم عربی کے کسی ملک نے اپنے کسی حکمراں کو اپنا مینڈیٹ دے کر صدارتی محل تک

پہنچایا تھا۔ محمد مرسی کی پارٹی کو الیکشن میں اکثریت حاصل ہوئی تھی، تو اسی ''بانگ حراء'' میں
راقم نے اپنی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے اپنی زندگی کا مبارک ترین دن قرار دیا
تھا، لیکن جب ایک سال کے بعد مصر کے فوجی ڈاکوؤں نے ان کو معزول کر کے عبوری
حکومت قائم کرنے کا اعلان کر دیا اور صدر پر مقدمہ چلانے کا عندیہ دیا تو ذہن پر ایسا شاک
لگا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مگر جب ہم اس پورے منظر نامے کو ایمان کی عینک سے دیکھتے ہیں اور واقعات کے
تناظر میں گہرائی میں جاتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ صدر کو معزول کئے جانے میں کچھ بھی نیا
اور حیرت افزا نہیں ہے۔ فرعونی ذہن رکھنے والوں، جمال عبدالناصر کے چیلوں، عربی
قومیت اور اشتراکیت کے پرانے کھلاڑیوں اور امریکہ کے گماشتوں نے اپنی پرانی روایت
دہرائی ہے۔ مصر میں فوجی بغاوت کی تاریخ ۱۹۵۲ء سے شروع ہوتی ہے، جب شاہ فاروق
کو معزول کیا جاتا ہے، پھر یکے بعد دیگرے نجیب، جمال عبدالناصر، سادات اور حسنی
مبارک جیسے ڈکٹیٹرز آتے ہیں اور آمریت کی جڑیں مضبوط کرتے ہیں اور ۲۰۱۲ء تک مصر کی
سرزمین میں ایک دن کے لئے بھی جمہوریت اور اسلامیت کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔

جبر واستبداد اور سخت ایمرجنسی کی اذیتوں سے کراہتے ہوئے مصر میں یہ حیرت زا اعجوبہ
ہی تھا کہ ڈاکٹر محمد مرسی نے مزدوروں اور ملازموں سے براہ راست بات چیت کی، اپنے
عہدے کا حلف پہلے جلسہ عام میں لیا، پھر کورٹ جا کر حلف برداری کی رسم ادا کی، لیکن
مصری عوام کو اور خاص طور سے دین ودعوت کے علمبردار اخوانیوں کو اس حقیقت کا علم ہونا
چاہئے کہ فرعونیت، ناصریت اور یہودی امریکی شیطنت کے زہریلے اثرات جب تک
مصر اور عالم عربی کی سرزمین میں باقی رہیں گے تب تک اپنے ہی گھر میں شکست وریخت کا
عمل جاری رہے گا، کیونکہ ڈاکٹر مرسی جس جمہوریت کے پودے کو ہرا بھرا اور ثمر بار کرنا
چاہتے تھے اور امن، ترقی اور اسلامی روایات کی جس اساس پر وہ مصر کی تعمیر نو چاہتے تھے وہ
مثبت تبدیلی وہاں کے خرانٹ سیاسی طبقہ کو راس آنا ہی نہ تھا، نہ ہی وہاں کی فوج اپنی باغیانہ

روایت اور اپنی تعیش پسندانہ زندگی کی عادتوں کو ترک کرنے پر راضی تھی، یہی وجہ ہے کہ محمد
مرسی کے خلاف بین الاقوامی سازشی ادارہ شروع ہی سے جوڑ توڑ میں لگا ہوا تھا۔

ڈاکٹر مرسی اور ان کے حامیوں کو خوب اندازہ تھا کہ وہ دنیا کے سامنے کمزور ہیں، لیکن
انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ان کی غیرت دینی وقومی اور حمیت اسلامی بہت طاقتور ہے، اسی
قوت نے انہیں اسرائیل کے خلاف سخت موقف اپنانے، شام میں باغیوں کی حمایت
کرنے، کمزور فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف سخت الفاظ میں تنبیہ
کرنے پر آمادہ کیا۔ ''اندرون ملک بھی زور آوروں کی دھاندلیوں سے سمجھوتہ نہیں کیا،
بدعنوانیوں کے ذریعہ کھربوں ڈالر کی جاگیریں بنا لینے والے جرنیلوں کو سزا دلوادی، عالمی
برادری میں انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کا لیبل لگنے کا خوف جوتے کی نوک پر رکھتے ہوئے
شراب خانوں پر پابندی لگادی اور شریعت کے احکامات نافذ کئے، کیونکہ ان کی جماعت کو
اسی طرز حکومت کے لئے مینڈیٹ ملا تھا''

ہاں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یورپ وامریکہ کے آقاؤں نے مصریوں کے ذہن وفکر کو اپنے
جس مخصوص قالب میں ڈھالا ہے وہاں ابھی ان تبدیلیوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے
...... مگر یہ بات جس طرح مصر کے مغرب زدہ فوجیوں اور وہاں کے سیاسی شاطروں پر
صادق آتی ہے، عالم عربی کے شہ زوروں اور حکمرانوں اور عالم اسلام کے اکثر رہنماؤں پر
بھی اتنی ہی صادق آتی ہے۔

کڑوا سچ یہ ہے کہ خود مسلمانوں کا حکمراں اور رہنما طبقہ اسلامی نظام سیاست ومعیشت
کو ایوان سیاست میں دخل دینے کی اجازت نہیں دینا چاہتا، سب کو سیکولرزم کا مغربی تصور
اور دین وسیاست کو ایک دوسرے سے دور رکھے جانے کا شیطانی سبق اتنا پختہ اور ازبر ہے
کہ اپنے کو دیندار سمجھنے والے بھی اپنے بد دین حکمرانوں سے تال میل بنائے رکھنے ہی میں
عافیت جانتے ہیں۔

کیا یہ رونے کا مقام نہیں کہ ایک منتخبہ حکومت اور اس کے صدر کے اقتدار کو کانچ کی

چوڑیوں کی طرح سے ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے، اس معزول صدر کے حق میں مظاہرہ ہوتا ہے تو مظاہرین پر گولیاں برسائی جاتی ہیں، جن سے سینکڑوں جانیں تلف ہو جاتی ہیں، ان واقعات پر امریکہ کا صدر، برطانیہ کا وزیر خارجہ، اقوام متحدہ کا جنرل سکریٹری مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہیں تو اپنی منافقانہ ناپسندیدگی اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں، مگر ترکی کے علاوہ کسی عربی اور اسلامی ملک کو توفیق نہیں ہوتی کہ مصر کی فوجی بغاوت کی دو لفظوں میں مذمت کر دے، مذمت کرنا کیا معنی؟! ان حکمرانوں نے تو فوجی بغاوت کے دوسرے ہی دن قائم مقام صدر کو مبارکبادی کے پیغام بھیجے اور مصر کی معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے اربوں ڈالر کی امداد فوراً جاری کر دی (تفصیلات ۱۹ جولائی روزنامہ ''انقلاب'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

اس پورے کھیل میں شاہوں، آمر حکمرانوں کے ساتھ یہودیت بھی کھڑی ہوگئی ہے ۔۱۱ جولائی کو صدر مرسی کو معزول کیا جاتا ہے اور ۱۰ جولائی کو اسرائیل اپنے آقا امریکہ سے درخواست کرتا ہے کہ مصر کو ملنے والی ۱ء۳/ ارب ڈالر کی امداد جاری رکھی جائے، ظاہر ہے ڈاکٹر مرسی کے جانے سے جتنی خوشی اسرائیل اور شام کو ہوگی وہ جگ ظاہر ہے۔ امریکہ نہ تو جمہوریت نواز ہے، نہ شاہ نواز، وہ تو اپنے ترجیحی مفادات کا پرستار ہے، مصری فوج جو پہلے سے ہی امریکہ کی غلامی کرتی چلی آرہی ہے، ظاہر ہے وہ امریکہ کے مفادات کی حفاظت جتنے بہتر طور پر کرے گی، مرسی اور ان کے حمایتی تو نہیں کر سکتے تھے؟!!۔ ''دشمنوں'' کی نیند جس چیز نے حرام کر رکھی تھی وہ یہ خوف تھا کہ کہیں اخوانیوں کی اسلام پسندی اور جمہوریت نوازی ان کے اقتدار کے لئے خطرے کی گھنٹی نہ بن جائے، اس لئے شروع ہی سے عالم عربی نے اخوان المسلمین کے ساتھ وہی رویہ اپنا رکھا ہے جو برصغیر میں جماعت اسلامی کے ساتھ اپنایا گیا ہے۔

یہ سچ ہے کہ منتخب صدر ڈاکٹر محمد مرسی دودھ کے دھلے نہیں ہیں، یہ بھی سچ ہے کہ ملک کی قسمت سنوارنے کی جو توقعات ان سے وابستہ کی گئی ہوں، ان میں وہ پورے نہ اترے ہوں، یا ان کو اس کا پورا موقع نہ ملا ہو، لیکن مصر کی جمہوریت کش، فوجی طاقت اور ضمیر فروش

سیاست داں نے ایک ہی سال میں جمہوری قدروں کا گلا گھونٹ کر مصر کو پرانے راستے پر ڈال دیا جو ظلمتوں سے معمور اور خانہ جنگیوں سے لبریز ہے۔ ان فوجیوں کو اتنی بھی شرم نہ آئی کہ جن اخوانیوں کو جمال عبد الناصر کے زمانے سے چنگیزیت کا نشانہ بنایا گیا اور انہوں نے ۶۰ سال تک دار و رسن اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، ان کو جب جائز اقتدار ملا اور قانون اور عوامی حمایت کے ذریعے ملا، تو ایک ٹرم تک کیلئے انہیں برداشت نہیں کیا گیا!!

ہاں! اخوانیوں سے اس حقیقت کا اظہار ضرور کیا جائے گا کہ سیکولر اقتدار اور مغربی معاشرت پر مبنی زندگی کو اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات میں تبدیلی کرنے کا جذبۂ عمل مزید قربانیاں چاہتا ہے، ابھی مصر کی سرزمین میں حق و باطل کی کشمکش آگے بھی جاری رہے گی، ابھی ناصری نظام اور مغربی فلسفۂ حیات کو رسوا اور ذلیل ہونے میں وقت لگے گا، ابھی اخوانیوں کو عوامی سطح پر ذہن سازی کے کام میں اور مضبوطی لازمی ہوگی، ابھی مصر کی نظریاتی کشمکش میں فکر و عمل کے ٹکراو کے کئی معرکے ہونے باقی ہیں، ابھی تو بہار عرب کا آغاز ابتدائے عشق ہے، اور عشق کا یہ دریا آگ سے معمور ہے اور اخوانیوں کو اس کو پار کرنا اور رحمت و راحت اور امن و سلامتی کی ایک دنیا آباد کرنا ہے۔ اللہ کی ذات سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے، روشنی کی کرنیں دور افق سے ابھر چکی ہیں، جو دیر سویر پوری کائنات کو منور کر کے رہے گی اور اس دن دشمنان اسلام اور بدخواہ و بدقماش نمائشی مسلمان ذلیل و خوار ہوں گے!۔

باہر کے فرنگی بھاگ چکے ! — اب گھر کے'' فرنگی ''باقی ہیں!
قرآن کے تھے جو لوگ امیں! — وہ کفر کی مے کے ساقی ہیں!
اب باطل کے معماروں کی — تعمیروں سے ٹکرانا ہے
اب تم ،کو مجھ کو، دونوں کو — طوفانوں سے ٹکرانا ہے

☆☆☆☆☆

اسلام پسند اخوانی صدر
محمد مرسی کی معزولی اور فرعونِ مصر کی واپسی

عابد انور

مسلم ممالک میں کوئی بھی تبدیلی جس سے مذہب اور عوام کا فلاح ہو یا بیداری کی لہر پیدا کردے اسلام دشمن طاقتوں کو گوارہ نہیں ہوتا۔ عرب ممالک میں بیداری کا مطلب اسرائیل، امریکہ اور طاغوتی نظام کے حامل ممالک کے لئے خطرے کی گھنٹی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی طاقتوں نے جہاں دیگر ممالک میں جمہوری نظام قائم کرنے کے لئے اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی وہیں عرب ممالک کی شہنشاہیت کی پرورش و پرداخت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ عرب ممالک کی شاہی حکومتیں امریکہ اور یوروپی ممالک پر اپنے خزانے کا دہانہ کھول دیتی ہیں اور اس کے عوض وہ ممالک ان شہنشاہوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ ان کے مجرمانہ فعل کا دفاع اور عرب ممالک کے شہنشاہوں کو اپنے عوام کی آواز کچلنے کے لئے ہر طرح کی مدد کرتے ہیں۔ اس وقت نہ تو انہیں انسانی حقوق نظر آتے ہیں اور نہ ہی جمہوریت نظر آتی ہے اور نہ ہی انہیں وہاں آمریت نظر آتی ہے جہاں ان کے خلاف آواز اٹھتی ہے، یا ان کے اقتصادی مفادات کو چوٹ پہنچتی ہے، اسی ملک میں جمہوریت خطرے میں ہوتی ہے۔ عرب ممالک میں مداخلت، یا ان کے جرائم سے چشم پوشی، حکومت

کی تبدیلی، یا انسانی حقوق کا واویلا یا اسے نظر انداز کرنا سب کا تعلق اقتصادی مفادات سے ہوتا ہے۔ عرب ممالک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی تمام کڑیاں اسی سے وابستہ ہیں۔ امریکہ اور مغرب میں اقتصادی بحران کے بعد جب کئی ملک دیوالیہ ہونے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ یوروپ اور امریکہ نے اقتصادی پیکیج دے کر انہیں کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ امریکی معیشت بھی تباہ حال ہو چکی تھی کہ اچانک عرب ممالک میں اقتدار کی تبدیلی کی لہر چل پڑی۔ ایران کو زبردست طریقے سے ابھارا گیا اور علاقے کے لئے خطرہ بنا کر پیش کیا گیا اور ایران نے نورا کشتی کا ثبوت دیتے ہوئے کئی ایسے طریقہ کار اپنائے جس سے امریکہ اور یوروپ کا کام آسان ہو گیا۔ عرب ممالک میں اسلحہ کی دوڑ شروع ہو گئی۔ سعودی عرب نے 60 بلین سے زائد ڈالر کے اسلحہ کا معاہدہ کیا۔ سعودی عرب اللہ سے کہیں زیادہ امریکہ سے ڈرتا ہے۔ امریکہ کے ایک اشارے پر اس نے مدارس اسلامیہ اور دین کے فروغ کا کام کرنے والے اداروں کو چندہ دینا بند کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے عوام پر بھی ایسے اداروں کو چندہ دینے پر سخت پابندی عائد کر دی۔ صورت حال یہ ہے کہ 700 بلین سے زائد ریال سعودی عرب کے بینکوں میں زکوۃ کے بیکار پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر عرب اور خلیجی ممالک نے بھی امریکہ، یوروپ، چین اور روس سے اسلحہ خریدنے کا معاہدہ کیا ہے۔ اس سے امریکہ سمیت ان ممالک کی معیشت مستحکم ہوئی اور اقتصادی بحران کے چیلنج کا سامنا کرنے میں آسانی ہوئی۔ اس وقت عرب ممالک کا وافر پیسہ اسلحہ کی خریداری میں صرف ہو رہا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ عرب ممالک میں ان اسلحہ کا استعمال کرنے والوں کی سخت کمی ہے۔ کسی ملک نے اپنے عوام کو اس کا حامل نہیں بنایا کہ ان اسلحہ کو چلا سکیں یا دیکھ ریکھ کر سکیں۔ عرب ممالک میں مصر ہی ایسا ملک ہے جس کی آبادی تمام عرب ممالک سے زائد ہے۔ اس کی فوجیں تمام عرب ممالک کی فوجیوں سے بہتر ہیں۔ پچاس برسوں کے بعد اقتدار ایسے افراد کے ہاتھ میں آیا تھا جو نہ صرف اسلام پسند ہیں بلکہ ملک کو اقتصادی، معاشرتی اور سائنس و تکنالوجی کی ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ کیوں کہ کچھ عرب ممالک، ایران، اسرائیل، امریکہ اور یوروپ کو یہ پسند نہیں تھا کوئی ایسا طبقہ حکومت کرے جس سے اسرائیل کے وجود کو خطرہ ہو۔ صدر مرسی کی معزولی سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ فلسطین کا مسئلہ اب تک حل کیوں نہیں ہوا اور اسرائیل جب چاہتا ہے بمباری کیوں کرتا ہے؟؟

مصر میں جس انداز میں منتخب صدر محمد مرسی کو معزول کر کے فوجی حکومت قائم کی گئی ہے اس سے نہ صرف عرب ممالک میں پنپنے والی جمہوریت کا جنازہ نکلا ہے بلکہ فوجی آمریت کو فروغ ملا ہے۔اس جنازہ کو نکالنے میں صرف آمر ملک ہی نہیں بلکہ بیشتر جمہوریت اور جمہوریت کے نام پر دوسروں کے اقتدار کو تہ و بالا کرنے والے ممالک شامل ہیں۔ جہاں ایک طرف امریکہ، ایران اور مغربی ممالک اس کھیل میں شامل ہیں، وہیں سعودی عرب کا کردار بھی کم کریہہ نہیں ہے۔مصر میں کامیاب اور زیادہ انسانی جانوں کے زیاں کے بغیر جس طرح اخوان المسلمین انقلاب لانے میں کامیاب ہوئے اس سے لگنے لگا تھا کہ اس کی روشنی پورے عرب ممالک میں پھیلے گی۔جس طرح عرب ممالک میں شہنشاہیت قائم ہے اور اس کے نام پر عوام کو جس طرح اظہار آزادی سے محروم رکھا جارہا ہے جس کی وجہ سے وہاں پورے معاشرے میں گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔ اس حبس کے ماحول میں عوام نے سوشل میڈیا کا سہارا لیا۔ اس کے بعد انقلاب کی کونپلیں پھوٹنی شروع ہوئیں۔سب سے پہلے انقلاب کا مزہ تیونس نے چکھا اس کے بعد مصر نے۔ یہ سلسلہ یہیں نہیں رکا اس کے بعد یمن میں بھی اقتدار کی تبدیلی آئی اور لیبیا میں کرنل معمر قذافی کو جان دے کر اقتدار چھوڑنا پڑا۔اس کی آنچ شام تک پہنچی لیکن چوں کہ شام میں اقتدار کی تبدیلی ایران، امریکہ اور مغربی ممالک کے مفاد میں نہیں ہے اس لئے وہاں ڈھائی سال سے خاک وخون کی ہولی کھیلی جارہی ہے، دو لاکھ سے زائد مسلمانوں کو نصیریوں (چنگیز خان و ہلاکو کو مات دینے والے حکمرانوں) نے قتل کر دیا ہے۔شامی صدر بشار الاسد کا تعلق نصیری شیعوں کے اس فرقہ سے جو حضرت علی رضی اللہ کو خدا تسلیم کرتا ہے۔شام پر صرف مگرمچھ کے آنسو بہائے جارہے ہیں۔شام میں سنی خواتین کی جس طرح اجتماعی آبروریزی کی جارہی ہے اور جس طرح ذلت آمیز طریقے سے موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے اس سے اسلامی ملکوں کو شرمسار ہونا چاہئے۔

مصر میں فوج نے ملک کے پہلے جمہوری طریقے سے منتخب صدر محمد مرسی کو معزول کر کے آئینی عدالت کے سربراہ عدلی منصوری کو کارگزار صدر منتخب کیا۔اس کے ساتھ مرسی کے حریف اور مغرب کے پسندیدہ چہرہ محمد البرادعی کو نیا وزیر اعظم بنایا گیا۔مصری فوج کے چیف جنرل عبدالفتاح سیسی نے ٹیلی ویژن پر خطاب میں آئین کو معطل کئے جانے کا اعلان کیا.....جنرل سیسی نے 29 جنوری 2013 کو انتباہ دیتے ہوئے کہا تھا

کہ سیاسی بحران " حکومت تحلیل ہونے کی طرف بڑھ سکتا ہے۔اپریل کے آخر میں حزب اختلاف کے کارکنوں نے تمرد (انقلاب) کے نام سے ایک مخالفت کی تحریک شروع کی۔اس کا مقصد محمد مرسی کے خلاف ایک خط پر دستخط کروانا تھا۔اس خط میں محمد مرسی پر ملک میں سیکورٹی کو بحال کرنے اور معیشت کو پٹری پر لانے میں ناکام رہنے کا الزام لگایا گیا تھا۔اس خط میں نئے صدارتی انتخابات کا بھی مطالبہ تھا۔30 جون 2013 کو صدر مرسی کی مدت کا ایک سال مکمل ہونے پر اس تحریک کے تحت بڑے احتجاجی مظاہرے کا بھی انعقاد کیا گیا۔ان مظاہروں کے پیش نظر فوج نے صدر مرسی کو یکم جولائی کو متنبہ کیا کہ اگر وہ اگلے 48 گھنٹوں میں لوگوں کے مطالبے پورے کر کے سیاسی بحران میں کامیاب نہیں ہوئے تو وہ مداخلت کر کے اپنا ''روڈ میپ'' نافذ کرے گی.....۔مصر میں سابق صدر محمد مُرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد اخوان المسلمین کی سیاسی پارٹی " آزادی و انصاف " کے کئی سرکردہ رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا۔''آزادی و انصاف'' (فریڈم اینڈ جسٹس) کے چیئرمین سعد الکتاتنی، اخوان المسلمین کے نائب مرشد عام ڈاکٹر رشاد البیومی اور کئی دیگر رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا۔گرفتاریوں کا دائرہ اخوان المسلمین کے علاوہ کئی دوسری مذہبی جماعتوں اور مذہبی چینلوں کے مالکان اور عہدیداروں تک بڑھا دیا گیا۔تمام اسلامی چینل بند کردئے گئے اور اس کے اخبار کی اشاعت بند کردی گئی۔مصر کے کثیر الاشاعت عربی روزنامہ "الاھرام نے اپنی رپورٹ میں ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ سیکیورٹی فورسز نے اخوان المسلمین کے تین سو سرکردہ رہنماؤں کی گرفتاری کے احکامات جاری کیے گئے اور وہ گرفتار بھی کرلئے گئے ہیں۔مصری صدر مرسی نے اپنے عوامی خطاب میں کہا ہے کہ وہ قانونی طور پر ملک کے صدر منتخب ہوئے ہیں اور کسی بھی دباؤ کے نتیجے میں مستعفی نہیں ہوں گے۔

مشرق وسطیٰ میں محمد مرسی کی حکومت کے خاتمے پر جو ردعمل سامنے آیا ہے اس سے باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کون سی حکومتیں 'سیاسی اسلام' کو پسند یا ناپسند کرتی ہیں۔محمد مرسی کی معزولی کی سب سے زیادہ خوشی سعودی عرب اور شام کو ہوئی ہے۔کیوں کہ سعودی عرب کو خدشہ تھا کہ کہیں یہ تحریک ان کے ملک میں نہ پھیل جائے اور وہاں نوجوان بھی کہیں اخوان کی راہ نہ چل پڑیں۔اس لئے سب سے پہلے مبارکباد دینے

والوں میں سعودی عرب شامل تھا۔ اس کے فرمانروا شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے عبوری صدر عدلی منصور کو تہنیتی پیغام میں کہا کہ مصر کی مسلح افواج نے ملک کو گہری کھائی میں گرنے سے بچالیا.....۔

تیونس کے صدر منصف مرزوقی کے مطابق ''فوجی مداخلت کلی طور پر ناقابل قبول ہے اور ہم مصر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرسی کی جسمانی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔'' اس ملک میں برسر اقتدار النہضہ جماعت نے اس فوجی کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ آئینی حکومت کے خلاف فوجی بغاوت ہے۔ تیونس کے ساتھ ساتھ ترکی حکومت نے بھی مرسی کی حکومت کے خاتمے پر مصری فوج کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ترکی کے وزیر خارجہ احمد داؤد اوگلو کے حوالے سے کہا گیا کہ ''ایک جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والی حکومت کا اس طرح غیر قانونی طریقے سے تختہ الٹ دینا ناقابل قبول ہے۔'' مغرب کے پٹھو فلسطینی صدر محمود عباس نے اس فوجی اقدام پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ افریقی ممالک کی تنظیم افریقین یونین نے صدر محمد مرسی کی برطرفی کے بعد مصر کی رکنیت معطل کر دی ہے۔ بیان میں صدر مرسی کی برطرفی کو غیر آئینی قرار دیا گیا اور مصر کی نئی انتظامیہ سے تمام سیاسی عناصر سے بات کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ اس سے پہلے کینیا کے صدر اوہورو کنیاٹا نے کہا تھا کہ ایک جمہوری طور پر منتخب رہنما کی برطرفی افریقہ کے لیے شدید تشویشناک ہے۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ ولیم ہیگ کا کہنا ہے کہ برطانوی حکومت مصر میں فوجی مداخلت کی حمایت نہیں کرتی ہے۔ تاہم ولیم ہیگ نے فوجی بغاوت کے ذریعے صدر مرسی کا تختہ الٹنے کے اقدام کی مذمت نہیں کی ہے۔

فوج نے دعوی کیا ہے کہ اس نے مصری عوام کی امنگوں کی تکمیل کیلئے ایسا کیا ہے۔ حزب اختلاف کی آرزو عوام کی خواہش ہرگز نہیں ہوسکتی ۔ **اگر ایران، امریکه،سعودی عرب یا دیگر ممالک میں اپوزیشن کے ارکان لاکھوں کی تعدادمیں سعودی شاہ عبدالله، ایران کے حسن روحانی، امریکه کے بارک اوبامه یا دیگر ممالک کے سربراہ کے خلاف احتجاج کریں گے تو وہ اقتدار چھوڑ دیں گے ؟ اور فوج تخته پلٹ دے گی؟ دیگرممالک میں ایسا هرگز نهیں هوسکتا تو مصر میں کیوں کیاگیا. کیا صرف احتجاج کو اقتدار کی تبدیلی کا جواز بنایا جاسکتا. آج تک کسی ملک میں نهیں هوا .حسنی مبارک کو اقتدار سے هٹانے کے لیے**

اٹھارہ دن تک ایسے مظاهرے هوئے تھے جن کی مثال نهیں ملتی. اس بار صدر مرسی کو هٹانے کے لیے صرف چار دن کے مظاهرے کافی رهے!.مرسی کو معزول نهیں کیا گیا هے بلکه اسلام کو معزول کیا گیا هے اس کا سهرا سعودی عرب کے سرزیاده جاتاهے. چھوٹے موٹے احتجاج بہت دنوں سے کئے جارہے تھے ۔ ایک دن کا احتجاج منظّم کرنے میں خزانہ کا دہانہ کھولنا پڑتا ہے جب کہ وہاں کئی مہینوں سے یہ جاری تھا تو سوال یہ ہے کہ پیسہ کہاں سے آرہا تھا؟ کون ملک مالی مدد کر رہا تھا؟ یہ مرسی کی معزولی نہیں صیہونیت، نصرانیت اور فرعونیت کی واپسی ہے۔ اس سازش میں جہاں طاغوتی نظام کارفرما رہا ہے وہیں عرب ممالک نے بھی زبردست طریقہ سے صیہونیت، نصرانیت اور فرعونیت کا ساتھ دیا ہے، اس کی قیمت سعودی عرب سمیت تمام ممالک کو چکانی ہوگی ۔ مرسی کی وجہ سے 2012 کی جنگ میں حماس اسرائیل کو اس کی اوقات بتانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ قارئین کو یہ جان کر افسوس ہوگا کہ 2010 کی غزہ کی جنگ میں اسرائیل کو مہمیز دینے میں عرب ممالک شامل تھے۔

☆☆☆☆

مصر کی بحرانی صورتحال

محمد علاء الدین ندوی

حق و باطل کی کشمکش ایک ازلی اور دائمی حقیقت ہے، اس دنیائے آب و گل کے پیدا کئے جانے سے بھی پہلے اس کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب حضرت حق نے حضرت آدم کی تخلیق کا منشا ظاہر فرمایا تھا، فرشتوں کی اطاعت شعاری کے مقابلے میں شیطان کا سجدے سے انکار کرنا باطل کا پہلا مظہر تھا، آخر کار اس کی شیطنت اور باطل پرستی نے حضرت آدم کو جنت سے نکلوا کر ہی دم لیا۔

اسلام کی تاریخ کا ورق ورق حق و باطل کی اس کشمکش سے عبارت ہے، امت محمدیہ کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ کا ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ اسے حق و باطل کی کشمکش سے دور رکھا گیا ہو، اور شیطانی گرگوں نے اسے چین کی سانس لینے دی ہو، حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد ہی جزیرۃ العرب میں ارتداد کا فتنہ جنگل کی آندھی کی طرح سے پھیلتا ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی دعوئ نبوت کا فتنہ سر ابھارتا ہے، ہولناک جنگیں برپا ہوتی ہیں، مگر حضرت ابوبکر جیسے رقیق القلب انسان کی بے مثال عزیمت و پامردی اور صبر و استقامت اور صحابہ کرام کی اجتماعی اور اجماعی مدد و نصرت ارتداد کی تند آندھی پر بندھ باندھ کر دم لیتی ہے اور اسلام کے روئے زیبا کو پہلے سے زیادہ روشن و تابناک بنا کر چھوڑتی ہے۔ ارتداد کا یہ فتنہ خود عالم اسلام کے بطن سے پھوٹا تھا۔

صلیبی جنگوں کی منظم اور طاقتور یورش نے عالم اسلام کی جڑ بنیاد اکھیڑ دینا چاہا تھا اور پورا یورپ اپنی آخری طاقت اس مقصد کے لئے جھونک چکا تھا، مگر صلاح الدین جیسے غیور مرد مجاہد نے صلیبیوں کی کلائیاں مروڑ دیں، اور ان کو نہ صرف یہ کہ منہ کی کھانی پڑی، بلکہ قبلہ اول کو بھی بازیافت کرالیا گیا۔ یہ اسلام کے ازلی دشمن تھے جو اسلام کو ملیا میٹ کر دینے کا عزم لے کر آئے تھے۔

بغداد میں تارتاریوں کا وحشیانہ حملہ انسانیت کی پیشانی پر ایک ایسا سیاہ دھبہ ہے، جو کبھی دھل نہ

پائے گا۔ ابن الاثیر کی شہادت تو یہ ہے کہ از آدم تا ایں دم ان ہولناک واقعات کے پاسنگ کا بھی کوئی واقعہ قوموں کی تاریخ میں نہیں ملتا۔ یہ ایک خدائی آفت تھی کہ آسمان زمین پر آگرا اور ہر چیز کو ملیا میٹ کر گیا، یہ ایک قیامت تھی جو بغداد کے باشندوں پر ٹوٹی تھی۔ کچھ بھی ہو مگر وہ ایک وحشی، اجڈ اور تہذیب نا آشنا دشمن کا حملہ تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کا کڑوا، زہریلا اور ناپاک گھونٹ بھی مسلمانوں نے برداشت کیا اور ایک وقت آیا کہ یہ وحشی گنوار اور درندہ صفت دشمن، اسلام کی جھولی میں آگرے۔

مگر آج جو نازک صورت حال مصر کی ہے، وہ ان سب سے جدگانہ ہے، اس وقت وہ خونی دریا میں ڈوبا ہوا ہے، وہاں لاشیں تیر رہی ہیں، وہاں دھواں اور بارود کی حکمرانی ہے، مشین گنیں ہیں اور پورا ملک درندہ صفت ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے، خون میں نہائے ہوئے مصر کی یہ درگت ان کے دشمنوں نے نہیں بنائی ہے، بلکہ ان کے بھائیوں نے اسے اس آگ کے خندق میں ڈھکیلا ہے، جلتے ہوئے مصر کی موجودہ صورت حال نفاق، بدمعاشی، غنڈہ گردی انسانیت سوزی اور اسلام دشمنی کے تہہ در تہہ پرتوں میں لپٹا ہوا ہے اور معاملہ ایسے نازک موڑ پہ پہنچا دیا گیا ہے کہ پورا عالم اسلام صدمے سے دوچار ہے، حیران و ششدر دوراہے پر کھڑا ہے اور ذہنی طور پر مفلوج نظر آ رہا ہے، زبانوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں، دین پسندوں کا تو جینا حرام ہے، فرعونیت دندنا رہی ہے، ناصریت چنگیزیت کا مظاہرہ کر رہی ہے، جو صدمے سے باہر ہیں وہ ذہنی الجھاؤ کا شکار ہیں، اس وقت کم از کم راقم الحروف کی جو کیفیت ہے اسے لفظوں میں بیان کرنے کی تاب نہیں ہے، قلم گونگا ہے، احساس پژمردہ ہے، دل رنجیدہ اور فکر لرزیدہ ہے، مصر کے بارے میں کچھ پڑھئے، کچھ سوچئے، کچھ دیکھئے تو درد کی ٹیسیں بڑھ جاتی ہیں، قریب قریب اپنا اور ہر حساس مسلمان کا وہی حال ہے جس کا اظہار ایک عرب خاتون نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

أقول للنفس تأسأو تعزية	احدی یدی أصابتنی ولم ترد
كلاهما خلف من بعد صاحبه	هذا أخي حين أدعوه وذا ولدي

قصہ یہ ہے کہ ایک خاتون کے بچے کو اس کا بھائی (یعنی بچے کا ماموں) جان سے مار ڈالتا ہے۔اس خاتون کا اپنے بیٹے اور بھائی کے سوا اور کوئی تیسرا اس دنیا میں نہیں ہے، اب اگر خاتون قصاص کے لئے تگ و دو کرتی ہے، تو اس کا بھائی مارا جاتا ہے، اس طرح وہ اپنے دو بازوؤں میں سے دونوں سے محروم ہو جانے خطرے سے پریشان رہتی ہے اور اسی غم کا اظہار مذکورہ بالا اشعار میں کر رہی ہے۔

لوگ کہتے ہیں ''مصر کے حالات پہ لکھو! کیوں نہیں لکھتے''۔ میں کیا لکھوں؟ کس قلم سے لکھوں؟ کس کے خلاف لکھوں؟ انسان کے تو دو ہی بازو ہوتے ہیں، ایک بازو معصوم بچے کی شکل میں مار دیا جاتا ہے، اس کے حق میں نالہ وشیون اور نوحہ وماتم تو کیا جاسکتا ہے، اس کے قاتل سے قصاص کیسے لینے کی ہمت کی جاسکتی ہے؟ اگر ایسا کرلیا جائے تو دوسرا بازو بھی جاتا ہے اور مصیبت زدہ بے بس عورت دونوں (بیٹا اور بھائی کے) سہاروں سے محروم رہ جاتی ہے۔

دنیا میں جنہیں دین عزیز ہے- وہ دین جو غالب بن کر رہنے کے لے آیا ہے، کافروں کی ماتحتی قبول کرکے زیر سایہ کفر کی زندگی گزارنے یا مسلم حکمرانوں کے دربار کا یرغمالی بن کر رہنے نہیں آیا، بلکہ خدائی وعدہ **ليظهره على الدين كله** کے مطابق **الحق يعلوو لا يعلى عليه** کی شان دکھانے آیا ہے- دین کا ایسا وسیع ربانی تصور رکھنے والوں کی اس وقت وہی کیفیت ہے جو کیفیت اس غمزدہ اور مصیبت کی ماری عورت کی ہے، جس کا بھائی اور نرینہ اولاد دونوں موت کی آغوش میں چلے جائیں۔

مصر کی موجودہ بحرانی صورت حال کسی ایک ملک کا اندرونی معاملہ ہرگز نہیں ہے، یہ اسلام کو زک پہونچانے اور اسلام پسندوں کو ذلیل و رسوا کرنے کی ایسی گھناؤنی سازش ہے جس کی کوئی مثال (باستثناء بنگلہ دیش کے قیام کے رونگٹے کھڑے کردینے والے حالات کے) اسلام کی تاریخ میں نہیں ملتی۔
قرن اول سے لیکر آج تک امت مسلمہ میں منافقین مار آستین بن کر گھس رہے ہیں اور اسلام کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں، مگر اسکی بھی کوئی مثال نہیں ملے گی کہ پورے پورے مسلمان

ممالک اسلام کے خلاف ایسے متفق اور سینہ سپر ہو گئے ہوں، جیسے مصر کے اسلام پسندوں کے خلاف کتنی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ کسی غیر مسلم ملک کے حکمران اور ایک مسلمان مسلم کے حکمران میں کوئی فرق نہیں ہے، مذہب کے تنگ دائرہ میں عمل کی آزادی تو اقلیتوں کو بھی حاصل ہے اور ہمارے اسلامی ممالک کے حکمران بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان کے شہری ''مذہب'' پر عمل کریں اور حکومت وسیاست کو اسلامیانے کا تصور اور کرسی کی طرف دیکھنے کی جرأت کبھی نہ کریں، اس امت کی بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد اس قسم کی اسلامی حکومت سے امت مسلمہ کو دوچار ہونا پڑا اور حکمرانوں نے ہمیشہ اسلام کو یرغمال بنا کر رکھا اور ظالم کے خلاف کلمۂ حق کہنے والوں کی ضیافت شائیں شائیں کرتے کوڑوں سے کی۔

اسلام کو اپنی تاریخ میں بے شمار فکری حملوں اور شیطانی فتنوں کا شکار ہونا پڑا، مگر عصر حاضر میں مغربی تہذیب کی لعنت نے امت مسلمہ پر جو فکری یلغار اور ذہنی یورش کی ہے اس کے زہریلے اور جان لیوا اثرات سے ابھی ایک صدی آگے تک جانبر نہ ہوسکے گی۔ اس مغربی حملے نے فکر کے زاویئے بدل دیئے، ذہن کی ساخت بدل دی، دماغ کی بہت اچھی طرح سے واشنگ کردی، اس نے ارتداد کے بیج بودیئے، اس نے فکری غلامی کی طنابیں اس ہوشیاری سے کھینچی اور اس کے مفکرین نے ایسے خوشنما جال بچھائے کہ نوجوان نسلوں کو وہ پھانسنے میں پوری طرح سے کامیاب رہی۔ آج مسلمان ایک ذلیل، بے غیرت، بے حیا، فکری اعتبار سے اپاہج، فکر وعمل کے نفاق میں مبتلا اور مغرب کی فکری غلامی میں تیز گام قوم کا نام ہے۔

اے مسلمانو! مغرب نے تم کو غلام بنانا چاہا اور تم غلام بن گئے، جب آزادی کی نوبت آئی تو اس نے تمہارے ایک ''متحدہ اسلامی حکومت'' کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ایک کو یہ سبق پڑھایا کہ آئندہ تم اپنا تحفظ چاہتے ہو تو ہم سے فوجی معاہدے کرو اور تم مان گئے، اس نے اپنے شرائط کی بنیادوں پر تمہیں قرض کی پیش کش کی اور تم نے بڑی نعمت جان کر اسے قبول کیا، اس نے ترقی کی راہ سوجھا کر اپنا نظام تعلیم زہر کی پوٹلی میں باندھ کر تمہیں دیا اور تم اسے آب حیات جان کر اس نظام

کے سانچے میں اپنی نسل کو ڈھالنے میں لگ گئے، اس نے چاہا کہ تم دین کو سیاست سے جدا رکھو اور سیکولرزم کی روشنی میں آئین سازی کرو اور تم نے کہا: حضور بسر و چشم قبول!! اس نے تم کو روٹی، کپڑا اور مکان کا جھانسہ اور مساوات کا خوش نما نعرہ دے کر اشتراکیت کی گولیاں کھلائیں اور تم کھاتے چلے گئے، اور بڑے بڑے کامریڈ پیدا کرنے لگے، اس نے تم کو قومیت اور وطنیت کا نیا سبق پڑھایا اور تم عالمگیر دینی، اخلاقی و انسانی قدروں کو فراموش کر کے قومیت کو نئی نبوت خیال کرنے لگے۔ اس نے تم سے کہا دین کو سیاست سے دور رکھو اور ترقی چاہتے ہو تو مغرب کی کورانہ اور متعصبانہ تقلید کرو، اور تم اس کے پیچھے بھاگتے چلے گئے، اب تم اپنی تہذیب، اپنی قدریں، اپنی اسلامیت، اپنی ماضی کے ورثے اور اپنی ترقی کے اسباب سے اتنے دور نکل گئے اور ایسے بے گانہ ہو چلے، کہ اللہ اور رسول کا نام لینے والے اور اسلامی نظام حیات کی روشنی میں زندگی کی تشکیل کی کوشش کرنے والے دہشت گرد نظر آنے لگے؟!۔ وہ نوجوان جن کی نظر کتاب و سنت پر گہری نہیں ہے اور جو کسی درجے میں اپنے مذہبی رہنماؤں اور مسلم قائدین کے عمل کو معیار سمجھ کر ان کی تقلید کرتے ہیں، موجودہ روش سے دل برداشتہ ہو کر اگر ان کا اسلام پر سے اعتماد اٹھ جائے تو انہی کی غلط پالیسی ذمہ دار ہوگی، پھر چاہے یہ دنیا میں جتنا طنطنہ دکھا لیں، آخرت میں خدا کی باز پرس سے بچ نہیں سکتے!!!۔ جو زہر اس وقت یہ امت کے جوانوں کو دے رہے ہیں یہ نتیجہ ہے اسی زہریلے مغرب کے نظام تعلیم کا جو کانٹے دار اور کڑوے کسیلے علقم و حنظل تم کو دے رہا ہے ۔

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارات